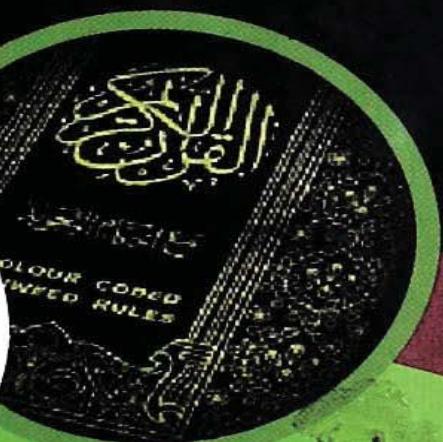
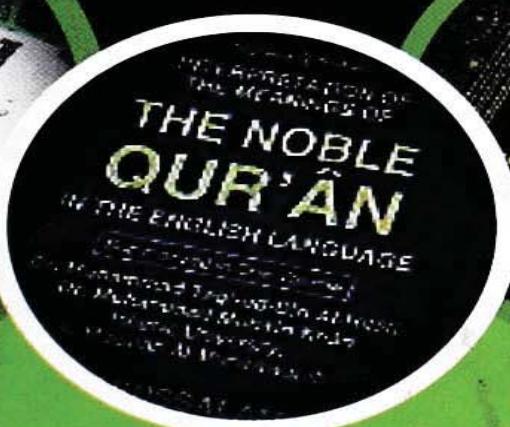
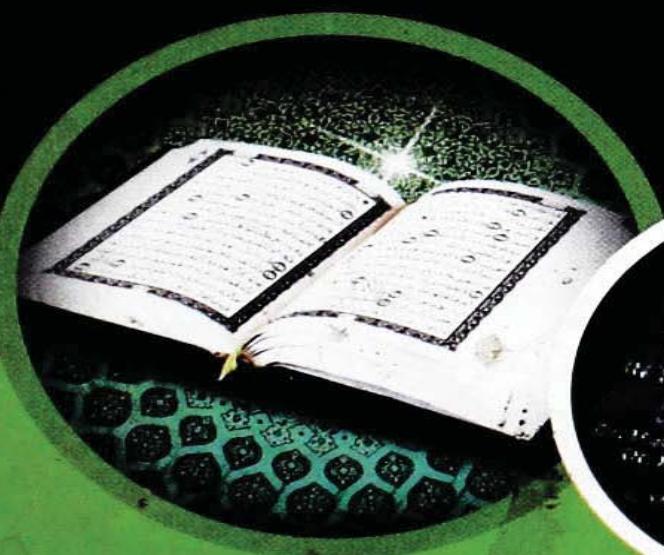


لُقْتَهِيَّر اور اُصولِ تفسیر

تعارف، حضورت اور اعم کتابیں



دینصل احمد پوری





تفسیر و اصول تفسیر

ضرورت، تعارف اور اہم کتابیں

فیصل احمد ندوی

مکتبۃ العالیہ
بیرونی

297-161
ت 963 ت
143592

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

۱۴۳۵۹۲

۲

تفصیر و اصول تفسیر

نام کتاب

فیصل احمد ندوی

نام مؤلف

ملک اسد علی قاسمی

اهتمام

نوید حفیظ پرنس

مطبع

2015

سن اشاعت

مکتبہ قاسم العلوم

ناشر

ڈسٹری بیوٹر

ملک ایمنڈ کمپنی

رحمان مارکیٹ غزنی سڑیت اردو بازار لاہور

042-37248209-37231119

انتساب

میرے مشفق و محترم استاد

حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی بھٹکی

سابق امام و خطیب جامع مسجد بھٹکی و واعظ شہر

سابق مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکی

کے نام

جن کے دل نشین دروسِ ریاض الصالحین اور دروسِ قرآن نے نو عمری میں اول اول میرے ذہن و دماغ کو متاثر کیا تھا۔ اور جن کی تقریروں اور موعظ نے شہر و آس پاس کی فضائ پر گہر اثر ڈالا تھا۔

جو میرے علمی کاموں پر سب سے زیادہ خوش ہونے والوں اور سب سے بڑھ کر نشین و آفرین کہنے والوں میں تھے۔

پانچ ماہ قبل یہ کتاب ابتدائی مرحلے میں مکمل ہو کر پر لیں جانے کے لیے تیار تھی تو دور دور تک یہ اندیشه نہیں تھا کہ مولانا ہم سے اتنی جلد پچھڑنے والے ہیں۔ اب جب یہ کتاب چھپنے جا رہی ہے تو مولانا ہمیں داغِ مفارقت دے کر اس دارِ فانی سے کوچ کر چکے ہیں۔

تم کیا گئے کہ رونقِ ہستی چلی گئی

فیصل احمد ندوی

کیم جمادی الآخری ۱۴۳۷ھ

فہرست مضمون

تفسیر و اصول تفسیر

		پیش لفظ
	باب اول	
	تفسیر کے سلسلے میں بنیادی باتیں	
	۳۸-۱۵	
۱۶	قرآن کا تعارف قرآن کی زبانی	
۱۷	قرآن کا جامع ترین تعارف حدیث میں	
۱۸	قرآن اور عربی زبان	
۱۹	ہر فہم قرآن کی ضرورت اور اس کا حکم	
۲۰	تفسیر کی دو قسمیں: تفسیر ما ثور اور تفسیر غیر ما ثور	
۲۱	تفسیر ما ثور کی اہمیت اور اس کو ماننے کی ضرورت	
۲۲	تفسیر ما ثور میں مزید غور و فکر کی گنجائش	
۲۳	تفسیر بالرأی اور اس کے حدود	
۲۴	تفسیر قرآن میں احتیاط کی ضرورت اور اس سلسلے میں سلف کا موقف	
۲۵	ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ	
۲۶	تفسیر کے بنیادی مصادر: قرآن و حدیث	
۲۷	تفسیر القرآن بالقرآن کی اہمیت	
۲۸	تفسیر صحابہ کی بنیادیں	
۲۹	عربی زبان میں مہارت	
۳۰	اسباب نزول سے واقفیت	
۳۱	اسباب نزول کی حیثیت	

۲۹	عربوں کے مزاج و عادات اور اہل کتاب کے احوال سے واقفیت
۲۹	علم لدنی یا اللہ کی خصوصی مدد اور معافی کا القا
۳۱	تفسیر میں ابن عباس کا مقام
۳۲	دیگر مفسرینِ صحابہ
۳۶	مفسرینِ تابعین
۳۷	چوتھی صدی تک تفسیر لکھنے والے نمایاں محدثین مفسرین
باب دوم	
تفسیر ما ثور کی اہم کتابیں	
۵۷-۳۹	
۳۰	پہلی فصل: تفسیر ما ثور کی چاراہم ترین اور بہیادی کتابیں
۳۰	عبد بن حمید اور ان کی تفسیر
۳۰	بن المنذر اور ان کی تفسیر
۳۱	بن ابی حاتم اور ان کی تفسیر
۳۲	بن جری طبری اور ان کی تفسیر کا مقام
۳۳	تفسیر طبری کا منبع اور خصوصیات
۳۴	دوسری فصل: چند قدیم مطبوعہ تفاسیر ما ثورہ کا مختصر تعارف
۳۶	تفسیر مجاهد
۳۷	تفسیر مقاتل بن سلیمان
۳۷	تفسیر سفیان ثوری
۳۸	تفسیر عبدالرزاق
۳۸	تفسیر اسحاق بن ہبہراہیم النسقی
۳۹	تفسیر ابن شاہین
۴۰	تفسیر امام طبرانی!
۴۰	تفسیر ابن مردویہ

۵۱	تیری فصل: بعض قدیم مفسرین کے تفسیری اقوال کے مجموع
۵۲	جوہی فصل: چند قابل ذکر تفسیر ما ثور کی کتابیں
۵۳	تفسیر ابن کثیر
۵۴	لدر المنشور
۵۵	تفسیر الحج
۵۵	جامع الشیرین کتب الـ حادیث
۵۶	پانچ بیس فصل: تفسیر القرآن بالقرآن پر کتابیں
	باب سوم مختلف اذواق کی حامل تفسیریں
	۱۰۵-۵۸
۵۹	مختلف اذواق کی تفسیروں پر ایک نظر
۶۰	اپنی فصل: قرآن کی لغت پر مشتمل کتابیں
۶۰	مفہودات الفاظ القرآن للراغب
۶۱	مفہودات القرآن از مولانا فراہی
۶۱	لغات القرآن پزار دو میں چند اہم کتابیں
۶۲	دوسرا فصل: قرآن کے نحو و اعراب پر مشتمل کتابیں
۶۲	بحر المحيط لابی جبان
۶۲	العرب المفصل لكتاب اللهم المرتل
۶۳	اعرب القرآن الکریم و بیانہ
۶۴	الجامع لعرب جمل القرآن
۶۴	عرب القرآن الکریم المسیر
۶۵	تیری فصل: بلاغت قرآنی پر مشتمل تفسیریں
۶۶	تفسیر الکشاف
۶۷	تفسیر ابی السعود

۷۳	پچھی فصل: فقہی احکام سے متعلق تفسیریں
۷۴	احکام القرآن للجصاص
۷۵	احکام القرآن لابن العربي
۷۵	احکام القرآن لاکیا الہرائی
۷۶	تفسیر القطبی
۷۷	الاطلیل فی استنباط انتزاع للسیوطی
۷۷	تفسیر آیات، الاحکام للسائبی
۷۸	روائع البیان للصابونی
۷۹	المدخل العام راجی تفسیر آیات الاحکام للخالدی
۸۰	آیات احکام سے متعلق دیگر اہم تفسیریں
۸۰	ردِ میں آیات احکام کی تفسیر سے متعلق بعض کتابیں
۸۲	پانچویں فصل: اہلی درایت کی چند اہم تفسیریں
۸۳	الشیراکبیر للرازی
۸۵	تفسیر البیضاوی
۸۶	تفسیر الشافعی
۸۶	تفسیر النسیاپوری
۸۸	تفسیر الجلالين
۸۹	چھٹی فصل: روایت و درایت کی جانع دو اہم تفسیریں
۸۹	تفسیر فتح القدر لیلشوشکانی
۹۱	روح المعانی للآل ولی
۹۲	مساتویں فصل: صوفیانہ تفسیر اشاری، اس کا حکم اور اس سلسلے میں اہم کتابیں
۹۸	اثٹھویں فصل: عصر حاضر کی چند اہم تفسیریں
۹۸	تفسیر السعدی
۹۹	عن ظلال القرآن

۱۰۰	تفسیر ابن عاشور
۱۰۱	تفسیر الشعراوی
۱۰۲	صفوۃ التفاسیر
۱۰۳	الفسیر المختصر
۱۰۴	تفسیر حدائق الروح والريحان
	باب چہارم قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر ہندوستان میں ۱۳۲-۱۰۴
۱۰۷	اپنی فصل: ترجمہ و تفسیر سے متعلق عربی میں ہوئے کام پر ایک نظر
۱۰۷	چند قدیم عربی تفسیریں
۱۰۹	دوسری فصل: فارسی ترجمہ و تفاسیر پر ایک نظر
۱۱۰	تیسرا فصل: اردو ترجمہ و تفاسیر پر ایک نظر
۱۱۲	چوتھی فصل: چند اہم اردو تفسیریں
۱۱۲	تفسیر حقانی
۱۱۳	مواهب الرحمن
۱۱۸	بیان القرآن
۱۲۳	تفسیر عثمانی
۱۲۳	معارف القرآن (مولانا ادریس کاندھلوی)
۱۲۶	معارف القرآن (مفتي محمد شفیع)
۱۲۶	تفسیر ماجدی
۱۲۱	تفہیم القرآن
۱۲۷	تدبر القرآن
۱۲۲	دیگر اردو ترجمہ و تفاسیر پر سری نظر
۱۲۳	ترجمان القرآن کا مختصر تعارف

پانچویں فصل: عصر حاضر کے چند اہم ترجمے اور مختصر تفسیریں

باب پنجم

علماء کے کبار کے تفسیری افادات

۱۵۸-۱۲۷

۱۳۳	
۱۳۸	علماء کے کبار کے تفسیری افادات کی اہمیت
۱۳۹	پہلی فصل: چند قدیم علماء کے کبار کے تفسیری افادات کے مجموعے
۱۴۰	امام شافعی کے تفسیری افادات
۱۴۰	امام ابن قتیبیہ کے تفسیری افادات
۱۴۰	امام ابن حزم کے تفسیری افادات
۱۴۱	امام غزالی کے تفسیری افادات
۱۴۱	شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے تفسیری افادات
۱۴۳	علامہ ابن قیم کے تفسیری افادات
۱۴۳	امام ذہبی کے تفسیری افادات
۱۴۳	علامہ ابن رجب کے تفسیری افادات
۱۴۵	دوسری فصل: عصر حاضر کے بعض عرب علماء کے تفسیری افادات کے مجموعے
۱۴۵	تفسیر ابن بادیس فی مجالس العذکیر
۱۴۵	العذب الممیر من مجالس الشیطی فی الفیر
۱۴۶	تیسرا فصل: ہندوستانی علماء کے کبار کے تفسیری افادات
۱۴۶	حضرت تھانوی کے دیگر تفسیری افادات
۱۴۷	علام سید سلیمان ندوی کے تفسیری افادات
۱۴۷	علامہ انور شاہ کشمیری کے تفسیری افادات
۱۴۷	مولانا مناظر احسن گیلانی کے تفسیری افادات
۱۴۸	مولانا علی میاں کے تفسیری افادات

باب ششم

فہم قرآن کے لیے ضروری موضوعات اور اس سلسلے میں اہم کتابیں



۱۵۹-۱۸۲

۱۶۰	فہم قرآن کے لیے ضروری موضوعات پر ایک نظر
۱۶۱	اہمیتی فصل: ناسخ و منسوخ اور اس سے متعلق اہم کتابیں
۱۶۲	دوسری فصل: اسبابِ زوال اور اس سے متعلق اہم کتابیں
۱۶۳	تیسرا فصل: اقسامِ الہجاء کی اہمیت اور اس سے متعلق اہم کتابیں
۱۶۴	چوتھی فصل: امثالِ القرآن کی اہمیت اور اس سے متعلق اہم کتابیں
۱۶۵	پانچویں فصل: شخصِ القرآن اور اس سے متعلق اہم کتابیں
۱۶۶	چھٹی فصل: تکرارِ قرآن اور اس سے متعلق اہم کتابیں
۱۶۷	ساتویں فصل: ربط و ظہر قرآن اور اس سے متعلق اہم کتابیں
۱۶۸	آٹھویں فصل: اسرائیلیات، اس کا حکم اور اس سلسلے میں اہم کتابیں
۱۶۹	نویں فصل: مشکلاتِ القرآن اور اس سلسلے میں اہم کتابیں

باب هفتم

قرآن کا سائنسی اعجاز اور اس سلسلے میں اہم کتابیں

۱۸۳-۱۹۴

۱۸۳	پہلوی فصل: قرآن کے سائنسی اعجاز کی حقیقت اور اس سے واقعیت کی ضرورت
۱۸۴	دوسرا فصل: الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم اور اس کا تعارف
۱۸۵	تیسرا فصل: رابطہ عالم اسلامی کا شعبہِ الاعجاز ایکی للہتر آن اور اس کی خواہست
۱۸۶	چھٹی فصل: قرآن کے سائنسی اعجاز پر کام کرنے والے قابل ذکر مصنفوں
۱۸۷	شیخ عبدالحید زندانی اور قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کی کتابیں
۱۸۸	ڈاکٹر زغلول اثجار اور قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کی کاؤشیں
۱۸۹	ڈاکٹر بارون سیجی اور قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کی تحقیقات

۱۹۳	مولانا شہاب الدین ندوی اور قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کے تحقیقی کام
۱۹۵	پانچویں فصل: قرآن کے سائنسی اعجاز پر دوسرے مصنفوں کی اہم کتابیں
	باب ہشتم علوم القرآن اور اس کی اہم کتابیں
	۲۱۲-۲۰۱
۲۰۲	علوم القرآن کی تعریف
۲۰۳	پہلا فصل: علم القرآن کا آغاز اور ابتدائی کتابیں
۲۰۴	علم القرآن کے نام سے اولین کتاب: الحاوی فی علوم القرآن
۲۰۵	ثغرون الافان فی عجایب القرآن
۲۰۶	دوسرا فصل: علم القرآن کی چند جامع کتابیں
۲۰۷	لبرہان فی علوم القرآن
۲۰۸	الاتقان فی علوم القرآن
۲۰۹	علوم القرآن میں الاتقان والبرہان
۲۱۰	الزیادة والاحسان فی علوم القرآن
۲۱۱	تیسرا فصل: عصر حاضر میں لکھی ہوئی علوم القرآن کی اہم کتابیں
۲۱۲	التبیان لبعض المباحث المتعلقة بالقرآن
۲۱۳	مناہل العرفان فی علوم القرآن
۲۱۴	البيان فی مباحث من علوم القرآن
۲۱۵	مباحث فی علوم القرآن - صحیح صالح
۲۱۶	مباحث فی علوم القرآن - منارقطان
۲۱۷	تقان البرہان فی علوم القرآن
۲۱۸	چوتھی فصل: اردو میں علوم القرآن کی چند اہم کتابیں

باب ہم اصول التفسیر اور اس کی اہم کتابیں

۲۲۶-۲۱۳

۲۱۳	پہلی فصل: علوم القرآن اور اصول التفسیر
۲۱۴	اصول التفسیر کی تعریف
۲۱۵	اصول و قواعد کافر ق
۲۱۶	دوسری فصل: اصول التفسیر کے مباحث
۲۱۸	تیسرا فصل: اصول التفسیر کی چند کتابیں

باب وہام تفسر کے آداب و شرائط

۲۳۷-۲۲۷

۲۲۸	پہلی فصل: مفسر کے لیے لازمی شرائط
۲۳۰	دوسری فصل: مفسر کے آداب
۲۳۲	تیسرا فصل: قرآن سے استفادے کے موالع
۲۳۳	چوتھی فصل: قرآن سے استفادے کے شرائط و مoidات

باب یازدهم مطالعہ قرآن کے سلسلے میں چند مشورے

۲۳۲-۲۳۸

۲۳۹	قرآن مجید سے مناسبت و استفادے کے لیے ایک مشورہ
۲۴۰	مطالعہ التفسیر کے سلسلے میں چند مشورے
۲۴۱	طلبہ کے لیے مشورہ
۲۴۲	مدرسین کے لیے مشورہ
۲۴۳	حواضی درس قرآن دینے والوں کے لیے مشورہ
۲۴۴	عوام کے لیے مشورہ
۲۴۵	اعتزاز و التماں
۲۴۶	فہرست مصادر و مراجع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

تقریباً تین سال قبل مورخہ ۱۳-۲۰۱۳ء، کو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں کلیٰۃ الشریعۃ و اصول الدین کی طرف سے ”مدارس میں قرآن و اصول قرآن کی تفہیم و تدریس - اسلوب، منہج، مسائل و مشکلات“ کے موضوع پر ایک دوروزہ مذاکرہ علمی رکھا گیا تھا، جس میں ماحقہ مدارس کے اساتذہ تفسیر کو خصوصاً مدعو کیا گیا تھا، میں اس موقع پر جو عنوان دیا گیا تھا، وہ یہ تھا ”تفسیر و اصول تفسیر کی اہم کتابیں: تعارف، ضرورت و اہمیت“، ہم نے اس عنوان پر آٹھ دس صفحے کا مضمون لکھا تھا۔ اتنی جلدی میں یہ کام ہوا تھا کہ پورا مضمون بھی لکھا نہیں جاسکا تھا، تاہم اس کی کچھ باتیں بعض لوگوں کو پسند آئیں اور انہوں نے بعد میں اس کا تقاضا کیا، ہم نے سوچا کہ اس پر ایک نظر ڈال کر قابل استفادہ بنایا جائے، مگر جو تمہارے اس کا موقع نہیں دیا اور یہ مقالہ ناتمام، ہی پڑا رہا، یہاں تک کہ اس کے کچھ عرصے بعد ۲۵-۲۶ نومبر ۲۰۱۳ء کو کلیٰۃ الشریعۃ ہی کی طرف سے فقه اور فقہاء پر ای طرح کا دوروزہ مذاکرہ علمی کا انعقاد ہوا، اس میں ہم نے امام شافعی کا علمی مقام اور فقہی بصیرت پر مقالہ پیش کیا، پھر مختلف جہات سے تقاضوں کی وجہ سے ہم نے اس پر نظر ثانی کی تو اچھی خاصی تین ساڑھے تین سو صفحے کی کتاب ہو گئی، اسی وقت مجھے خیال ہوا کہ تفسیر و اصول تفسیر والا وہ مقالہ بھی نظر ثانی کر کے قابل اشاعت بنایا جائے، مگر پھر دوسرے کاموں نے مشغول رکھا، یہاں تک کہ شوال ۱۴۳۶ھ کے اوآخر اور اگست ۲۰۱۵ء کے اوائل میں اس کے لیے فارغ ہوا، اور تدریسی مشغولیات کے ساتھ یہ کام بھی کرتا رہا، الحمد للہ تقریباً میں دنوں میں اپنے موضوع پر ایک مفید کتاب تیار ہو گئی۔ پھر پروف دیکھتے ہوئے کتاب دو گنی ہو گئی، اور پیش قیمت اضافہ ہوا، جس میں وقت بھی اس سے دو گناصرف ہوا۔ الحمد للہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تقریباً پندرہ سال سے درس تفسیر سے میرا تعلق ہے، درس

کی تیاری کے دوران میں مختلف کتب تفسیر اور متعلقاتِ قرآن نظر سے گزرتے رہے، اور گزرتے رہتے ہیں، کبھی بھی خیال ہوتا تھا کہ ہمارے دوست احباب اور عزیز طلبہ بھی ان چیزوں سے متعارف ہو جائیں اور جیسے ہمیں ان کتابوں سے کچھ فائدہ اٹھانے کا موقع ملا ہے، یہ بھی ان سے فائدہ اٹھائیں۔

قدرت کی کرم فرمائی کہ یہ سینما اور اس میں میرا یہ مقالہ اس کی اچھی تقریب بن گیا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

اس کتاب میں جن کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے، اکثر براہ راست واقفیت اور ذاتی تاثر کی بنیاد پر ہے اور پھر اس وقت میں نے ان کتابوں پر نظر ڈال کر ان کی خصوصیات کا اندازہ لگانے کی کوشش کی اور ایک طالب علم کی طرح اس کو پیش کر سکا، اور ایسا بھی ہوا کہ بعض تفسیروں پر لکھے ہوئے تنقیدی اور تحریکی مضامین میں نے دیکھے اور میرے ذاتی تاثر کو ان سے تائید حاصل ہوئی، ان سے بھی میں نے فائدہ اٹھایا، جہاں کسی کے خاص تاثر یا تحریک سے فائدہ اٹھایا ہے، تو اس کا حوالہ دے دیا ہے۔

اس کتاب کی کپوزنگ کے بعض مراحل اور پروف ریڈنگ میں عزیز برادران، متعلمسینِ دارالعلوم ندوۃ العلماء: مولوی سید حسن بافقیہ ندوی، مولوی عبدالرشید شہزاد شاہ بندری ندوی، مولوی محمد برماور بن مولانا محمد الیوب صاحب ندوی، مولوی ابان جو پاپو ندوی اور ہاں رفیق محترم مولانا عبدالسلام خطیب ندوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے مخلصانہ تعاون کیا، بالخصوص مولوی محمد سے بیش قیمت مدللی، نیز مولوی محمد مستقیم مختص ندوی کا بھی ابتداء کچھ تعاون حاصل رہا، ہم ان سب کے بے حد گمنون و مشکور ہیں۔

امید ہے کہ تفسیر کے طلبہ اور اساتذہ اس کتاب سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے۔ ہم یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ اس کو پوری طرح مفید بنائے اور قبول فرمائے۔

فصل احمد ندوی بھٹکی

خادم تدریس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۲ رب جمادی الآخری ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۲ مارچ ۲۰۱۶ء

باب اول

تفسیر کے سلسلے میں بنیادی باتیں

قرآن کا تعارف قرآن کی زبانی

قرآن اللہ کا آخری پیغام اور جنی نوع انسان کے لیے اس کا سب سے بڑا العام ہے، یہ دلوں کی شفا اور ہر مرض کی دوا ہے، یہ کتاب ہدایت اور دستور الہی ہے، ایسا منفرد دستور جو ہر جگہ کے لیے یکساں مفید اور ہر زمانے میں لوگوں کے تمام مسائل حل کرنے کی پوری صلاحیت کا حامل۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَبِ مِنْ شَيْءٍ (۱) ہم نے اس کتاب میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

نیزار شاد باری ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَبَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ (۲) یعنی ہم نے تم پر ایسی کتاب اتنا ری ہے جو ہر چیز کی وضاحت کرنے والی ہے۔

اسی طرح قرآن مجید نے مختلف آیتوں میں متعدد حیثیتوں سے اپنا تعارف کرایا ہے۔ اس مختصر کتاب میں ان کو بالتفصیل بیان نہیں کیا جاسکتا۔

قرآن کریم کا جامع ترین تعارف حدیث میں

لیکن ایک حدیث میں قرآن مجید کا جو بھرپور تعارف کرایا گیا ہے، اس سے بہتر قرآن مجید کا تعارف ممکن نہیں، اس لیے قرآن کریم کے تعارف میں ہم اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے اسی حدیث کو پیش کرتے ہیں، فرمایا: کتاب اللہ، فیه نبأ ما کان قبلکم، و خبر ما بعدکم، و حکم ما بینکم، و هو الفصل، ليس بالهزل، من تركه من جبار قصمه الله، ومن ابتغى الهدى في غيره أضلله الله، وهو حبل الله المتين، وهو الذكر الحكيم، وهو الصراط المستقيم، هو الذي لا تزيغ به الأهواء، ولا

تُلْتَبِسُ بِهِ الْأَلْسُنَةُ، وَلَا يَشْعُرُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ، وَلَا يَخْلُقُ عَلَى كُثْرَةِ الرَّدِّ، وَلَا تُنْفَضِي عَجَابَهُ، هُوَ الَّذِي لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ إِذْ سَمِعُتَهُ حَتَّى قَالُوا **إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَابًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَأَمْنَى بِهِ** ^{بِهِ} مَنْ قَالَ بِهِ صَدِقٌ، وَمَنْ عَمِلَ بِهِ أَجْرٌ، وَمَنْ حُكِمَ بِهِ عَدْلٌ، وَمَنْ دَعَا إِلَيْهِ هُدًى إِلَى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ (۱)

یعنی یہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں سابقہ قوموں کی تاریخ ہے اور مستقبل کے احوال بھی ہیں، آپسی معاملات کا حل بھی ہے، یہ قول فیصل ہے، بتکی اور غیر حقیقی باتوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں، جو بھی ظالم اس کو چھوڑ دے گا اللہ اس کی کمر توڑ کر رکھ دے گا، اور جو اس کو چھوڑ کر کہیں اور ہدایت طلب کرے گا، اللہ اس کو صحیح راست سے محروم رکھے گا، یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے، یہ ایک پُر حکمت یاد ہانی ہے، یہ ایک سیدھی پُتھی راہ ہے، اس کی پیروی سے خواہشات اور خیالات حق سے ہٹ نہیں پائیں گے، اس کو اختیار کرنے سے حق و باطل میں التباس نہیں ہو گا اور زبانوں سے باطل نہیں نکلے گا، علماء کو کہی اس سے سیری نہیں ہوگی، بار بار پڑھنے کے باوجود اس کی جدت اور تازگی میں کمی نہیں آئے گی، اور اس کے عجائب ختم ہونے کا نام نہیں لیں گے، یہی وہ کتاب ہے جس کوں کرجن بے قابو ہو گئے اور انہوں نے صد الگائی: **إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَابًا، يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَأَمْنَى بِهِ** (یعنی عجیب قرآن کی آواز ہمارے کانوں میں پڑی جو راہ راست کی رہنمائی کرتا ہے، پس ہم نے اس کو تسلیم کر لیا) جو قرآن کی بنیاد پر بات کہے گا، سچا ہو گا، جو اس پر عمل کرے گا، اجر کا مسحتق ہو گا، جو اس کی روشنی میں فصلیے کرے گا متنی بر انصاف ہو گا، اور جو اس کی دعوت دے گا، راہ راست اس کا مقلاز ہو گی۔

قرآن اور عربی زبان

اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ قرآن مجید کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس کو ہم نے عربی میپین

(۱) ترمذی (رقم: ۲۹۰۶) داری (رقم: ۳۳۲۶)، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۳۶۲ نیز مندرجہ (۱/۹۱) یہ حضرت علی کی روایت کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابن مسعود نے بھی مرفوعاً ذرا اختصار کے ساتھ اس کے قریب قریب الفاظ نقش کیے ہیں۔ (ویکیپیڈیا فضائل القرآن لأبی عبید (ص: ۲۱، رقم: ۷)، مصنف ابن ابی شیبہ (۱۵/۳۶۳)، وختصر قیام اللیل للمرزوی رقم: ۲۰۳)

میں نازل کیا ہے، یعنی صاف اور واضح عربی زبان، اس لیے جو عربی زبان کا اچھا ذوق رکھتا ہے اور اس کا مردم شناس ہے براہ راست اس پر قرآن کا اثر پڑتا ہے اور وہ اس کے اعجازِ بیانی اور پھر اعجازِ معنوی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، اور بالآخر اس کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ اللہ رب العالمین ہی کا کلام ہو سکتا ہے، دسیوں مثالیں ہیں کہ صرف قرآن سن کر لوگ ایمان لے آئے۔ (۱)

فہم قرآن کی ضرورت اور اس کا حکم

چوں کہ قرآن ایک مکمل کتاب ہدایت ہے اور انسانی زندگی کی ہر مشکل کا اس میں حل موجود ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی آیات پر غور و تذیر کا جگہ جگہ حکم دیا ہے، کہیں فرمایا: **أَفَلَا يَتَكَبَّرُونَ السُّكُرُ آنَّ أَمْ غَلِيَ قُلُوبُ أَفْقَالُهُمَا** (۲) (کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے، یا کیا ان کے دلوں پر تسلی پڑے ہوئے ہیں؟)

کہیں فرمایا: **كَتَابٌ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لَّهُمْ بَرُوا آياتِهِ وَلَيَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَاب** (۳) یہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے، ایک مبارک کتاب ہے، تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں، اور عقل و دانش والے فضیحت حاصل کریں۔

اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا: **(وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْذِكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَمَّا هُمْ يَتَفَكَّرُونَ)** (۴) یعنی یہ یاد ہانی ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے، تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اس کو واضح کر کے بیان کریں جو ان کی طرف اتارا گیا ہے اور تاکہ وہ خود بھی غور کریں۔

اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں قرآن میں غور کرنے اور

(۱) عبد العزیز سید ہاشم الغزوی نے "بِالقرآن أسلم هولاء" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں صرف قرآن سن کر اور اس کی آیات کے معانی جان کر ایمان لانے والے متعدد واقعات انہوں نے جمع کیے ہیں۔ (دار القلم، دمشق، الطبعة الاولى ۱۴۲۲ھ / ۱۹۰۴ء)

(۲) محمد: ۲۲۳۔ (۳) ص: ۲۹۔ (۴) انخل: ۱۴۳۔

اس کا فہم حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے۔ ایک حدیث میں ہے: القرآن ذلول ذو وجوہ، فاحملوه على أحسن وجوهه (۱) یعنی یہ قرآن آسان اور سمجھو میں آنے والا ہے مگر اس کے معانی میں کئی پہلو ہوتے ہیں، تو تم اس کو بہترین پہلو پر محول کرو اور صحیح معنی اختد کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اعربوا القرآن والتمسو غرائبه“ (۲) یعنی قرآن کی زبان سمجھو اور اس کا مطلب سمجھو، اور اس کے غرائب تلاش کرو، یعنی اس کے پوشیدہ علوم، مخفی اسرار و حکم اور چھپے ہوئے معانی ڈھونڈ نکالو (۳)۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت میں ہے: من قرأ القرآن فأعرابه، كان له بكل حرف عشرون حسنة، ومن قرأه بغير اعراب كان له بكل حرف عشر حسناً (۴) یعنی جو قرآن سمجھ کر پڑھتے تو اس کو ہر حرف کے بدله دس شکیاں ملیں گی اور جو بغیر سمجھے پڑھتے تو اس کو ہر حرف کے بدله دس شکیاں ملیں گی (۵)۔

تفسیر کی دو قسمیں: تفسیر ما ثور اور تفسیر غیر ما ثور

اوپر ہم نے سورہ نحل کی جو آیت نقل کی ہے ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (۶) اس کے الفاظ و معانی پر غور کیجیے، اس کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ علم تفسیر کی بنیاد ہے اور اس کا منہج متعدد کرتی ہے، اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ تفسیر و طرح کی ہوتی ہے: ایک وہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں، اور دوسری وہ جو خود ہمارے غور و فکر کا نتیجہ ہو، قسم اول کو تفسیر ما ثور اور قسم ثانی کو

(۱) سنن الدارقطنی ۱۳۵/۲

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۵ رقم ۳۳۲، رقم ۳۰۵۳۲، و مصنف ابن ابی یعلیٰ ۵/۱۱ رقم ۳۹۱، و مصنف رک ۲/۲ رقم ۶۵۲۹، و المحدث رک ۲/۲ رقم ۳۳۹.

و شعب الایمان ۳/۲ و ۵۳۸ رقم ۲۰۹۲-۲۰۹۳

(۳) دیکھیے التذکار للظرطی، ص: ۱۳۸-۱۳۹ اوالاتقان، ص: ۲۸۶، و فیض القدری ۱/۱۱۲

(۴) شعب الایمان ۳/۳، رقم ۵۳۸-۵۳۹، رقم ۲۰۹۲)

(۵) قرطبی اور سیوطی وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ یہاں اعراب کے معنی سمجھ کر پڑھنے کے ہیں۔ (۶) انخل ۱۳۷.

تفسیر غیر ماثور یا تفسیر بالرأی کہتے ہیں۔ آثار صحابہ اور پھر آثار تابعین بھی ضمناً قسم اول میں شامل ہیں، دوسری قسم کا دائرہ وسیع ہے، اور قیامت تک اس کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس کی کچھ وضاحت آگے آرہی ہے۔

تفسیر ماثور کی اہمیت اور اس کو ماننے کی ضرورت

جہاں تک قسم اول کا تعلق ہے تو بالکل بدیہی بات ہے کہ قرآن مجید جن پر نازل ہوا، وہ اگر اس کا مطلب بیان کر رہے ہوں اور اس کی وضاحت کر رہے ہوں تو اس کو مانے بغیر چارہ ہی نہیں، یہ عقل صریح کا تقاضا ہے، ویسے ساری حدیثیں قرآن عظیم کی تفسیریں ہیں، جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہیں، جمیع السنۃ شرح للقرآن (۱) اس لیے کسی آیت کی تفسیر حدیثی صحیح اور صریح سے ہو تو اس سے اعراض، اخراج کے مراد ف ہے۔

ای طرح جو لوگ نزول قرآن کے وقت موجود تھے، جن کو ہم صحابہ کرام کے نام سے جانتے ہیں، وہ اس کے سیاق و سباق سے واقف تھے، اور بہتر طور پر جانتے تھے کہ اس کا مطلب کیا ہے اور وہی اس کو جان بھی سکتے تھے، اس لیے ان کی متعین طور پر بیان کی ہوتی تفسیر سے اعراض، خام خیالی کے علاوہ کچھ نہیں، تفسیر تابعین کی اہمیت بھی اسی وجہ سے ہے کہ ہر اور اسست انہوں نے ان حضرات سے استفادہ کیا اور معلومات حاصل کیں، جن کے سامنے اور جن کے درمیان قرآن نازل ہوا۔

تفسیر ماثور میں ہزیز غور و تدقیق کی گنجائش

لیکن ہاں، اگر حدیث نبوی میں کسی آیت کی تفسیر موجود ہے، یا صحابہ نے آیت کے مطلب کی صراحت کی ہے، تو اس کا مطلب نہیں ہوتا ہے کہ اس پر ہزیز غور و خوض کا دروازہ بند ہو گیا، ہرگز نہیں، بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس تفسیر کے معارض یا مخالف کسی بات

(۱) البرہان للوزری ۳۳/۱، سیوطی نے الکلیل کے مقدمے میں حدیث کے قرآن کریم کی شرح تفسیر ہونے کے سلسلے میں سلف کے متعدد اقوال نقل کیے ہیں۔ دیکھیے ص: ۵-۶ (دارالکتاب العربي، القاهرہ) یا ص: ۱۱-۱۲ (دارالكتب العلمية، بيروت)

کی بحثجاویش نہیں، لیکن اس کے تسلیم کرنے کے ساتھ غور و فکر سے اس کے مزید معانی بیان کیے جاسکتے ہیں، جو اس کے مخالف نہ ہوں، بلکہ مزید ایک علمی فائدہ ہو، حدیث سے خود ہی معلوم ہوتا ہے لا تنقضی عجائب، اس لیے ہر زمانے میں اس کے منع نئے نکتے سامنے آتے رہیں گے۔

تفسیر بالرأی اور اس کے حدود

ایسی تفسیر کا تفسیر بالرأی سے (جس کی مذمت کی گئی ہے) کوئی تعلق نہیں، ویسے تفسیر ماثور کے علاوہ ہر تفسیر ایک طرح سے تفسیر بالرأی کے زمرے میں آتی ہے، مگر ہر تفسیر بالرأی مذموم نہیں ہے۔ بلکہ اس کا ایک برا حصہ نہ صرف یہ کہ مذموم نہیں، بلکہ محدود ہے اور اس سے بڑھ کر ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو نہ قرآنی ہدایات کی تفصیلات سامنے آتیں نہ استنباط احکام کی کیفیات کا علم ہوتا، نہ بلاغت قرآنی کے نکتے کھلتے، نہ اہل قلوب کے اشارات سے لطف انداز ہوا جاتا، خود قرآن مجید کے اندر بار بار قرآن میں غور کر کے ہدایات حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ چند سطور قبل ہم اس سلسلے کی تین آیتیں نقل کر چکے ہیں، پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابن عباس کو فہم قرآن کی وعادیں، اور طرح طرح سے صحابہ کو فہم قرآن پر آمادہ کرنا (۱) اور صحابہ کا اس کے لیے کوشش کرنا (جیسے حضرت عمر نے متعدد موقعوں پر صحابہ سے آئیوں کا مطلب پوچھا تھا) اور اس کی ترغیب دینا، مثلاً حضرت ابو درداء کا ارشاد ہے: لَنْ تَفْقِهَ كُلَّ الْفَقَهِ حَتَّى تَرْوِيَ لِلْقُرْآنِ وَجْهَهَا^(۲) (یا اور ان جیسی یاتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم پر غور و فکر کر کے صحیح معنی معلوم کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے علماء نے ہر زمانے میں اور ہر جگہ اس کے لیے کوششیں کیں اور سیانکڑوں تفسیریں وجود میں آتیں۔

متعدد احادیث میں تفسیر بالرأی سے منع کیا گیا ہے اور اس کے لیے بہت سخت تعبیر اختیار کی گئی ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بُرُأْيَهُ فَلَيَتَبَوَّأْ مَقْعِدَهُ مِنَ النَّارِ^(۳) یعنی جو اپنی رائے سے قرآن کے معنی کے سلسلے میں کچھ کہہ کرہے تو اس

(۱) اس سلسلے کی کچھ حدیثیں پچھے گزر چکی ہیں (۲) طبقات ابن سعد ۲/ ۳۵۸ (۳) ترمذی، رقم: ۲۹۵۱

کو اپنا شک کانا جہنم میں بنالینا چاہیے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: من قال فی کتاب اللہ برأیہ فأصحاب فقد أخطئاً (۱) یعنی جو کتاب اللہ کے سلسلے میں اپنی رائے سے کچھ کہہ اس نے صحیح بھی کہا تو غلط کیا۔ اور ایک روایت میں ہے: من قال فی القرآن بغير علم فليتبواً مقعدہ من النار (۲) یعنی جو بغیر علم کے قرآن کے سلسلے میں زبان کھولے تو اس کو جہنم میں اپنی چگکہ بنالینی چاہیے۔

ان احادیث میں جس تفسیر سے روکا گیا ہے وہ پانچ طرح کی تفسیریں ہیں۔

۱۔ فہم قرآن کے لیے نقل کے جو ذرائع ہیں۔ اور وہ معین ہیں۔ مثلاً عربی زبان کے مفردات اور مرکبات کے معانی کا تعین، اسباب نزول کی صحیح روایات کا علم، ناسخ و منسوخ، بیان بھمل اور قراءات مختلفہ سے واقفیت، یہ سب وہ ذرائع ہیں جن میں رائے اور عور و فکر کو کوئی دخل نہیں، اور نقل ہی سے یہ با تین معلوم ہوتی ہیں، اس نقل کے خلاف کوئی اپنی طرف سے تاویل کرے مثلاً ﴿إِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ﴾ (۳) کا مفہوم لاٹھی کے سہارے چٹان پر چلنا جیسا کہ سرسید نے کیا ہے، یا جیسے ﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شَيَّعاً﴾ (۴) سے مسلمانوں کے مابین فروعی اختلافات مرا دلینا، اس لیے کہ ایک قرأت فارقا ہے، جس سے معنی کی تعین ہوتی ہے اور اس مطلب کا جواز نہیں ہوتا۔

۲۔ اسی طرح تفسیر کے لیے ضروری علوم سے واقفیت کے بغیر صرف عربی زبان کے الفاظ سے جو معنی ظاہر ہو رہے ہیں اس کے مطابق وہ تفسیر کرنے لگ جائے تو اگر اتفاق سے وہ بات صحیح بھی ہوئی تو اس کو گناہ ہو گا، اس لیے کہ کلام الٰہی کے مقابلے میں اس نے جسارت سے کام لیا۔ اور اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ عربی زبان بھی نہیں جانتے، ترجمے سے جو بات ظاہر ہو رہی ہے اس کی روشنی میں بہت کچھ کہنے لگ جاتے ہیں۔

۳۔ پہلے سے کوئی عقیدہ ہو، یا کوئی نظریہ اختیار کیے ہوئے ہو، یا کوئی خیال غالب

(۱) ابو داود، رقم: ۲۶۵۲، وترمذی، رقم: ۲۹۵۲ (۲) مسند احمد، ۱/۲۳۳، وترمذی، رقم: ۲۹۵۰

(۳) البقرہ: ۶۰، والاعراف: ۱۶۰ (۴) الانعام: ۱۹

ہو، اس کے مطابق آیت کی تاویل کی کوشش کرے، بالفاظ و مگر: اپنی ٹھہرائی ہوئی راے کو اصل قرار دے کہ قرآن کو اس پر منطبق کرنے کی کوشش کرے۔ جیسے مغز لہ اور شیعہ نے کیا، یا جیسے آج کے گمراہ فرقے کر رہے ہیں۔ یا اشتراکیت کے عروج کے زمانے میں بعض آیات کو اس کے مطابق قرار دینے کی بعض لوگوں نے جو کوشش کی وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ قشاہات کی اپنی طرف سے تفسیر کرنا، احتمالی طور پر نہیں بلکہ قطعیت کے ساتھ۔

۵۔ یا آیت کی ایسی تفسیر کرے جو کسی آیت سے مگر اے، یا حدیث صحیح کے خلاف ہو۔ یہ سب منع کردہ تفسیر بالرأی کی صورتیں ہیں۔

جب مطلق تفسیر بالرأی کہا جائے تو انہی پانچ باتوں میں سے کوئی بات مراولی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ اپنے غور و فکر اور تدبر کے نتیجے میں کوئی عالم جو بھی بیان کرے، وہ اللہ کی طرف سے عطا کیا ہوا علم ہوتا ہے اور اللہ کی توفیق کی دلیل ہوتی ہے۔

تفسیر قرآن میں احتیاط کی ضرورت اور اس سلسلے میں سلف کا موقف

قرآن کریم میں خور و تدیر کی ضرورت کے باوجود اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، صرف عربی دانی کی بنیاد پر اپنی طرف سے کچھ کہنے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے۔ صحابہ و تابعین اور سلف صحابین عربی میں مہارت اور تفسیر قرآن کے لیے دوسرے ضروری علوم میں واقفیت کے باوجود تفسیر کے معاملے میں حد رجہ احتیاط تھے، حضرات شیخین ابو بکر و عمرؓ جو دوسرے بہت سے فضائل کے ساتھ علم بھی میں تمام صحابہ سے بڑھے ہوئے تھے، اور خود حضرت عبد اللہ بن عباس جو عربی زبان کے بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ تفسیر قرآن کے معاملے میں امتیاز خاص رکھتے تھے، اس سب کے باوجود یہ تمام حضرات تفسیر کے معاملے میں نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ (۱)

تابعین کا بھی یہی حال تھا، عبید اللہ بن عمر الغری (متوفی ۷۱۳ھ) جو بڑے مشہور علماء اور محدثین میں تھے، فرماتے ہیں: تَمَذِّنْهُ مَنْوَهُ كَفْتَهَا كَوْدِيْكَهَا ہے، یہ حضرات تفسیر قرآن

(۱) دیکھیے الاتقان، ص: ۲۸۶-۲۸۷

کے سلسلے میں گفتگو کرنے کو بڑی ذمہ داری کا کام سمجھتے تھے، سالم بن عبد اللہ، قاسم بن محمد، سعید بن مسیب و اور نافع ان ہی حضرات میں سے تھے۔ (۱)

بلکہ ابتدائی صدیوں میں عربی زبان و ادب میں آخری درجے کی امامت پر فائز چوٹی کے لوگ بھی قرآنی الفاظ کی تشریع کے سلسلے میں پوری احتیاط کرتے ہوئے سکوت اختیار کر لیتے تھے، عربی زبان و ادب میں اسکی کے مقام سنگھونک واقف نہیں، ان کا شمار اس سلسلے میں گئے رہتے چند افراد میں ہوتا ہے، باسیں ہم انھوں نے دیوالی الفاظ میں احتیاط سکوت اختیار کیا (۲) مگر آج کا میہہ یہ ہے کہ عربی کی معمولی شدید رکھنے والا بلکہ ترجیح کی مدد سے مفہوم سے وافق رکھنے والا کوئی بھی شخص قرآنی حقائق و معارف اور مطالب و مفہوم پر کلام کرنے کی جرأت کرتا ہے اور اپنے تینیں اس کا مستحق سمجھتا ہے، اور ائمہ تفسیر کے برخلاف جدت بیانی میں بھی اس کو کوئی باک نہیں ہوتا۔

ایک غلط فہمی اور اس کا زال

قرآن بذات خود بہت آسان ہے، یہ بات قرآن کریم میں بار بار فرمائی گئی ہے، لیکن جو لوگ بلا استحقاق قرآن کریم کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں، وہ سیاق و سباق سے ہٹا کر اس سے غلط معنی اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور کاغذ کی سیاہی میں اپنے دل کی سیاہی کا مظاہرہ کرتے ہیں! حقیقت یہ ہے کہ جہاں جہاں بھی قرآن مجید کے آسان ہونے کی بات کہی گئی ہے، وہاں اس کی صراحت کی گئی ہے کہ وہ آسان کس اعتبار ہے ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿فَإِنَّهَا يَسْرُونَهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُسْتَقِينَ وَتُنَذِّرَ بِهِ قَوْمًا لَّهُ أَعْلَمُ﴾ (۳) یعنی ہم نے قرآن آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے، تاکہ اس کے ذریعے آپ اللہ تقویٰ کو بشارت نا کیں اور جگہر اللہ تو قوم کو ذرا نیں دھرم کائیں۔

اور سورہ قمر میں بار بار اس آیت کا اعادہ کیا گیا ہے: ﴿وَلَقَدْ يَسْرُونَا الْقُرْآنُ﴾

(۱) تفسیر ابن جریر (۱/۷۹) علامہ ابن جریر نے تفسیر کے سلسلے میں احتیاط کی ضرورت اور اس سلسلے میں سلف کے طرز عمل پر ذرا تفصیل سے لکھا ہے، ملاحظہ ہو ان کی تفسیر، زنج، ج ۱، ج ۲: ۸۲-۸۷

(۲) دیکھیے المزہر فی علوم الملة و آن دعہ للسيوطی ۲/ ۲۸۱-۲۸۲ (۳) مریم: ۹۷

لِلَّذِكُرِ فَهَلْ مِنْ مُّذَكَّرٍ^{۱۰۷} اور ہم نے نصیحت حاصل کرنے کے لیے قرآن کریم کو آسان کر دیا ہے، تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

جہاں تک سورہ مریم کی آیت کا تعلق ہے، یہ آیت سورت کے اخیر میں ہے، سورت کے شروع میں متعدد انبیاء کا حال بیان کیا گیا ہے، پھر اللہ کی قدرت و عظمت، ایمان کی حقیقت اور اس کے نتائج، کفر و شرک کی شناخت اور اس کی سببی شباتی کو نہایت زور دار انداز سے بیان کیا گیا ہے، پھر کہا جا رہا ہے کہ یہ قرآن آسان ہے، آپ آسانی سے اہل ایمان کو ان باتوں کی روشنی میں بشارت سناسکتے ہیں اور سرکش اور ضدی لوگوں کو ڈراؤ ڈھماکا سکتے ہیں۔

اور سورہ قمر میں پہلے قیامت کا ذکر ہے، پھر کافروں کے عناد اور ان کی سرکشی کا بیان ہے، پھر آخرت کی ہولناکی کا ذکر ہے، پھر قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور قوم لوط کی سرکشی اور بالآخر قهر الہی کے مستوجب ہو کرتا ہونے کا ذکر ہے، اس نقش میں بار بار بطور تنبیہ دریافت کیا جا رہا ہے: ﴿فَكَيْفَ كَانَ عَذَابُنَا وَنُذُرُنَا﴾ دیکھو کس طرح ہو کے رہا میرا اعذاب اور میرا ڈرانا۔ پھر کہا جا رہا ہے: ﴿وَلَقَدْ يَسَرْنَا الْقُرْآنَ لِلَّذِكُرِ فَهَلْ مِنْ مُّذَكَّرٍ^{۱۰۸}﴾ کہ یقیناً ہم نے یاد دیا ہیں اور نصیحت حاصل کرنے کے لیے اس قرآن کو آسان کر دیا ہے، ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

خلاصہ یہ ہے کہ رشد و ہدایت اور عبرت و نصیحت کے لیے یہ کتاب بہت آسان ہے، جگہ جگہ اللہ کے جاہ و جلال، اس کی قدرت کے آثار و نشان، سابقہ قوموں کی سرکشی اور تباہی، قیامت کے دن کی ہولناکی، حشر و شر اور حساب و کتاب کا بیان، جنت و جہنم کے مناظر، یہ سب حقیقتیں اس طرح موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں کہ کوئی بھی خالی الذہن ہو کر اس کو پڑھنے تو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، لیکن احکام و مسائل کا استنباط، دفاق کا استخراج، لطائف و اشارات کی دریافت، جس کا نام علم تفسیر ہے، متعدد علوم میں ہمارت کے بغیر یہ ممکن نہیں، اس کے بغیر قرآن کی تفسیر میں کوئی کلام کی جرأت کرے تو خطرہ ہے کہ افتراء علی اللہ کا مرتكب نہ ہو جائے!!

تفسیر کے بنیادی مصادر قرآن و حدیث

اس سے پہلے یہ بات جان لئی چاہیے کہ تفسیر قرآن کا بنیادی مصدر خود قرآن پاک

بہے۔ اسی لیے مشہور ہے اور یہ حقیقت ہے کہ القرآن یفسر بعضہ بعضًا۔ اس کے بعد حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تفسیر کے لیے اس کی ضرورت کے مغقول وجہ کا تفسیر ماثور کی اہمیت کے تحت ہم ذکر کر جکے ہیں۔

تفسیر القرآن بالقرآن کی اہمیت

تفسیر القرآن بالقرآن سب سے بنیادی چیز ہے، اور اس کی اہمیت و معقولیت پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، کوئی بھی کبھی اجمالی و اختصار کے ساتھ بات کرے اور دوسرے موقع پر اس کو وضاحت اور تفصیل سے بیان کرے، تو اس کو پہلی بات کی تفصیل نہ سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اسی وجہ سے تفسیر القرآن بالقرآن کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے، ایسا بہت ہوا ہے کہ قرآن نے ایک جگہ اجمالی بات کی ہے تو دوسری جگہ خود اس کی تفصیل بیان کی۔ جیسا کہ دو تین مثالوں سے اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے۔

پہلی ہی سورت سورۃ الفاتحہ میں ہے ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ اب یہاں اس کی وضاحت نہیں کہ انعمت علیہم سے کون لوگ مراد ہیں؛ مگر دوسری جگہ وضاحت سے فرمایا: ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمْ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّنَ وَالصَّدِيقِينَ وَ الشَّهِيدَاءِ وَالصَّلِيْحِينَ﴾ (۱) اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اللہ نے الذین انعمت علیہم سے کون لوگوں کو مراد ہیے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے: ﴿تَبَّاعِهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّدِيقِينَ﴾ (۲) یعنی اے ایمان والو، تقوی اختری کرو اور پیسوں کی صحبت میں رہو۔ صادق کے عام فہم معنی صحیح بولنے والے کے ہیں، عربی میں بھی یہ اس کا عام مفہوم ہے؛ مگر کیا قرآن کریم نے صادقین سے صرف صحیح بولنے والے مراد ہیے ہیں، یا اس سے مراد کن صفات کے حامل لوگ ہیں، قرآن کریم کا مرطابہ کریں تو اس کا جواب آسانی سے مل جاتا ہے۔ ایک جگہ ہے: ﴿لِلْفُقَارَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَتَّغَوُونَ فَضْلًا

مِنَ اللَّهِ وَرِضُوا نَّا وَيُنْصَرُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ طَوْلَىكَ هُمُ الصَّدِقُونَ ﴿١﴾ (۱) اس سے معلوم ہوتا ہے صادقین سے مراد اللہ کے لیے گھر یا اور دولت کی قربانی کرنے والے، اللہ کا فضل تلاش کرنے والے اور اسی کی رضا جوئی کی خاطر ہر کام کرنے والے، اور دین کی مدد و نصرت کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہنے والے ہیں۔ اور اتنا ہی نہیں بلکہ دوسرا جگہ جو فرمایا ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُؤْلُوا وُجُوهَكُمْ قِبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلِكُنَ الْبِرُّ مَنْ أَمْنَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَكَةِ وَالْكِتَبِ وَالنَّبِيِّنَ حَ وَأَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذُوِّي
الْقُرْبَى وَالْيَتَمَّى وَالْمَسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ لَا وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ حَ وَأَقَامَ
الصَّلَاةَ وَاتَّى الزَّكُوَةَ حَ وَالْمُؤْمُنُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا حَ وَالصَّابِرِينَ فِي
الْبَاسَاءِ وَالضَّرَاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ طَوْلَىكَ الَّذِينَ صَدَقُوا (۲)﴾ (۲) اس آیت پر غور کریں تو مندرجہ ذیل صفات کے حامل افراد ہی اس کی نگاہ میں سچ ہیں:

۱- اللہ پر ایمان رکھنے والے ۲- آخرت پر ایمان و یقین رکھنے والے ۳- ملائکہ پر ایمان رکھنے والے ۴- اللہ کی کتابوں پر ایمان رکھنے والے ۵- نبیوں پر ایمان رکھنے والے ۶- صدھ رحمی کرنے والے ۷- قیمیوں کے ساتھ ہمدردی کرنے والے ۸- غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے ۹- مسافروں کا خیال رکھنے والے ۱۰- مانگنے والوں کا حق سمجھنے والے ۱۱- نماز کا پورا اہتمام کرنے والے ۱۲- زکاۃ پوری طرح ادا کرنے والے ۱۳- عہد پورا کرنے والے ۱۴- تکلیف اور مشقت کے موقعوں پر صبر کا مظاہرہ کرنے والے ۱۵- جنگوں میں ثابت قدم رہنے والے۔ ان پندرہ صفات میں بھرپور افراد ہی قرآن کی زبان میں صادق ہیں اور انھی کی صحبت مطلوب ہے۔

اسی طرح سورہ بقرہ میں ہے: ﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾ (۳) (۳) یہ کیا کلمات تھے، اس کی تفسیر میں ادھر ادھر بھٹکنے کے بجائے قرآن کریم ہی سے جواب مل جاتا ہے، جیسا کہ سورہ اعراف میں ہے: ﴿فَالَّارَبَّنَا ظَلَمَنَا أَنفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْنَا

وَقَرْخَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَسِيرِينَ ﴿۱﴾۔

یہ تفسیر القرآن بالقرآن کی ایک جھلک ہے، ورنہ اس کی بڑی تفصیل ہے اور بہت سی نوعیتیں ہیں، مختلف موقعوں پر استعمال ہونے والی عربی تعبیرات اور محاوروں کی قرآنی نظائر کی روشنی میں تعین اور اختلاف قراءات سے معانی کا تعین بھی اسی میں شامل ہے۔

صحابہ و تابعین نے تفسیر القرآن بالقرآن کے دسیوں بیسیوں نمونے پیش کیے ہیں۔ ڈاکٹر محسن بن حامد المطیری نے ”تفسیر القرآن بالقرآن - تأصیل و تقویم“ کے نام سے مفصل کتاب لکھی ہے، جس میں انہوں نے تفسیر القرآن بالقرآن سے متعلق اکثر مباحث پر محققانہ اور سیر حاصل بحث کی ہے (۱)۔

تفسیر صحابہ کی بنیاد پر

صحابہ کرام نے ان دونوں مصادروں (قرآن و حدیث) سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ اپنے اجتہاد سے بھی کام لیا ہے، ان کی اجتہادی تفسیر کی ہم مختلف بنیاد پر قرار دے سکتے ہیں:

عربی زبان میں مہارت

ایک تو بنیاد ان کے اجتہاد کی عربی زبان پر ہتھی، یعنی زبان کی مہارت معنی کے تعین میں ان کو مدد دیتی ہتھی۔

اسبابِ نزول سے واقفیت

ان کے اجتہاد کی دوسری بنیاد اسabab-e-nzol سے ان کی واقفیت پر ہتھی۔

اسبابِ نزول کی حیثیت

اگرچہ قرآن کریم عام کتاب ہدایت ہے، ہر جگہ اسabab-e-nzol کے کھلیرج کی کوئی ضروریت نہیں، بلکہ اسabab-e-nzol کا ضرورت سے زیادہ اہتمام قرآن مجید کی ہدایت خاصہ کے محدود ہونے کا ذہن بناتا ہے؛ تاہم اس سے انکار نہیں کہ بعض مقامات ایسے ہیں کہ اسabab-e-nzol سے

(۱) الاعراف: ۲۳ (۲) یہ دراصل ان کے پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جو نکورہ نام سے شائع ہوا ہے، ناشر:

واقفیت کے بغیر توجیہ مشکل ہوتی ہے، بلکہ بعض جگہ تو اس کے بغیر ظاہر لفظ سے اشکال ہوتا ہے، صحابہ نے اپنے شاگردوں کو اس طرح کے اشکالات کا جواب اسبابِ نزول کے حوالے سے دیا۔

عربوں کے مزاج و عادات اور اہل کتاب کے احوال سے واقفیت

اسی طرح عربوں کے مزاج، ان کے رسوم و رواج، ان کے عادات و اطوار اور اخلاق و کردار سے واقفیت بھی بعض آیات کا مفہوم سمجھنے میں مدد دیتی ہے، ظاہر ہے کہ صحابہ نے اس طرح کی آیتوں کی تفسیر اسی بنیاد پر کی ہے۔ ایسے ہی اہل کتاب سے متعلق آیات کی تفسیر میں یہود و نصاریٰ کے حالات پر نظر ہونا بھی ضروری ہے، بالخصوص نزول قرآن کے زمانے میں جزیرہ العرب کے اہل کتاب کے حالات اور صحابہ کے سامنے یہ ساری باتیں تھیں۔

علم لدنی یا اللہ کی خصوصی مدد اور معانی کا القاء

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ تفسیر قرآن میں اللہ کی طرف سے براہ راست مدد ہوتی ہے، بالفاظِ دیگر اللہ تعالیٰ معانی کا القایا الہام کرتا ہے، یا اس طرح کہیے کہ اصل حقیقت تک رسائی کا دروازہ اللہ تعالیٰ کھول دیتا ہے۔ صحابہ کرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو خصوصی معاملہ تھا اس سے کون واقف نہیں، ان کی تفسیر میں بھی یہ بات نظر آتی ہے۔

اوپر کی تینوں بنیادیں تو متعین ہیں یعنی عربی زبان میں مہارت، اسبابِ نزول سے واقفیت اور عربوں اور اہل کتاب کے احوال پر نظر، اس لیے ان میں اختلاف کی گنجائش کم ہے، لیکن اپنے اپنے علم، واقفیت اور مہارت کی بنیاد پر ان میں بھی اختلاف ہو سکتا ہے، اور ہوتا رہا ہے، مگر یہ آخری بات ایسی ہے جس کا تعلق براہ راست اللہ عز و جل سے ہے، اور اللہ کا معاملہ اپنے مختلف بندوں کے ساتھ الگ الگ ہوتا ہے، توفیق الہی کے کچھ ظاہری اسباب بھی ہوتے ہیں، مگر اس کی کہیہ تک پہنچنا کسی کے لئے میں نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿كَمَا أَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتَلَوُّ أَعْلَمُكُمْ إِلَيْنَا وَيُنَزِّلُكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ (۱)

قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں نبی کے مشن کی تفصیل اور ان کی بعثت کے مقاصد اربعہ (تلاوت آیات، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت) کی توضیح کے بعد فرمایا ہے: وَيُعْلَمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ۔ سمجھا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد وہ علم ہے جو خاص اللہ کی طرف سے عطا ہوتا ہے، زمانے کے گزرنے کے ساتھ مادی اور سائنسی ترقی کے پس منظر میں بھی یہ بات ہو سکتی ہے، اور بغیر کسی ظاہری وجہ کے، براہ راست اللہ کی طرف سے بھی یہ علوم وارد ہو سکتے ہیں۔ اور اس طرح کے علوم کے مٹکشاف ہونے کا ایک سبب جس کا تعلق باطن سے ہے، تقویٰ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيَعْلَمُكُمُ اللَّه﴾ (۱) (اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور اللہ تمہیں علم سکھائے گا)۔

تقویٰ تو اصل میں اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا نام ہے، اس کے نتیجے میں اللہ کے احکام پر عمل ہوتا ہے، اور جب عمل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بہت سی وہ باتیں سکھاتا ہے جو اس کے علم میں نہیں ہوتیں۔ ایک حدیث نقل کی جاتی ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ”من عمل بما عالم و رثه الله علم مالا يعلم“، یعنی جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس علم کا اس کو وارث بناتا ہے جس کو وہ نہیں جانتا (۲) اور حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں: من عمل بما يعلم و قق لمالا يعلم (۳) یعنی جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو اس کو اس علم کی توفیق ملتی ہے جو وہ نہیں جانتا۔

اور مشہور حدیث میں جو بخاری وغیرہ میں موجود ہے جو بات فرمائی گئی ہے: إن الله لا يقبض العلم انتزاعاً، ينتزعه من الناس، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء (۴)، اس کا زیادہ تر تعلق انھی علوم سے ہے جن کو ہم الہامی علم یا علم لدنی سے تعبیر

(۱) البقرہ: ۲۸۳۔ (۲) حلیۃ الاولیاء لابن نعیم (۱۵/۱۰) اس کے بعد ابو نعیم فرماتے ہیں : ذکر احمد بن حنبل هذا الكلام عن بعض التابعين عن عيسى ابن مريم عليه السلام، فوهم بعض الرولة أنه ذكره عن النبي صلی الله عليه وسلم، فوضع هذا الإسناد عليه، لسهولته وقربه، وهذا الحديث لا يتحمل لهذا الإسناد عن أحمد بن حنبل۔ (۳) الدر المختار ۳۰۲/۳ ویکھیے بخاری، کتاب اعلم، باب کیف یقبض العلم، رقم ۱۰۰، و مسلم کتاب اعلم، باب رفع العلم رقم ۳۶۷۳، و ترمذی کتاب اعلم، باب ما جاء في ذھاب اعلم رقم ۲۶۵۲، و ابن ماجہ کتاب النہر رقم ۵۲، و احمد ۲۶۷۳، ۱۹۰، ۱۴۲/۲، ۲۰۳،

کرتے ہیں، ورنہ کتابی علم آئے دن بڑھتا جا رہا ہے اور قیامت تک بڑھتا چلا جائیے گا، بلکہ علامات قیامت میں یہ ظہر القلم اور یہ ظہر العلم کا بھی ذکر کیا گیا ہے (۱)۔

تفسیر میں ابن عباس کا مقام

بہر حال صحابہ کرام میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تفسیر قرآن کے معاملے میں امتیاز خاص حاصل ہے اور یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا شمرہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے متعدد موقعوں پر ان کو مطالب قرآن تک رسائی کی دعا دی تھی، بخاری، مسلم، ترمذی ابن ماجہ، مسند احمد، مجمع کبیر طبرانی وغیرہ میں متعدد الفاظ میں یہ دعا منقول ہے، کہیں ہے: اللہم علمہ الكتاب، کہیں ہے: اللہم علمہ الحکمة، کہیں ہے: اللہم علمہ الحکمة وتأویل الكتاب، کہیں ہے: اللہم فقہہ فی الدین، کہیں ہے: اللہم فقہہ فی الدین وعلمہ التأویل، اور کہیں ہے: اللہم علمہ تأویل القرآن (۲)۔

حضرت ابن عباسؓ کو بجا طور پر ترجمان القرآن کہا گیا ہے، اور یہ خطاب ان کو خود نبی کریم ﷺ نے دیا تھا، ایک دفعہ ان سے فرمایا تھا: نعم ترجممان القرآن انت (۳) اور بڑے بڑے صحابہ اسی حیثیت سے ان کو دیکھتے تھے، حضرت عمر نے متعدد موقعوں پر تفسیر کے سلسلے میں ان سے سوالات کیے (۴)

اور حضرت ابن مسعود نے ایک دفعہ فرمایا: نعم ترجمان القرآن ابن عباس (۵)۔

حضرت ابن عباس سے ان کے بہت سے شاگردوں نے تفسیر نقل کی ہے، اور یہ روایتیں مختلف طرق سے تفسیر کی کتابوں میں موجود ہیں۔ علی بن ابی طلحہ (۱۳۲ھ) کے واسطے سے جو روایتیں منقول ہیں، ان کو محدثین نے سب سے قابل اعتماد قرار دیا ہے۔

علی بن ابی طلحہ اگرچہ براہ راست ابن عباس کے شاگرد نہیں ہیں، بلکہ بیک واسطہ وہ

(۱) دیکھیے سنن النسائی الکبری ۲۴۵، سنن النسائی الصغری (جو صحاح نہ میں ہے) کتاب البروع باب التجارۃ رقم ۲۲۵۶ نیز دیکھیے مسند احمد رقم ۲۰۸ (۲) دیکھیے بخاری رقم: ۷۵، ۱۳۳، ۲۲۵۶ و مسلم رقم: ۷۷ و ترمذی رقم: ۲۳۸۲ و ابن ماجہ رقم: ۱۲۲، واحد ار ۲۲۲ و ۳۲۸ و ۳۲۵ و ۳۱۷ و ۳۲۸ و جمیل المطبرانی ۱۱/۲۸۷ و طبقات ابن سعد ۲۱۵/۲ و ۳۱۵ (۳) حلیۃ الاولیاء، ۱/۳۱۶ (۴) دیکھیے الاتقان، ص: ۸۷۸-۸۷۹ (۵) دیکھیے طبقات ابن سعد ۲/۳۱۵

مفسرین تابعین

تابعین میں جنہوں نے اس میدان میں نمایاں مقام حاصل کیا، وہ سعید بن جبیر (ت: ۹۵ھ)، مجاهد بن جبر (ت: ۱۰۲ھ)، عکرمہ مولیٰ ابن عباس (ت: ۱۰۴ھ)، طاؤس بن کیسان (ت: ۱۰۶ھ)، عطاء بن ابی رباح (ت: ۱۱۳ھ)، حسن بصری (ت: ۱۱۰ھ)، ضحاک بن مزاحم الہلائی (ت: ۱۰۵ھ)، ابوالعالیّہ رفیع بن مهران الرياحی (ت: ۹۰ھ یا اس کے بعد) قتاوہ بن دعامة السدوی (ت: ۱۱۸ھ)، عطیۃ بن سعد العوفی (ت: ۱۱۱ھ)، زید بن اسلم (ت: ۱۳۲ھ)، ان کے بیٹے عبد الرحمن بن زید بن اسلم (ت: ۱۸۲ھ)، ربيع بن انس (ت: ۱۳۹ھ) مرۃ بن شراحیل الہمدانی (ت: ۷۷ھ) عامر بن شراحیل شعی (ت: ۱۰۳ھ)، محمد بن کعب القرظی (ت: ۱۰۸ھ یا ۱۱۶ھ)، علقمة بن قیس الخنی (ت: ۶۲ھ)، مسروق بن الاحدجع الہمدانی (ت: ۲۳ھ) اور سدی: اسماعیل بن عبد الرحمن (ت: ۱۲۷ھ) ابن جریر: عبد الملک بن عبد العزیز بن جرجی المکی (ت: ۱۵۰ھ) وغیرہ ہیں۔

ڈاکٹر محمد بن عبد اللہ بن علی الخفیری نے ”تفسیر التابعین - عرض و دراسة مقارنة“ کے نام سے بہت عمده کام کیا ہے جو دو جلدیں میں شائع ہوا ہے (۱)۔

تبع تابعین تک پہنچتے پہنچتے یہ حلقة بہت وسیع ہو گیا۔ دوسری صدی کے نصف آخر اور تیسری صدی میں یہ شتر محدثین نے تفسیری روایات پر خصوصی توجہ دی، اور علم تفسیر کو مستقل علمی حیثیت حاصل ہوئی، اور یہ علم تدوین کے مرحلے میں داخل ہو گیا، اور اس کے بعد یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔

(۱) دارالوطن، الریاض، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء

اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں موجود ۳۱۶ھ کا لکھا ہوا نسخہ علی بن ابی طلحہ کی روایت والا نسخہ نہیں ہے، اور یہ نسخہ اب مفقود ہے۔ تاہم راشد عبد المتعتم الرّجال نے اب علی بن ابی طلحہ کے واسطے سے مروی حضرت ابن عباس کی ان روایتوں کو ”تفسیر ابن عباس المسمی صحیفة علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس فی تفسیر القرآن الکریم“ کے نام سے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔^(۱)

اسی طرح شیخ احمد عالیش اللطیف العانی نے جامعۃ ام القری میں باجستہ (ایم-۱۷) کامقالہ ”صحیفة علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی التفسیر“ کے نام سے لکھا ہے، جو غائبًا بھی شائع نہیں ہوا۔

اور تفسیر ابن عباس کے نام سے جو تفسیر رائج ہے، وہ صاحب قاموس ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیر و ز آبادی (م ۸۱۷ھ) کا جمع کی ہوئی ہے، جس کا پورا نام ”تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس“ ہے۔

غالباً سب سے پہلے ہندوستان میں اس کی اشاعت ہوئی، ۱۲۸۵ھ میں مطبع ہاشمی میرٹھ نے قرآن کریم کا جو نسخہ شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمہ اور شاہ رفع الدین کے اردو ترجمے کے ساتھ شائع کیا تھا، اس کے حاشیے پر تفسیر ابن عباس چھپی تھی۔ پھر اس کے متعدد ایڈیشن مختلف جگہوں سے شائع ہوئے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے، پہلی بار ۱۹۲۶ء میں مطبع امیر الدین گلشن ہند آگرہ نے شائع کیا۔ پھر ۱۹۷۰ء میں کلام کمپنی کراچی نے اس کو شائع کیا۔ مگر اس شہرت، کثرت اشاعت اور ترجمے کے باوجود یہ نسخہ بالائی ناقابل اعتبار ہے۔ اس لیے کہ یہ محمد بن مروان السدی الصغیر عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس والی سند سے ہے۔ جیسا کہ شروع کتاب میں درج ہے، صاحب قاموس نے تفسیر کی کتابوں میں اس سند سے موجود روایتوں کو جمع کیا ہے۔ کلبی ضعف میں مشہور ہیں۔ اور کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس، ابن عباس کی روایتوں کا سب سے کمزور طریق ہے۔

(۱) ناشر: مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت، لبنان، الطبعة الاولى ۱۹۹۱ھ / ۱۹۹۱ء

اور اگر محمد بن مروان السدی اس میں شامل ہو جائے تو یہ سلسلہ الکذب ہے جیسا کہ محدثین نے صراحت کی ہے (۱)۔

حضرت ابن عباس کی تفسیر سے متعلق ایک قابل قدر کام اور سامنے آیا ہے، دکتور عبدالعزیز بن عبد اللہ الحمیدی نے ”تفسیر ابن عباس و مرویاته من کتب السنۃ“ کے نام سے تفسیر و حدیث کی کتابوں میں موجود حضرت ابن عباس کی تفسیری روایتوں کو جمع کیا ہے، جس کو مرکز البحث العلمی و احیاء التراث الاسلامی، كلیة الشريعة والدراسات الاسلامية جامعۃ‌ام القری، مکہ المکرّمة نے دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔

و یگر تفسیر ابن صحابہ

پھر تفسیری روایتیں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ سے زیادہ مروی ہیں، اسی طرح حضرت ابی بن کعب کا حال ہے، اس ضمن میں حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے، نیز اس طرح کی متعدد روایتیں حضرت انسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت ابی بن کعب اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے بھی منتقل ہیں (۲)۔

دکтор عبداللہ ابوالسعود بدرنے ”تفسیر الصحابہ“ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اس میں انہوں نے تفسیر صحابہ کی قدر و قیمت، اس کے اسباب و محرکات، اس کی خصوصیات و امتیازات اور اس کے مآخذ سے بحث کی ہے۔ (۳) اسی طرح دکتور محمد عبدالرحیم کی کتاب ہے ”تفسیر الصحابہ - ممیزاتہ، خصائصہ، مصادرہ، قیمتہ العلمیۃ“ (۴)۔

(۱) دیکھیے الاتقان (ص: ۸۸۱)

(۲) تفصیل کے دیکھیے الاتقان للسیوطی، النوع الشماںون، ص: ۷۷-۸۸۲، تحقیق: فواز احمد زمری، (دارالکتاب العربي ۱۴۲۶ھ-۲۰۰۵ء)

(۳) دار ابن حزم، بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، (۴) مکتبۃ التراث الاسلامی، القاہرۃ، ۱۹۹۱ء

تفسیر صحابہ سے متعلق اوپر کی باتیں لکھنے کے بعد ان دونوں کتابوں پر نظر پڑی، چوں کہ ان میں دوسرے بعض فوائد کے ساتھ انہی باتوں کی تفصیل ہے جن کو ہم نے اوپر اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، اس لیے ہمیں ان کے حوالے کے اضافے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی بلکہ بعض باتیں جو یہاں ذکر ہوئی ہیں وہاں نظر نہیں آئیں، صرف قارئین کے فائدے کے لیے ہم نے ان کتابوں کا یہاں ذکر کیا ہے۔

حضرت ابن مسعود کی تفسیری روایتوں کو محمود محمد احمد عیسوی نے جمع کیا ہے، جس کو مؤسسة الملك فیصل الخیریۃ، الریاض نے ”تفسیر ابن مسعود“ کے نام سے دو جلدوں میں شائع کیا ہے (۱)۔

پہلی جلد میں حضرت ابن مسعود کی سیرت و احوال اور ان کی تفسیر کے بارے میں بیان ہے، اور دوسری جلد میں ان کی تفسیری روایتیں ہیں۔

حضرت عائشہ کی تفسیری روایتوں کو ڈاکٹر سعید الفنسیان نے جمع کیا ہے، یہ مجموعہ مکتبۃ التوبہ، ریاض سے ”مرویات ام المؤمنین عائشہ فی التفسیر“ کے نام سے شائع ہوا ہے (۲)۔

اسی طرح ڈاکٹر حسن حمودی نے بھی جامعہ از ہر میں حضرت عائشہؓ کی تفسیری روایتوں کے جمع کرنے کا کام کیا، پھر جامعۃ ام القریؓ میں بھی اس طرح کا کام ہوا۔

حضرت علیؓ کی تفسیری روایتوں کی جمع و ترتیب کا کام جامعۃ الامام محمد بن سعود، ریاض میں ہوا۔ اسی طرح حضرت ابی بن کعب، حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہؓ کی تفسیر روایتوں کے جمع کرنے کا کام جامعۃ ام القریؓ میں انجام پایا۔ اور ان تمام مفسرین صحابہ کی تفسیری روایتوں کے سلسلے میں تحقیقی مقالات لکھے گئے (۳)۔

(۱) الطبعة الاولى ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء

(۲) الطبعة الاولى، ۱۴۱۳ھ

(۳) دیکھیے استدراکات علی تاریخ التراث العربي ۲/۱۰-۱۱

یہ روایتیں نقل کرتے ہیں۔ ابو جعفر النخاس کے نزدیک: وہ مجاہد اور عکرمه کے واسطے سے روایت کرتے ہیں (۱) اور بعض کے مطابق: مجاہد اور سعید بن جبیر واسطہ ہیں (۲)

امام بخاری نے اکثر علی بن ابی طلحہ کے واسطے سے ابن عباس کی تفسیری روایتیں نقل کی ہیں۔ علی بن ابی طلحہ کی نقل کردہ یہ سب روایتیں دوسری تیسرا صدی ہجری میں کتابی صورت میں اکٹھی موجود تھیں، اور محمد شین اس کتاب کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ یہاں تک کہ امام احمد نے فرمایا: بِمَصْرِ صَحِيفَةٍ فِي التَّفْسِيرِ، رَوَاهَا عَلَى بْنَ أَبِي طَلْحَةَ، لَوْرَ حَلَّ
رَجُلٌ فِيهَا إِلَى مَصْرٍ قَاصِدًا، مَا كَانَ كَثِيرًا۔ (۳) یعنی مصر میں تفسیر کی ایک کتاب ہے، جس کو علی بن ابی طلحہ نے روایت کیا ہے، اگر کوئی شخص اسی کے حصول کے لیے مصر کا سفر اختیار کرے تو بھی یہ بڑی بات نہیں ہوئی۔ یعنی اس کا سفر بے کار نہیں ہوا، کامیاب رہا۔

اس کتاب کے بارے میں بعض محققین کا خیال ہے کہ یہ خود ابن عباس کی تالیف ہے (۴)
قاضی محمد زادہ الحسینی نے لکھا ہے کہ یہ تفسیر آج تک پائی جاتی ہے، اس تفسیر کا قلمی نسخہ ”ہرن کی جھلی“ پر لکھا ہوا شیخ الاسلام عارف حکمت بے کے کتب خانہ مدینہ منورہ میں موجود ہے، جس پر سال کتابت ۳۱۶ھ درج ہے۔ (۵)

سعودی عرب کے مشہور مخطوطہ شناس اور محقق دکتور حکمت بشیر یاسین نے تفسیر ابن عباس کے ایک سو سے زائد خطی شنوں کا تذکرہ کیا ہے، انھی میں المکتبۃ الْحَمْوَدیۃ مدینہ منورہ میں موجود ۳۱۶ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ ہے۔ اور اس کے بارے میں لکھا ہے: قطعة من تفسیر ابن عباس۔ اور ان کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ فتح علی بن ابی طلحہ کی روایت کا نہیں، بلکہ سلسلہ روایتیں محمد بن مروان عن الکعبی عن أبي صالح (عن ابن عباس) ہے۔ (۶)

(۱) دیکھیے ان کی کتاب *النَّاثُوقُ وَالْمَسْوُخُ*، ص: ۵۷ (۲) دیکھیے *الاتفاق*، ص: ۸۸۰

(۳) *الاتفاق*، ص: ۸۸۰، ابو جعفر النخاس نے اس کو ذرا مختلف الفاظ میں روایت کیا ہے، دیکھیے ان کی کتاب *النَّاثُوقُ وَالْمَسْوُخُ*، ص: ۵۷ (۴) دیکھیے *تاریخ التراث العربي*، ۱/۶۶، نیز دیکھیے راشد عبدالمعم رالجال

کی مرتب کردہ تفسیر ابن عباس، ص: ۲۶ (۵) تذکرہ المفسرین، ص: ۶۱

(۶) دیکھیے استدراکات علی *تاریخ التراث العربي* ۲/۳۷، اور ان تمام نشوں کے لیے دیکھیے، ص: ۳۱-۵۲

چوتھی صدی تک تفسیر لکھنے والے نمایاں محدثین مفسرین
 اُس زمانے میں جن محدثین نے تفسیری روایتوں کو مستقلًا جمع کیا، یا بالفاظِ دیگر تفسیر
 میں کتابیں لکھیں، ان میں ابن جریح (ت: ۱۵۰ھ)، شعبہ بن الحجاج (ت: ۱۶۰ھ)، سفیان
 ثوری (ت: ۱۶۱ھ)، شیبان بن عبد الرحمن الغنوی الحنفی (ت: ۱۶۲ھ)، امام مالک بن انس
 (م، ت: ۱۷۹ھ)، عبداللہ بن المبارک المروزی (ت: ۱۸۰ھ)، ہشیم بن بشیر الواسطی
 الحنفی (ت: ۱۸۳ھ)، وکیع بن الجراح (ت: ۱۹۰ھ)، سفیان بن عیینہ (ت: ۱۹۸ھ)، یحییٰ بن
 سلام البصری المغربي (ت: ۲۰۰ھ)، روح بن عبادہ (ت: ۲۰۵ھ)، یزید بن
 ہارون (ت: ۲۰۶ھ)، عبدالرازاق بن ہمام (ت: ۲۱۱ھ)، ابویعیم الفضل بن دکین
 (ت: ۲۱۸ھ یا ۲۱۹ھ)، حمیدی: عبداللہ بن زبیر (ت: ۲۱۹ھ)، آدم بن أبي ایاس (ت: ۲۲۰ھ یا
 ۲۲۱ھ) حسین بن داؤد معروف بہ سُنید (ت: ۲۲۶ھ)، ابوکبر بن ابی شیبہ (ت: ۲۳۵ھ)،
 اسحاق بن راہویہ (ت: ۲۳۸ھ) عثمان بن ابی شیبہ (ت: ۲۳۹ھ)، احمد بن حنبل (ت:
 ۲۴۱ھ)، حمدویہ: محمد بن ابیان الحنفی (ت: ۲۴۳ھ)، عبدالرحمن بن ابراهیم المعروف بہ ذہیم
 (ت: ۲۴۵ھ)، عمرو بن علی ابو حفص الفلاس (ت: ۲۴۹ھ)، عبد بن حمید (ت: ۲۴۹ھ)،
 یعقوب بن ابراهیم الدورقی (ت: ۲۵۲ھ)، یوسف بن موسی القطان الکوفی (ت: ۲۵۳ھ)،
 امام داری: عبداللہ بن عبد الرحمن (ت: ۲۵۵ھ)، امام بخاری: محمد بن اسماعیل (ت: ۲۵۶ھ)،
 ابوسعید الانجی: عبداللہ بن سعید الکندی (ت: ۲۵۷ھ)، زعفرانی: حسن بن محمد (ت: ۲۶۰ھ)،
 عبد الرحمن بن محمد بن سلم الرازی (ت: ۲۶۱ھ)، ابن بجه (ت: ۲۶۳ھ)، تقیٰ بن محمد (ت:
 ۲۶۲ھ)، ابراہیم بن اسحاق الحربی (ت: ۲۸۵ھ)، جعفر بن محمد الفرمی (ت: ۲۸۳ھ)،
 ابراہیم بن اسحاق النیسا بوری (ت: ۳۰۳ھ)، اسحاق بن ابراہیم البستی القاضی (ت:
 ۳۰۳ھ)، ابن جریر طبری (ت: ۳۱۰ھ)، ابن خزیمہ: محمد بن اسحاق (ت: ۳۱۳ھ)، ابن ابی
 داؤد (ت: ۳۱۶ھ)، ابن المنذر (ت: ۳۱۸ھ یا ۳۱۹ھ)، ابن ابی حاتم (ت: ۳۲۷ھ)، امام

طبرانی (ت: ۳۶۰)، ابوالشخ بن حیان، (ت: ۳۶۹ھ) ابن شاہین (ت: ۴۸۵ھ)، ابوعبداللہ الحاکم (ت: ۴۰۵ھ)، ابوبکر ابن مردویہ (ت: ۴۱۰ھ) وغیرہ۔

یہ چوتھی صدی تک کے محدثین مفسرین کے نمایاں نام ہیں، ان میں اکثر کی تفسیریں اب مفقود ہیں۔ ان تمام کتابوں میں ان کے مصنفوں نے کسی آیت کی تفسیر میں مروی حدیث مرفوع یا صحابہ و تابعین کے آثار اپنی سندوں کے ساتھ جمع کیے ہیں، اور اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کیا ہے، سوا اے امام ابن جریر طبری کے (۱) جن کا ہم کچھ دیر بعد مفصل تعارف کریں گے۔

(۱) تھی بزری خلد کی تیر موجود نہیں ہے، جس کے بارے میں علامہ ابن حزم طاہری کا کہنا ہے: اقطع أنه لم يولف في الإسلام مثل تفسير بقى، لافتفسير محمد بن جرير، ولا غيره (دیکھیے مجم الادباء ۷-۸-۷۷، وسیر اعلام البلاع ۴۲۰، ۷۸۰) ایزاز سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی تفسیر محدثین الہ تفسیر سے ہٹ کر مختلف انداز کی تھی، ابن جریر کی طرح، واللہ اللہ نیز بنی بن سلام کی تفسیر بھی روایت درایت کی جامع تھی۔ اندلس اور افریقہ کے علاقوں میں یہ بہت رائج تھی، ایزاز، ...، بیان بڑا اہتمام تھا، سند کے ساتھ اس کی روایت چلتی تھی، اور کچھ لوگ تو اس کو زبانی یاد کرتے تھے۔ (دیکھیے، نہرست ابن خیر، ص: ۵۰-۵۱ نیز دیکھیے تفسیرات تابعین ۱/۷۲) یہ تفسیر بھی پوری موجود نہیں ہے، سرکین نے اس کے کچھ حصے کے موجود ہونے کا ذکر کیا ہے۔ (دیکھیے تاریخ التراث العربي، ۱/۹۱)، البتہ ابن ابی زمین (محمد بن عبد اللہ المتری المتوفی ۴۹۹ھ) نے اس کا اختصار کیا تھا، وہ شائع ہو چکا ہے، چوں کہ تیکی بن سلام کا حدیث و روایت میں وہ مقام نہیں تھا اور پھر ان کی اصل تفسیر پوری موجود بھی نہیں ہے، اس لیے تفسیر ابن جریر کے ساتھ اس کا موازنہ ممکن نہیں۔ ان کی تفسیر معلوم ہوتا ہے کہ ابن جریر کے زمانے تک موجود تھی، انھوں نے اس کے بارے میں لکھا ہے: و هو كبر في نحوستة أسفار، أكثر فيه النقل عن التابعين وغيرهم، وهو لين الحديث، وفيما يرويه منا كبر كثيرة (التعاب فی بیان الأسباب ۱/۲۱۹)۔ امام طبرانی کی طرف منسوب موجود تفسیر بھی محدثین کے طرز سے الگ ہے، اس کے بارے میں آگے مستقل عنوان کے تحت بات آرہی ہے۔

باب دوم

تفسیر مائنور کی اہم کتابیں

پہلی فصل

تفسیر ما ثور کی چاراہم ترین اور بُنیادی کتابیں

ذکورہ تفاسیر میں تفسیر عبد بن حمید، تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن المنذر اور تفسیر ابن الی حاتم، ان چار تفاسیر کی علماء نے سب سے زیادہ تعریف کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے مردی آثار میں شاید ہی کچھ ہوں جو ان چاروں تفاسیر میں آنے سے رہ گئے ہوں (۱)۔

عبد بن حمید اور ان کی تفسیر

عبد بن حمید ان میں سب سے متقدم ہیں، یہ بڑے محدث تھے، جن کی مند بھی ہے، جس کا منتخب دستیاب ہے، جس کے کئی ایڈیشن الگ الگ تحقیقات سے شائع ہوئے ہیں۔ یہ بخاری، مسلم اور ترمذی کے شیوخ میں سے ہیں، اور ان تینوں نے اپنی صحاح میں ان سے روایتیں نقل کی ہیں۔ ان کی تفسیر کا کچھ حصہ دریافت ہوا ہے، جو استاد مختلف بن بنیہ العرف کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے، جو سورہ آل عمران اور سورہ نساء پر مشتمل ہے (۲)۔

ان کی اکثر روایتیں قرادہ اور مجاہد کی ہیں پھر حضرت ابن عباس اور حسن بصری کی (۳)۔

ابن المنذر اور ان کی تفسیر

ابن المنذر (ابو بکر محمد بن ابراہیم) اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے، اگرچہ وہ شافعی تھے، لیکن ان کی حیثیت ایک مجتهد کی تھی، ان کی کتاب

(۱) الجواب فی بیان الأسباب ۲۰۲-۲۰۳، لحافظ ابن حجر، تحقیق عبد الحکیم محمد الانیس، دار ابن الجوزی، سعودیہ ۱۴۹۹ھ/۱۹۷۸ء (۲) ناشر: دار ابن حزم، بیروت، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۳ء (۳) دیکھیے تفسیر التابعین ۱/۲۰۷،

”الإشراف على مذاهب العلماء“ اور ”الأوسط في السنن والاجماع والاختلاف“ اہل علم میں بہت معروف اور نہایت دیقیق کتابیں ہیں، جن سے ان کے محدثانہ مقام اور فقیہانہ شان کا اندازہ ہوتا ہے، ان کی تفسیر کا بھی کچھ حصہ دریافت ہوا ہے، جو بقرہ، آل عمران اور نساء پر مشتمل ہے، جودار المأثر، مدینہ منورہ سے ۱۴۲۳ھ۔ مطابق ۲۰۰۲ء میں سعد بن محمد السعد کی تحقیق کے ساتھ دو جلدیں میں شائع ہوا تھیں۔

ابن أبي حاتم اور ان کی تفسیر

ابن أبي حاتم (عبد الرحمن بن محمد بن ادريس الرازي) بہت باکمال لوگوں میں تھے، بالخصوص عللن حديث میں ان کا پایہ بہت بلند تھا ”علل الحديث“ ان کی سب سے مشہور کتاب ہے، نیز ”آداب الشافعی و مناقبہ“ کے علاوہ ان کی متعدد کتابیں چھپ چکی ہیں۔ ان کی تفسیر کا اکثر حصہ موجود ہے۔ زیادہ تر زوایتیں قادة پھرسدی، پھرمجاہد پھر حسن بصری پھر ابوالعالیہ پھر ابن جبیر پھر ربیع بن انس اور پھر عکرمہ کی ہیں۔ بلکہ بصری مفسرین کی روایتیں ابن جریر سے زیادہ ان کے یہاں ہیں۔ (۲)

اس کی کم از کم تین الگ الگ طباعتیں منتظر عام پر آچکی ہیں: جامعہ ام القری مکہ مکرمہ میں اس پر تحقیقی کام کیا گیا تھا، جس کی دو جلدیں مکتبۃ الدار مدینہ منورہ سے ۱۴۰۸ھ میں شائع ہوئی تھیں (۳) پہلی جلد سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ پر مشتمل ہے، تحقیق الدکتور احمد عبد اللہ العماری الزہری اور دوسری جلد آل عمران پر مشتمل ہے، تحقیق حکمت بشیر یاسین۔ نیز دکتور عیادہ کبیسی کی تحقیق سے بھی سورہ یونس والاحصہ شائع ہوا ہے (۴)۔

تفسیر ابن أبي حاتم کی دوسری اشاعت مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ نے کی تحقیقیں اس عہد محمد الطیب، انہوں نے حصہ مفقود کو تفسیر ابن کثیر اور سیوطی کی الدر المنشور وغیرہ سے جمع کیے ہیں۔ (۵)

(۱) بعض نسخہ دو جلدیں میں الگ الگ اور بعض اکٹھے ایک جلد میں شائع ہوئے تھے۔

(۲) دیکھیے تفسیر التابعین ۱/۷۷ (۳) بجیش ناشر کے غلاف پر وارطیہ ریاض اور دار ابن القیم الدمام کا نام لکھا ہے۔ (۴) دار ابن حزم یروت ۱۴۲۱ھ

کر کے کتاب مکمل کی ہے، اس طرح ۱۳/جلدوں میں کتاب مکمل ہوئی ہے، اس کے ایک سے زیادہ ایڈیشن نکل چکے ہیں، یہی اشاعت سب سے زیادہ رائج ہے (۱)۔
اس ایک ایڈیشن احمدی عبدار حسن ججازی کے ضبط و مراجعت کے ساتھ سات جلدی میں شائع ہوا ہے (۲)۔

ابن جریر طبری اور ان کی تفسیر کی عظمت و مقام

جہاں تک تفسیر ابن جریر کا تعلق ہے، وہ ایک بے نظیر کارنامہ اور انقلابی کام ہے، امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری اپنے وقت کے سب سے بڑے سوراخ، زبردست محدث، بے مثال مفسر اور فقیہ مجتہد تھے، ان تمام موضوعات پر ان کی کتابیں آج بھی تمام فنون میں ان کی امامت کی شاید بدل ہیں، پوری امت ان کے احسانات سے سکدوش نہیں ہو سکتی، تفصیل کا یہ موقع نہیں، مختصر آن کی عظیم الشان تفسیر کا کچھ تعارف مناسب معلوم ہوتا ہے۔ تمام علماء نے قدیم سے لے کر بعد یہ تک ان کی تفسیر کو سراہا ہے، اور اس کی عظمت شان کا اعتراف کیا ہے۔ خطیب بغدادی (ابو بکر احمد بن علی ثابت المتوفی ۳۶۳ھ) فرماتے ہیں: لَمْ يُصْنِفْ أَحَدٌ مِثْلَهِ (۳) یعنی کسی نے تفسیر میں ایسی کتاب نہیں لکھی۔

امام الائمه ابن خزیمہ (ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ السلمی النیسا پوری المتوفی ۳۱۱ھ) نے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد کہا: ہمیں نہیں معلوم کہ روے زمین پر ابن جریر سے بھی بڑا کوئی عالم ہے (۴)۔

ابو حامد اسفاری (احمد بن محمد المتوفی ۳۰۶ھ) نے اس کی اہمیت کا اس طرح اعتراف کیا ہے کہ اگر کوئی ابن جریر کی تفسیر حاصل کرنے کے لیے چین تک کا سفر کردا لے تو بھی اس نے کوئی بڑا کام نہیں کیا (۵)۔

(۱) پہلا ایڈیشن ۱۳۱۷ھ، دوسرا ایڈیشن ۱۳۲۷ھ/۲۰۰۶ء

(۲) دارالكتب العلمية، بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی ۱۳۲۷ھ/۲۰۰۶ء (۳) تاریخ بغداد ۱۶۳/۲

(۴) ایضاً ۱۶۳/۲ (۵) طبقات الشافعیہ للسکلی (۳/۱۲۳) مجمجم الأدباء للعموی (۱۸/۱۸)

بات یہ ہے کہ ابن جریر کے زمانے تک اور ان کے بعد ایک عرصے تک لوگ اپنی تفسیروں میں صرف حدیث کی روایتیں اور صحابہ و تابعین کے آثار نقل کرتے تھے، امام ابن جریر نے بڑی جرأت سے کام لے کر اس ڈھرے کو چھوڑا اور ایک نئی راہ نکالی، اور امت کو قرآن کریم پر غور کرنے کا ایک منہج دیا، وہ روایتیں بھی بڑی فراوانی سے نقل کرتے ہیں، لیکن اس پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ ایک کو دوسرا پر ترجیح دیتے ہیں، اور بڑی قوت سے کلام کرتے ہیں، اور پوری فتنی مہارت کا ثبوت دیتے ہیں۔ سیوطی لکھتے ہیں: کتابہ أَجْل التفاسير وأَعْظَمُهَا... إِنَّهُ يَتَعَرَّضُ لِتَوْجِيهِ الْأَقْوَالِ، وَتَرْجِيحُ بَعْضِهَا عَلَى بَعْضٍ، وَالإِعْوَابُ وَالاستبَاطُ، فَهُوَ يَفْوَقُهَا بِذَلِكَ (۱)۔

تفسیر طبری کا منہج اور خصوصیات

تفسیر طبری کا منہج اگر بیان کیا جائے تو مندرجہ ذیل تفصیل سے بات سامنے آسکتی ہے:

- ۱- کسی آیت یا آیت کے کسی نکڑے کی توجیہ میں جتنی مرفاع، موقوف، مقطوع روایتیں ان کو پہنچی ہیں، ان سب کو اپنی سند سے نقل کرتے ہیں، اس میں بقول امام ابن تیمیہ: اتنی احتیاط کرتے ہیں کہ ممہمین کی روایتیں نہیں لیتے جیسے مقائل بن بکیر اور کلبی (۲)
- روایات نقل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وہ اپنی طرف سے عنوان اس طرح قائم کرتے ہیں القول فی تأویل قوله عز وجل، پھر اس طرح روایتیں نقل کرتے ہیں، کالذی حدثني ... یا ذکر من قال ذلک، اور پھر کوئی اختلاف ہو تو نقل کر کے اس کی تائید میں روایتیں نقل کرتے ہیں، کبھی بات کے آغاز کے ساتھ ہی کہتے ہیں: اختلف اهل التأویل فی تأویل ذلک، پھر فال بعضهم کہہ کر معنی لکھتے ہیں اور تائید میں ذکر من قال ذلک کہہ کر روایتیں نقل کرتے ہیں، اس کے بعد دوسرے معنی لکھ کر اس طرح روایتیں بیان کرتے ہیں۔

۲- مفردات کے معانی، ماہرین لغت کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، اور اس

(۱) الاتقان، ص: ۸۸۳ (۲) مجموعۃ فتاویٰ ابن تیمیہ ۱/۲۸۵

میں بھی نقلِ محض پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ اگر یہ معنی نامناسب ہیں تو شدید تنقید کر کے اس کے صحیح معنی بیان کر کے دلیل دیتے ہیں۔

حضرت ابن عباس اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ تم کو فرق آن پڑھتے ہوئے کسی لفظ کے معنی سمجھھیں نہ آئے تو اس کو اشعار میں تلاش کیا کرو، اس لیے کہ شعر دیوان العرب ہے، اسی بنیاد پر علامہ ابن جریر طبری نے معنی کی توضیح اور اصل حقیقت تک رسائی کے لیے اشعارِ عرب کا بہت سہارا لیا ہے۔

۳۔ خواہ و وجود اعراب کو اہتمام سے بیان کرتے اور اس میں بھی اپنی فنی مہارت کا پورا ثبوت دیتے ہیں۔

۴۔ امام ابن جریر، دوسرے علوم میں مہارت کے ساتھ فنِ قرأت کے بھی امام تھے، اس لیے اختلاف قرأت کو نقل کر کے صحیح معنی کے پیش نظر ایک قرأت کو دوسرا پر ترجیح بھی دیتے ہیں، هذه القراءة أولى بالصواب، القراءة التي لا استجيز غيرها هي كذلك، يا أولى التأويلين بالآية وأصح القراءتين في التلاوة عندى التأويل الأول وغيره تعبيرات سے اپنی امامت کا لوہا منواتے ہیں۔

۵۔ دوسروں کی آراء نقل کر کے ان سے اختلاف کرتے ہوئے پوری قوت کے ساتھ اپنی رائے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ قاری محسوس کرتا ہے کہ طبری کی رائے ہی صحیح ہے۔

۶۔ امام طبری اگرچہ اصلاً شافعی تھے، لیکن منصبِ اجتہاد پر فائز تھے، اس لیے فقہی احکام بیان کرنے میں ان کی اجتہادی شان صاف معلوم ہوتی ہے۔

۷۔ عقائد میں اہل سنت والجماعت کے مسلک کی پوری ترجمانی کی ہے، اور باطل عقائد بالخصوص مغترلہ کے عقائد کی سختی سے تردید کی ہے، تاہم قصص کے بیان کرنے میں کثرت سے اسرائیلی روایات سے بھی کام لیا ہے، بعض روایات پر تنقید و تعقیب کی ہے، اور بعض روایات کسی تبصرے کے بغیر نقل کی ہیں (۱)۔

(۱) تفسیر طبری کے جدید ایڈیشن کے محقق نے منهج الطبری فی تفسیرہ کے عنوان سے اس کو اور تفصیل ووضاحت سے بیان کیا ہے۔ (دیکھیے تفسیر طبری ۱/۲۸-۵۶)

غرض امام ابن حجری کا کام تفسیر کے میدان میں ایک انقلابی قدم ہے، بلکہ ایک تجدیدی کارنامہ ہے۔ باذوق لوگوں کو اس تفسیر سے خصوصی استفادہ کرنا چاہیے۔

تفسیر طبری کی پہلی اشاعت نوجلدوں میں مطبوعہ میمنیہ مصر سے ۱۳۲۱ھ میں ہوئی، اس کے بعد مختلف مکتبوں کی طرف سے اس کے متعدد ایڈیشن نکلے۔ مشہور مصری فاضل محقق دواراں اور محدث زماں علامہ احمد شاکر (متوفی ۱۹۵۸ء) نے جو بڑے بڑے کارنامے انجام دیے، ان میں ایک بڑا کارنامہ تفسیر طبری کی تحقیق و تخریج بھی ہے، لیکن ان کے بہت سے کاموں کی طرح یہ کام بھی مکمل نہ ہوا کہ ۱۳۷۲ھ-۱۳۸۸ھ تک اس کی سولہ جلدیں شائع ہوئیں (۱)، سولہویں جلد سورہ ابراہیم کی ستائیں سویں آیت پر ختم ہوتی ہے، تخریج احادیث کا کام انھوں نے کیا، اور تحقیق متن کی خدمت ان کے برادر خور دشیخ محمود شاکر نے انجام دی، کچھ عرصے سے پہلے ۳۰/اجزا میں دارالحیاء التراث العربی، بیروت۔ لبنان نے اس کا ایک ایڈیشن شائع کیا (تاریخ ندارد)، اس میں ضبط و تعلیق محمود شاکر لکھا ہوا ہے، تخریج حدیث کا نام و نشان نہیں، کہیں کچھ تعلیقات ہیں، اور مقدمہ میں بھی شیخ احمد شاکر کے کام کا کہیں ذکر نہیں۔ یاد پڑتا ہے کہ شیخ محمود شاکر نے شیخ احمد شاکر کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے تخریج کا کام بھی مکمل کیا ہے، اور یہ ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔

اس کا سب سے اچھا اور محقق ایڈیشن جس میں تخریج حدیث پر بھی پوری توجہ دی گئی ہے، شیخ عبد اللہ بن عبدالحسن الترکی کی تحقیق کے ساتھ دارالعلم الکتب، الریاض نے ۲۶ ضخیم جلدیں میں شائع کیا ہے، جن میں دو جلدیں فہارس کی بھی شامل ہیں (۲)۔

دوسری فصل

چند قدیم مطبوعہ تفاسیر ماً ثورہ کا مختصر تعارف

تفسیر ماً ثور کا جب ذکر چل ہی رہا ہے تو یہ بتاتے چلیں کہ چند قدیم تفسیریں جن کا شمار تفاسیر ماً ثورہ میں ہوتا ہے، شائع ہو چکی ہیں:

تفسیر مجاهد

جن میں سب سے قدیم تفسیر، مجاهد (ت: ۱۰۲ھ) کی تفسیر ہے، جو تفسیر مجاهد کے نام سے عبدالرحمن الطاہر بن محمد السوری کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے (۱) نیز اس کا ایک ایڈیشن ”تفسیر الامام مجاهد بن جبر“ کے نام سے دکتور محمد عبد السلام ابوالنبیل کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں شائع ہوا ہے (۲)۔

مشہور محقق ڈاکٹر بشیر حکمت یاسین نے تحقیق سے یہ بات ثابت کی ہے کہ مجاهد کی طرف منسوب یہ تفسیر مجاهد کی نہیں، بلکہ آدم بن أبي ایاس العقلانی (ت: ۲۲۰ھ) کی ہے۔ (۳) سفیان ثوری فرماتے ہیں: إذا جاءك التفسير عن مجاهد فحسبك به (۴) یعنی مجاهد کی طرف سے کسی آیت کی تفسیر تصحیح ملے تو اس کو کافی سمجھو۔ مگر ابن سعد سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ مجاهد کی تفسیر سے احتیاط کرتے تھے۔ اعش

(۱) پہلے جمع المحدثون الاسلامیہ اسلام آباد سے یہ شائع ہوئی، پھر قطر سے اس کا ایک ایڈیشن نکلا، پھر المنشورات الاسلامیہ، بیروت نے اس کو دو جلدیں میں شائع کیا۔

(۲) دارالفنون الاسلامی الحدیث، الطبعة الأولى ۱۳۱۰ھ/۱۹۸۹ء

(۳) دیکھیے استدراکات علی تاریخ التراث العربي ۱/۲۳-۳۰

(۴) تفسیر الطبری، مقدمہ مصنف ۱/۸۵، نیز دیکھیے مقدمۃ فی اصول التفسیر، ص: ۱۰۸

سے اس کا سبب پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اہل کتاب سے معلومات لیتے تھے (۱)

تفسیر مقاتل بن سلیمان

مقاتل بن سلیمان (ت: ۱۵۰ھ) کی تفسیر بھی چھپ گئی ہے۔ ایک ایڈیشن احمد فرید کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے (۲)

اور اس سے بہتر ایڈیشن دکتور عبداللہ محمود شحاته کی تحقیق کے ساتھ پانچ جلدوں میں شائع ہوا ہے، جس میں محقق نے نصوص کی کچھ تحقیق بھی کی ہے۔ (۳)

مقاتل محدثین کے نزدیک اگرچہ متفقہ طور پر ضعیف ہیں، مگر ان کی تفسیر کی سب نے تعریف کی ہے۔ عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں: ما أحسن تفسیره لو كان ثقة، ذہبی نے اس کو نقل کر کے کہا ہے کہ بہت صحیح کہا (۴)

امام شافعی ایک قدم آگے بڑھ کر کہتے ہیں: الناس كلهم عیال على مقاتل في التفسیر (۵)۔ یعنی لوگ تفسیر میں مقاتل کے محتاج ہیں۔

ذہبی لکھتے ہیں: کان بحراً في التفسير (۶)

ان کی مطبوعہ تفسیر سے اگر کسی کا یہ تاثر نہ ہو تو تعجب نہیں کرنا چاہیے؛ اس لیے کہ انہوں نے تفسیر قرآن کے سلسلے میں متعدد کتابیں لکھی تھیں (۷) جن میں سے کچھ ہی زمانے کی دست بردا سے محفوظ رہ سکیں۔

تفسیر سفیان ثوری

امام سفیان ثوری (ت: ۱۶۱ھ) کی تفسیر تفسیر القرآن الکریم (رواية أبي جعفر محمد عن

(۱) طبقات ابن سعد ۲۸/۸ طبعة الماجی، القاهرۃ

(۲) دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان۔ الطبعة الأولى ۱۳۲۲ھ / ۲۰۰۳ء

(۳) دار إحياء التراث العربي، بيروت۔ الطبعة الأولى ۱۳۲۳ھ / ۲۰۰۲ء

(۴) سیر اعلام المتنبلا ۱۷/۲۰۱ء (۵) وفيات الأعيان ۵/۵۵۵ء

(۶) تذكرة الحفاظ ۱/۱۷۶ء (۷) دیکھیے الفہرست لابن الندیم ص ۳۷۹-۳۸۰

ابی حذیفہ النہدی عنہ) کے نام سے، مشہور ماہر امور کتب خانہ اور ممتاز محقق، سابق ڈائرکٹر رضا لاسبریری راپور مولانا امتیاز علی عرشی (ت: ۱۹۸۱ء) کی تصحیح و تعلیق کے ساتھ رضا لاسبریری، راپور سے شائع ہوئی (۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) اور اسی کا عکسی ایڈیشن دارالکتب العلمیہ بیروت نے ۱۹۸۳ھ/۱۹۰۳ء میں شائع کیا، اس میں عام تفاسیر ماثورہ کی طرح امام ثوری نے اپنی سندوں سے صحابہ و تابعین کے قول بیان کیے ہیں اور کچھ مرفوع حدیثیں بھی ہیں۔

تفسیر عبدالرزاق

امام عبدالرزاق صنعاوی (۲۱۱ھ) کی تفسیر بھی موجود ہے، اس کی دو جلدیں مکتبۃ الرشد ریاض نے ۱۹۸۹ھ/۱۴۱۰ء میں مصطفیٰ مسلم محمد کی تحقیق کے ساتھ شائع کی تھی، دوسری جلد سورہ کھف پر ختم ہوئی ہے، تیسرا جلد فہارس پر مشتمل ہے، اس کا ایک ایڈیشن دکتور محمود محمد عبده کی تحقیق کے ساتھ دارالکتب العلمیہ، بیروت نے شائع کیا (۱۴۱۹ھ/۱۹۹۲ء) اس کا منبع بھی وہی ہے جو ثوری کا منبع ہے۔ اس ایڈیشن کے محقق نے تفسیر ثوری اور تفسیر عبدالرزاق کے درمیان موازنہ بھی کیا ہے۔

تفسیر اسحاق بن ابراہیم البستی

اسی طرح مشہور محدث اسحاق بن ابراہیم البستی (ابو محمد اسحاق بن ابراہیم البستی اتفاقی) (ت: ۷۰۷ھ) کی بھی ایک تفسیر ہے، اس کا اصل واحد نسخہ اسکندریہ کے مکتبہ البلدیہ میں موجود ہے جو سورۃ الکھف کے آغاز سے سورۃ نجم کی آیت ﴿أَفَتُمْرُونَهُ عَلَى مَا يَرَى﴾ پر ختم ہوتا ہے۔

حررت کی بات ہے کہ ان کے حالات لکھنے والوں نے اس تفسیر کا ذکر نہیں کیا، بلکہ آٹھویں صدی سے پہلے کسی نے اس کا حوالہ بھی نہیں دیا، حافظ ابن حجر کے شیخ علامہ ابن الملقن (ابو حفص عمر بن علی الاندلسی ثم المصری المعروف بابن الملقن (المتوفی: ۸۰۳ھ)) پہلے عالم ہیں جنہوں نے اپنی شرح بخاری التوضیح لشرح الجامع الصحیح میں اس

کا حوالہ دیا ہے، (۱) اسی طرح حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں (۲) اس کا ذکر کیا ہے، اور عینی نے ایک سے زائد موقعوں پر عمدۃ القاری میں اس کا حوالہ دیا ہے، (۳) اور ان ائمہ محققین کی تصریح اس تفسیر کی ان کی طرف انتساب کی صحت کے لیے کافی ہے۔ میں بائیس سال پہلے اہل علم کی اس پر نظر پڑی اور مشہور مخطوطہ شناس شیخ بشیر حکمت یا سین کے توجہ دلانے سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں اس پر تحقیقی کام ہوا، اور دو ظالب علموں نے اس پر پی تیج ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ سورہ الکھف سے سورہ الشراء تک عوض بن محمد بن ظافر العری نے کام کیا، اور سورہ نمل سے سورہ نجم کی آیت ۱۲ یعنی موجود حصے کا کام عثمان معلم محمود شیخ علی نے کیا۔

یہ تفسیر خالص محدثین کے طرز پر ہے، ہر بات اپنی سند سے نقل کی ہے۔

قابلِ لحاظ بات یہ ہے کہ علامہ ابن جریر اور ابن الجی حاتم کی طرح انہوں نے تمام آیات کی تفسیر نہیں کی، بلکہ عبد الرزاق صنعاوی کی طرح منتخب آیات کی تفسیر کی ہے، لغت اور زیادہ تقریبات پر توجہ دی ہے، اسباب نزول کو بھی اختصار آبیان کرتے ہیں، قصبوں کے بیان میں اقرب ترین باتیں ذکر کرتے ہیں، اور ہر بات پورے اتقان و احتیاط کے ساتھ بیان کی ہے، اور اپنی اس تفسیر کو حشو وزوائد سے پاک رکھا ہے، اکثر روایتیں صحیح یا حسن درجہ کی ہیں۔

تفسیر ابن شاہین

اسی طرح ابن شاہین (ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان البغدادی (متوفی ۳۸۵ھ)) کی تفسیر بھی حال میں شائع ہوئی ہے، ابن شاہین کا شمارتاریخ اسلام کے سب سے بڑے مصنفوں میں ہوتا ہے، انہوں نے تفسیر ایک ہزار جزء میں، مندرجہ سو جزء میں، اور تاریخ ایک سو پچاس جزء میں (۴) زہد سو جزء میں لکھی ہے۔ (۵)

(۱) دیکھیے التوحیح ۵/۱۵۳، نیز دیکھیے ۲۲/۲۲۶ (۲) دیکھیے ۲/۱۱ اکتاب لقیم ضمن حدیث ۳۳۲

(۳) مثلاً دیکھیے عمدۃ القاری ۱۸/۲۹۵

(۴) اور محدثین کی اصطلاح میں ایک جزء وس ورق یعنی میں صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔

(۵) تاریخ بغداد ۱/۲۶۷

امام ذہبی لکھتے ہیں کہ ان کی تفسیر تقریباً تیس جلدوں میں ہے اور واسطہ میں موجود ہے (۱) جنوری ۲۰۱۳ء میں ایک نوجوان افغانی عالم مولوی محمد یہاں ندوۃ العلماء آئے تھے، انھوں نے بتایا کہ تفسیر ابن شاہین تین سو جلدوں میں چھپی ان کے پاس موجود ہے، جلدیں پتلی پتلی ہیں، نیز انھوں نے بتایا کہ اس کا مخطوطہ ایک ہزار اجزاء میں بیروت میں ہے۔ واللہ اعلم یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ظاہر سیوطی کو اس تفسیر کی اطلاع نہیں تھی، یا کم سے کم یہ ان کی دسترس میں نہیں تھی، ورنہ وہ ضرور ”الدر المنشور“ میں اس کا ذکر کرتے!

تفسیر امام طبرانی!

قابل ذکر ہے کہ تیسری چوتھی صدی کے مشہور اور عظیم محدث امام طبرانی (سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی ۲۶۰-۳۴۰ھ) نے بھی ایک تفسیر لکھی تھی، جیسا کہ ان کے حالات میں ذہبی وغیرہ نے تذکرہ کیا ہے۔ یہ تفسیر ۲۰۰۸ء میں ہشام البدرانی کی تحقیق کے ساتھ چھ جلدوں میں دارالكتاب الثقافی، الاردن سے شائع ہو چکی ہے۔ امام طبرانی اگرچہ اپنے زمانے کے عظیم محدثین میں شمار ہوتے تھے، لیکن یہ تفسیر محدثین کے طرز پر نہیں ہے، بلکہ عام مفسرین کے انداز پر انھوں نے بھی قرآن کریم کی تفسیر کی ہے، اسی لیے بعض لوگوں نے ان کی طرف اس تفسیر کے انتساب میں شبہ کا اظہار کیا ہے، لیکن محقق نے بدلال یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ طبرانی کی طرف اس کا انتساب صحیح ہے۔

تفسیر ابن حرمہ

ابن شاہین کے بعد ابن حرمہ: ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصفہانی (المتومن ۳۱۰ھ) کی تفسیر سب سے مشہور ہے، مگر اب یہ مفقود ہے، تاہم علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس کی بہت سی روایتوں کو ان کی اسناد کے ساتھ نقل کر کے محفوظ کیا ہے۔

تیسرا فصل

بعض قدیم مفسرین کے تفسیری اقوال کے مجموعے

قرآن اولیٰ کے بعض مفسرین جن کا تفسیر میں بہت نمایاں مقام تھا، مگر ان کے مستقل تفسیر لکھنے کا ذکر نہیں ملتا اور ان کے تفسیری اقوال منتشر رہنے کی وجہ سے تفسیر میں ان کے حقیقی مقام کا اندازہ نہیں ہوتا، اسی طرح ان میں سے متعدد مفسرین کے تفسیر لکھنے کا ذکرہ تو ملتا ہے (جن میں سے اہم مفسرین کے نام لکھے چکے ہیں) مگر یا اکثر تفسیریں اب مفقود ہیں، اس لیے ان کی تفسیری حیثیت کا اندازہ مشکل ہے۔ اب عصر حاضر کے علماء و محققین مختلف تفسیروں سے ان کے اقوال جمع کر کے اس کی تلافي کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس طرح کی چند کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱- تفسیر سعید بن جبیر (المتوفی: ۹۵ھ) جمع و دراستہ: دا احمد العمرانی (کلیۃ

الآدبوالعلوم الإنسانية فاس (مراکش) میں انہوں نے اس موضوع پر تحقیق کی تھی)۔

۲- تفسیر الحضحاک (المتوفی: ۵۰ھ) جمع و دراستہ و تحقیق: دا محمد شکری احمد الزاویتی، (۱) یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔ ان کی اصل تفسیر کم سے کم نویں صدی ہجری تک موجود تھی، ابن ملقن نے التفسیر الكبير کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے (۲)۔

۳- تفسیر الحسن البصري (المتوفی: ۶۰ھ) جمع و توثیق و دراستہ: الدکتور محمد عبد الرحیم، یہ تفسیر دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ (۳)، اور اسی نام سے ایک اور مجموعہ، جمع و ترتیب تحقیق: احمد فرید المزیدی، دارالكتب العلمیہ بیروت، لبنان نے دو جلدوں میں شائع کیا ہے (۴)۔

۴- أقوال الإمام محمد بن سيرين في التفسير: جمعاً و دراسة و موازنة، إعداد، أنور بن جعفر عمروتش.

امام ابن سیرین (المتوفی: ۱۱۰) کے تفسیری اقوال کے جمع و تحقیق و مقارنة کا یہ کام قسم الكتاب والسنة، كلية الدعوة وأصول الدين، جامعة أم القرى میں انجام پایا۔ اس پر موصوف نے ۱۳۲۸-۱۳۲۹ھ میں ماجسٹر (ایم-۱۷) کی ڈگری حاصل کی۔

(۱) دارالسلام القاهرة، الطبعة الثانية، ۱۳۲۳ھ / ۲۰۰۹ء (۲) دیکھیے التوضیح لشرح الجامع لصحیح البخاری ۸ / ۲۳۵

(۳) دارالحدیث، القاہرہ ودارالحریم للطباعة، ۱۹۹۲ء (۴) الطبعة الأولى ۱۳۳۳ھ / ۲۰۱۲ء

۵- تفسیر السُّدی الکبیر : اسماعیل بن عبد الرحمن السُّدی الکبیر (المتوفی: ۱۲۸ھ) جمع

وتوثیق و دراسة: الدکتور محمد عطا یوسف، جامعۃ القاہرہ، قسم المللۃ العربیۃ میں یہ کام انجام پایا ہے (۱)۔

۶- تفسیر ابن جریج : عبد الملک بن عبدالعزیز بن جرجیج الاموی الہنگی (المتوفی: ۱۵۰ھ) ان کی تفسیر کا کتابوں میں ذکر ملتا ہے (۲) مگر اس کا وجود نہیں۔ علی حسن عبد الغنی نے ان کی تفسیری روایتوں کو جمع کیا ہے۔ مکتبۃ التراث الاسلامی، القاہرہ نے اس کو ایک جلد میں شائع کیا ہے (الطبعة الاولی ۱۳۱۳ھ / ۱۹۹۲ء)۔

۷- تفسیر الإمام مالک (المتوفی: ۱۷۹ھ)، امام مالک کے تفسیر لکھنے کا ذکر ملتا

ہے، مگر اب یہاں پیدا ہے۔ اب حمید الحمر نے امام مالک کی تفسیری روایتوں کو جمع کیا ہے، جس کو دارالفنون بیروت نے الإمام مالک مفسراً کے نام سے شائع کیا ہے (۱۳۱۵ھ / ۱۹۹۵م)، جب کہ موضوع کے لحاظ سے اس کا نام تفسیر الإمام مالک ہونا چاہیے۔

۸- تفسیر سفیان بن عینہ (المتوفی: ۱۹۸ھ) یہ تفسیر کم سے کم سیو طی (ت:

۹۱۱ھ) کے زمانے تک موجود تھی، انھوں نے درمنثور میں متعدد جگہ اس کا حوالہ دیا ہے۔ مگر اب مفقود ہے۔ احمد صاحب محاربی نے ان کی تفسیری روایتوں کو جمع کیا ہے، المکتب الاسلامی بیروت نے اس کو شائع کیا ہے۔ (۳) یہ کل ۲۳۸ صفحات پر مشتمل ایک جلد ہے اور تقریباً آٹھی کتاب میں امام سفیان بن عینہ کی سیرت و احوال اور ان کے علمی و عملی مقام کا بیان ہے۔ اسی طرح تفسیر مجاہد اور تفسیر قادہ کے جمع و ترتیب کا کام بھی جامعۃ القاہرہ میں ہو چکا ہے، جس کی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی۔

تفسیر الإمام الشافعی کا ذکر آگے باب پنجم میں امام شافعی کے تفسیری افادات کے زیر عنوان آرہا ہے۔

ان مذکورہ مفسرین میں تفسیر سعید بن جبیر، تفسیر حسن البصري، تفسیر السُّدی اور تفسیر سفیان

بن عینہ کا ذکر ابین الدینم نے کیا ہے (۴)۔

(۱) ناشر: دارالوقاء، المتصورة۔ القاہرہ، الطبعة الاولی ۱۳۱۳ھ / ۱۹۹۳ء

(۲) دیکھیے طبقات المفسرین للداؤودی، ص: ۲۲۶ (۳) الطبعۃ الاولی ۱۳۰۳ھ (۴) الغیرہ، ص: ۷۰

چوتھی فصل

چند قابل ذکر تفسیر ماؤثر کی کتابیں

ان کے علاوہ تفسیر ماؤثر کی قابل ذکر کتابوں میں مندرجہ ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں:

۱- بحر العلوم لأبى الليث السمرقندى (نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی

(المتوفى ۴۲۳ھ)۔

۲- الكشف والبيان للشعابی (ابوسحاق احمد بن ابراہیم الشعابی النسایوری

(المتوفى ۴۲۷ھ)۔

۳- معالم التنزيل للبغوى (ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد المعروف بالفراء البغوى

(المتوفى ۵۱۶ھ)۔

۴- المحرر الوجيز فى تفسير الكتاب العزيز لابن عطية (ابو محمد عبد الحق بن

غالب بن عطية الاندلسى الغرناطى (المتوفى ۵۳۶ھ)۔

۵- تفسير الخازن: بباب التأویل فى معانى التنزيل (علاء الدین علی بن

ابراهیم البغدادی الصوفی المعروف بالخازن (المتوفى ۴۲۷ھ)۔

تفسیر بغوى کو بعض حیثیتوں سے امام ابن تیمیہ نے سراہا ہے تو تفسیر ابن عطیہ بعض

حیثیتوں سے بہت ممتاز ہے۔

ان تمام پانچوں تفسیروں میں سابقہ تفاسیر ماؤثرہ کے برخلاف صرف احادیث و آثار

پر اکتفانیں کیا گیا ہے، بلکہ کچھ تفسیر طبری کی طرح نمایاں فرق کے ساتھ تفسیر سے متعلق

متعدد باتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ تفسیر ابن عطیہ میں یہ رنگ زیادہ نمایاں ہے، تفسیر خازن

بقول خود مصنف، درحقیقت تفسیر بغوی کا خلاصہ ہے، مگر انہوں نے دوسرے تفسیری فوائد کا اضافہ کیا ہے، فنصص اور اسرائیلیات کو فراخ دلی سے جگہ دی گئی ہے، ایک احتیاز اس کا یہ ہے کہ بر موقع ترغیب و تہذیب کی احادیث نقل کر کے فصیحتیں بھی کرتے ہیں، اگر اسرائیلیات کے قطع نظر کریں تو ان پانچوں تفسیروں میں یہ تفسیر سب سے زیادہ مفید ہے۔
یہ ساری تفسیریں مطبوع ہیں۔

تفسیر ابن کثیر

ان سب کے بعد امام ابن کثیر: اسماعیل بن عمر بن کثیر البصری الدمشقی الشافعی (المتوفی ۷۷۴ھ) نے آکر تفسیر ما ثور بلکہ تفسیر کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کیا، دوسری بہت سی خصوصیات کے ساتھ اس تفسیر کا احتیاز خاص یہ ہے کہ تمام تفاسیر ما ثورہ کا مشتمل خلاصہ در لب الباب ہے، اس کے علاوہ اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے محمد شین کی تفسیروں میں سب سے ممتاز ہے، ابن کثیر بہت بڑے سوراخ، عظیم محدث، بلند پایہ فقیہ تھے۔ ساتھ ساتھ تفسیر میں بھی امامت کے درجے پر فائز تھے۔ ان کی تفسیر سے ان کی پوری مہارت اور کمال کا اندازہ ہوتا ہے۔ متاخرین کی تفسیروں میں اس تفسیر کو اپنی گوناگوں خصوصیات کی بیانیات پر سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔

علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے تھے کہ اگر کوئی کتاب کسی دوسری کتاب سے بے نیاز کر سکتی ہے تو وہ تفسیر ابن کثیر ہے جو تفسیر ابن جریر سے بے نیاز کر دیتی ہے (۱)۔

الدر المنشور

پھر امام سیوطی (جلال الدین ابوالفضل عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی الشافعی (المتوفی ۷۹۱ھ)) نے آکر وہ کارنامہ انجام دیا جو انھی جیسے جو ان مردوں اور اولو العزموں کا کام ہے، انہوں نے ”الدر المنشور فی التفسیر بالمؤثر“ کے نام سے بے نظر تفسیر لکھی، اس میں انہوں نے تمام تفسیری روایتوں کو ان تمام محدثین کے حوالوں کے ساتھ جمع کیا ہے، جنہوں نے مستقلًا تفسیر

(۱) دیکھیے بیہقیۃ البیان، ج ۳

میں کتابیں لکھیں ہیں، یا اپنی دیگر تصنیف میں تفسیری روایتوں کو نقل کیا ہے، تفسیر ما ثور کی کوئی روایت شاید ایسی نہ ہو جو اس کتاب میں نہ ملے! (۱) یہ تفسیر چھ صفحیں جلدیوں میں دارالعرفہ بیروت اور پھر دارالكتب العلمیہ بیروت وغیرہ سے شائع ہوئی، نیز دارالفنون بیروت نے اس کو آٹھ جلدیوں میں شائع کیا ہے، پھر دنوں ایڈیشن کتب خانوں اور بازار میں دستیاب ہیں۔

اب شیخ عبداللہ بن عبد الحسن الترکی نے تحقیق و تخریج کے ساتھ صفحیں پندرہ جلدیوں میں شائع کیا ہے (دارالعلم الکتب، الریاض، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۳ھ) اور مزید دو جلدیں فہارس کی ہیں۔

التفسیر الصحيح

تفسیر ما ثور کے سلسلے میں ایک عظیم کام حال ہی میں انجام پایا ہے، مشہور محقق دکتور حکمت بشیر یاسین نے التفسیر الصحيح (موسوعة الصحيح المسند من التفسير المأثور) کے نام سے چار جلدیوں میں ایک کتاب تیار کی ہے، جس کو دارالماڑ، المدینۃ المنورۃ نے ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء میں شائع کیا تھا، اس میں انہوں نے تفسیر ما ثور کے سلسلے میں صرف صحیح روایتوں کو جمع کیا ہے۔

جامع التفسیر من كتب الأحاديث

اسی طرح ایک قابل ذکر کام دارطبیۃ الریاض نے شائع کیا ہے (طبعۃ الاولی ۱۴۲۰ھ) کتاب کا نام ہے ”جامع التفسیر من كتب الأحاديث، جمع الأحاديث الواردۃ من الكتب الستة و مسند الإمام أحمد“ یہ کام خالد بن عبد القادر آل عقدہ کی غرائی میں انجام پایا ہے۔

(۱) تفسیر ابن شاہین کے تعارف کے ضمن میں سیوطی کے یہاں اس کا ذکر نہ ہونے کا ہم تذکرہ کرچکے ہیں

پانچویں فصل

تفسیر القرآن بالقرآن پر کتابیں

تفسیر القرآن بالقرآن کی اہمیت کے بارے میں پیچھے گز رچکا ہے، بعض مفسرین نے اپنی تفسیروں میں اس پر توجہ دی ہے، غالباً حافظ ابن کثیر پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی تفسیر میں اس کا خصوصی خیال رکھا ہے۔

اس سلسلے میں مستقل کتابیں بھی لکھی گئی ہیں، سیوطی نے اس ضمن میں ابن الجوزی کی کتاب کا ذکر کیا ہے، لیکن نام نہیں لکھا (۱)۔

ابن الجوزی کی تفسیر "زاد الحسیر فی علم التفسیر" مشہور کتاب ہے، جو نو جلدیں میں شائع ہو چکی ہے، (المکتب الاسلامی، بیروت) مگر اس کا یہ امتیاز نہیں معلوم ہوتا۔ البته ان کی ایک کتاب "نزہۃ الاعین النواہ فی علم الوجه والنظر" ہے، جس کا موضوع تفسیر القرآن بالقرآن نہیں، بلکہ وہ علوم القرآن کی ایک قسم الأشباه والنظائر کے موضوع پر ہے، جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، ایک اچھا ایڈیشن محمد عبد الکریم کاظم الراضی کی تحقیق کے ساتھ مؤسسة الرسالۃ بیروت نے شائع کیا ہے۔ تو ابن الجوزی نے مستقلًا اس سلسلے میں کون سی کتاب لکھی ہے، قابل تحقیق ہے!!

اس طرح کی ایک مختصر تفسیر مشہور عالم وداعی ومناظر مولانا شناہ اللہ امیر تری (ت: ۱۹۲۸ھ/۱۹۰۸ء) نے "تفسیر القرآن بکلام الرحمن" کے نام سے لکھی ہے، عرب و عجم کے علماء نے جس کو بہت سراہا اور بعض نے اس قسم کی پہلی تفسیر قرار دیا، اس کا جدید ایڈیشن شیخ عبدالقدار رنوات کی تحریج اور مولانا صفائی الرحمن مبارکبوری کی تقدیم و مراجع ت

کے ساتھ دارالسلام، الریاض نے ایک جلد میں شائع کیا ہے (۱۳۲۳ھ / ۲۰۰۲ء)۔^(۱)

اس سلسلے میں سب سے مفصل کام ”أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن“ کے نام سے ہمارے سامنے ہے جس کے مصنف شیخ محمد الامین لشقطی (المتون بالقرآن) ہیں، سورہ حشر سے لے کر آخر تک اس کا تکملہ شیخ کے شاگرد مشہور عالم شیخ عطیہ محمد سالم (ت: ۱۳۲۰ھ - ۱۹۹۹ء) نے لکھا، پیغمبر فکر بیروت سے نو جلدوں میں شائع ہوئی ہے، (۱۳۱۵ھ / ۱۹۹۵ء)۔ ایک بہت عمدہ ایڈیشن شیخ بکر بن عبد اللہ ابو زید کی فگرانی میں تکملے کے بغیر سات جلدوں میں دار عالم الفوائد، مکہ مکرمہ نے شائع کیا ہے۔ (الطبعة الأولى ۱۳۱۶ھ)

اس کا ایک خوبصورت ایڈیشن حال میں دارالكتب العلمیہ نے باریک خط کے باہمیں صفحات پر مشتمل ایک ضخیم جلد میں شائع کیا ہے۔

اس سلسلے میں ایک اور اچھی کتاب تفسیر القرآن بالقرآن کے نام سے تین ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے، اس کے تالیث پر مولانا محمد فاروق اور اس کے پیچے مکتبۃ المکتبۃ الکھا ہوا ہے، اس کے علاوہ مرتب اور ناشر کے بارے میں کچھ مذکور نہیں۔

(۱) ذاکر رحیم الحسن بن عبد الحفیظ الأثری نے ”التبیان: دراسة تحلیلیة ونقديّة لتفسیر القرآن بكلام الرحمن“ کے نام سے اس تفسیر کا مفصل جائزہ لیا ہے (ناشر: الکتاب انٹرنشنل، نیو ڈبلی، طبع اول ۱۴۰۳ھ)

باب سوم
مختلف اذواق کی حامل تفسیریں

مختلف اذواق کی تفسیروں پر ایک نظر

اس سے قطع نظر چوہی صدی ہجری سے مختلف اذواق کے مطابق تفسیریں سامنے آتی گئیں، البتہ دوسری اور تیسرا صدی میں معانی القرآن اور اس جیسے ناموں سے علماء نے کتابیں لکھیں، پھر جب عقائدی اختلاف نے اپنے بازو پھیلائے تو متشکلین نے اپنے اپنے عقائد ثابت کرنے کے لیے قرآن کریم کا سہارا لیا، بالخصوص معتزلہ اور شیعہ نے اچھی خاصی تفسیریں لکھ دیں، ان کے مقابلے اور تردید کے لیے متشکلین اسلام بھی خم شونک کر میدان میں اتر آئے، اور انہوں نے باطل عقائد اور منحرف خیالات کے حاملین کو ترکی پر ترکی جواب دیا۔

اسی طرح اُس زمانے میں فقہی اختلافات بھی رومنا ہوئے اور علماء کو ضرورت پیش آئی کہ قرآنی آیات کی روشنی میں احکامِ شریعت کی توضیح کی جائے اور طبعاً وہ جس فقہی مسلک کے پابند تھے، اس کی تائید و ترجیح کا رنگ ان کی تفسیر میں غالب آیا۔

دوسری طرف کچھ علماء نے قرآن کریم کے اعجاز بیانی کو واشگاف کرنے کا بیڑا اٹھایا اور بلاغت قرآنی کی کنتک پہنچنے کے لیے پورا ذور صرف کیا اور خوب خوب جو ہر دکھلائے۔ ماہرین قرأت کو بھی خیال ہوا کہ ہر آیت کے وجہ قرأت کو بیان کریں، چنانچہ انہوں نے اسی نقطہ نظر سے کتابیں لکھیں۔

اہل تصوف کیوں خاموش رہتے، انہوں نے اپنے نقطہ نظر کو ثابت کرنے کے لیے قرآن کے سایہ میں پناہی اور جاوے جا نکتہ آفرینیاں کیں۔ غرض:

ہر لگے را رنگ دبوئے دیگر ست

اب ہم یہاں مختلف حیثیتوں سے لکھی ہوئی اہم کتب تفسیر کا تذکرہ کرتے ہیں:

پہلی فصل

قرآن کی لغت پر مشتمل کتابیں

چوں کہ قرآن کریم عربی نبین میں نازل ہوا ہے، اس لیے قرآن و حدیث اور آثار صحابہ و تابعین کے بعد عربی زبان ہی وہ ذریعہ ہے جس سے ہم قرآن کے حقیقی معنی تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس موضوع پر لکھنے کا آغاز تو دوسری صدی ہجری ہی میں ہو گیا تھا، تیسرا صدی میں بہت سی کتابیں اس موضوع پر سامنے آئیں، پھر ہر صدی میں اضافہ ہی ہوتا رہا، اس موضوع پر جو کتابیں لکھی گئیں وہ عموماً ”غريب القرآن“، ”معانی القرآن“ اور ”مجاز القرآن“ کے ناموں سے موسوم ہوئیں، اور دوسرے بھی ناموں سے بعض کتابیں لکھی گئیں، ان سب کتابوں کا مختصر تعارف بھی طویل مضمون کا متقاربی ہے، اس لیے ہم اس سے قطع نظر کرتے ہیں اور اس موضوع کی بعض اہم ترین کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

۱- مفردات ألفاظ القرآن، للراغب (حسین بن محمد الاصفہانی المتوفی ۲۲۵ھ تقریباً) یہ اس موضوع پر لکھی ہوئی بہترین اور مشہور ترین کتابوں میں ہے، زرکشی غریب القرآن پر لکھی ہوئی کتابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: و من أحسنها كتاب المفردات للراغب (۱) یعنی راغب کی مفردات اس موضوع کی سب سے اچھی کتابوں میں ہے۔ اور مجدد الدین فیروز آبادی صاحب القاموس کے بقول: لا نظیر لها فی معناها (۲) یعنی یہ اپنے موضوع پر بنے نظیر ہے۔ اس کا اصل موضوع تو الفاظ قرآنی کی تشرع ہے، جیسا کہ نام سے بھی واضح ہے، مگر اس میں اس کے ساتھ ساتھ نحو و صرف، ادب و قرأت، فقہ اور کلام کے مباحث بھی مختصر آگئے ہیں۔ تفسیر کے طالب علم کو یہ کتاب ضرور ساتھ رکھنی چاہیے۔

اس کتاب متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، سب سے پہلا ایڈیشن المطبعة اليمينية قاهرہ سے ۱۳۲۲ھ میں ”المفردات في غريب القرآن“ کے نام سے شائع ہوا، پھر اس کے

(۱) البرهان في علوم القرآن / ۲۲۵ (۲) البلقة في تاريخ أئمة اللغة، ص ۷۰

دیسیوں ایڈیشن مختلف محققوں کی تحقیق سے الگ الگ ناموں سے شائع ہوئے، کسی نے ”المفردات فی غریب القرآن“، کسی نے ”مفردات الفاظ القرآن“، اور کسی نے ”مجھ مفردات الفاظ القرآن“ کے نام سے چھاپا، لیکن اس کا صحیح، مصنف کا رکھا ہوا نام مفردات الفاظ القرآن ہے، اس کا سب سے اچھا اور سب سے محققانہ ایڈیشن وہ ہے جس کو مفردات الفاظ القرآن کے نام سے صفوان عدنان داؤودی کی تحقیق کے ساتھ دارالقلم، دمشق نے شائع کیا ہے، محقق نے مقدمہ میں مصنف کی بعض لغزشوں اور اوهام کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کا تنقیدی جائزہ لیا ہے، ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی (مقيم کراچی) نے بھی اپنے ایک مضمون میں اس کے بعض قابل تنبیہ پہلوؤں کا ذکر کیا تھا۔

۲- مفردات القرآن، تالیف: مولانا حمید الدین فراہی (متوفی ۱۳۲۹ھ/۱۹۳۰ء)

یہ کتاب مکمل مفردات القرآن کی شرح پر مشتمل نہیں ہے، بلکہ وہ چند الفاظ کی تشریع ہے جن کی ضرورت انھیں محسوس ہوئی، یا جن کی دلالتیں مختلف ہیں، اور اصلاح عربیت اور نظم قرآن کے لحاظ سے کوئی معنی یہاں ہوں گے، یا وہ الفاظ جن کے معانی اسلام کے بعد بدل گئے مگر نزول قرآن کے وقت عربی میں کس مفہوم میں اصلاً یہ استعمال ہوتے تھے، ان کی وضاحت کی ہے اور اپنی بات کی تائید میں ہر جگہ شواہد پیش کیے ہیں، اگر ہر جگہ ان سے اتفاق نہ بھی ہو تو کوئی شک نہیں کہ یہ مفردات قرآنی کی تشریع کے سلسلے میں ایک وقیع اضافہ ہے، ڈاکٹر محمد اجمل ایوب اصلاحی ندوی کی تحقیق و تدقیق کے ساتھ یہ کتاب دار الغرب الاسلامی، بیروت اور دائرہ حمیدیۃ، مدرسہ الاصلاح سرائے میر، عظیم گڑھ سے شائع ہوئی ہے (۱۴۰۳ء) قرآن کریم کے طالب علم کو اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔

لغاتِ قرآن پر اردو میں چند اہم کتابیں

قرآن کی لغت پر اردو میں بھی متعدد کام سامنے آئے ہیں، ان میں سے بعض اہم کتابوں کا ہم یہاں تذکرہ کرتے ہیں:

۱- قاموس القرآن: از مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی (متوفی ۱۴۹۱ھ/۱۹۷۱ء)

اردو میں لغاتِ قرآنی پر جو کام ہوئے ہیں، ان میں یہ کتاب ایک نمایاں مقام کی حامل ہے۔ مصنف نے اپنے مقدمے میں جو لکھا ہے اس سے اس کتاب کی مندرجہ ذیل خصوصیات معلوم ہوتی ہیں:

(۱) تمام الفاظِ قرآنی کا استیعاب کیا گیا ہے اور انھیں حروفِ تجھی کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے۔

(۲) پہلے سادہ اور سہل اردو میں لفظ کے وہ معانی لکھ دیے گئے ہیں جو قرآن میں مراد لیے گئے ہیں، پھر لفظ کی صرفی و نحوی تشریح درج کی گئی ہے۔ اس ضمن میں ہر مشتق کا مصدر لکھ دیا گیا ہے، صیغہ کی بھی تفصیل درج کردی گئی ہے اور صلة بھی بیان کر دیا گیا ہے، اسکے ہونے کی صورت میں اس کی جمع اور واحد بھی بتایا گیا ہے۔

(۳) تمام الفاظ پر ان کی اہمیت کو لمحہ نظر کھتے ہوئے جامع و مدلل تشریحی نوٹ لکھے گئے ہیں، یہ نوٹ پانچ سو سے زائد ہیں، خصوصاً اسماے امکنہ و اقوام و انبیاء کے بیان میں ضروری تفصیلات بیان کی گئی ہیں، اسی طرح قرآن کریم کی مخصوص اصطلاحات، اور دین شیعیں کے اصول و مبادیات کی تشریح میں بھی مناسب حد تک تفصیل سے کام لیا گیا ہے۔

(۴) سب کچھ مستند مفسرین کے افادات کی روشنی میں لکھا گیا ہے، قدیم و جدید مفسرین سے استفادے کے ساتھ، عصر حاضر کے قرآنی ماہرین کی تحقیقات سے بھی فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

کتاب کی جدید اشاعت کے آغاز میں متعدد اساطیر فضل و کمال اور اصحاب علم کی رائیں نقل کی گئی ہیں، جن سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

بقول شیخ الأدب مولانا اعزاز علی: بہت سے ایسے اصحاب علم بھی اس سے مستغنی نہیں ہیں جو عربی اور قومی مدارس میں سالہا سال تک درسیات کی تحصیل کر چکے ہیں۔

مولانا قاری طیب صاحب کے الفاظ میں: یہ مخفی لغاتِ قرآنی ہی کا حل نہیں ہے، بلکہ بہت سے مضامین قرآنی کا بھی ایک قابل قدر ذخیرہ ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں : اردو زبان میں جتنے لغات قرآن میری نظر سے گزرے ہیں، بلا معاوضہ (غالباً بلا مبالغہ ہوگا !) قاضی صاحب موصوف کا قاموس القرآن ان میں بے نظیر ہے، اور قرآن کے مواضع مشکلہ کا پورا حل اور خاص خاص موقع پر مکمل اور بہترین تفسیر ہے۔

اس کی جدید اشاعت دارالاشاعت، کراچی سے ہوئی ہے (۱۹۹۳ء) اسی کا عکسی اڈیشن ہندوستان میں زکریا بک ڈپو، دیوبند نے شائع کیا ہے۔

۲- لسان القرآن (قرآن حکیم کا توضیحی لغت)، از مولانا محمد حنفی ندوی (متوفی ۱۹۸۷ء) و مولانا محمد اسحاق بھٹی (متوفی ۱۹۱۵ء)

شروع میں ایک بسیط مقدمہ ہے، جس میں قرآن کریم کے پیغام ہدایت کی وضاحت کے بعد، قرآن فہمی کے بعض اصول اور تقاضوں سے بحث کی ہے۔ اسی میں عربی زبان پر کامل عبور بھی ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کے وضاحتی طلب الفاظ سے متعلق تفصیل سے بحث کی ہے اور اس طرح وضاحت کی ہے جس سے اس لفظ کی عظمت جلوہ گر ہوتی ہے۔ مولانا محمد حنفی صاحب نے خود مقدمے میں لکھا ہے: ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ قرآن حکیم کی عظمت اور عربی زبان کی خوبیوں کو نکھار کر پیش کیا جائے۔ (۱) مولانا و جلدیں لکھ پائے تھے کہ انتقال ہوایہ و جلدیں کل آئندھر و رف کے مشتقات پر مشتمل ہیں، و وسری جلد حرف وال (لفظ "الدین") پر ختم ہوئی ہے۔

تیسرا جلد مشہور عالم و فاضل مولانا محمد اسحاق بھٹی نے لکھی، جو تین حروفی وال، راء، زا پر مشتمل ہے۔ کتاب کی تکمیل کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔

یہ لغت اہل علم اور اہل ذوق کے لیے بہت مفید اور دلچسپی کی چیز ہے یہ تینوں جلدیں علم و عرفان پبلشرز، اردو بازار، لاہور سے شائع ہوئی ہیں۔

دو جلدیں ۱۹۹۸ء اور تیسرا جلد ۱۹۹۹ء میں۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کا بھی چار روز قبل ۲۳ دسمبر ۲۰۱۵ء کو انتقال ہوا۔

۳۔ لغات القرآن (مع فہرست الفاظ)، از مولانا عبدالرشید نعmani (متوفی ۱۹۹۹ء) و مولانا سید عبدالدائم جلالی (متوفی ۱۹۸۳ء)، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی۔

مصنف مولانا عبدالرشید نعmani کے بقول: تمام الفاظ کی ضروری تشریع اور تفصیل کا پورا اہتمام کیا گیا ہے، کسی لفظ کی تشریع یا اس کے معنی کی تحقیق میں جہاں مفسرین، فقهاء اور اہل لغت وغیرہ کا اختلاف ہے، اس کو نقل کر کے قول فیصل بیان کیا گیا، جا بجا وہ مناسب فوائد قلم بند کر دیے گئے ہیں، جو فہمِ قرآن میں سہولت پیدا کر سکیں۔

جولفاظ قرآن مجید میں متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے وہ تمام معانی بالتفصیل لکھے ہیں اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ کس موقع پر وہ کس معنی میں مستعمل ہوا ہے، جس لفظ کی تشریع میں کوئی مرفوع حدیث یا کسی صحابی یا تابعی کا قول مل گیا ہے، اسے درج کر دیا گیا ہے۔

آگے لکھتے ہیں: امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ عوام کے لیے الفاظ کا ترجمہ، متوسطین کے لیے مأخذ اشتقاق، صیغوں کا تعین اور معانی کی ضروری تشریع و تفصیل اور خواص کے لیے اس کے علمی مباحث دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ ایک مدرس اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر قرآن مجید کا درس دے سکتا ہے، ایک طالب علم اس کے ذریعے استاد کے دیے ہوئے قرآنی سبق کو اچھی طرح یاد کر سکتا ہے، اور ایک عام آدمی اس کے مطالعے سے اپنی فہم کے مطابق قرآن مجید کو بخوبی سمجھ سکتا ہے (۱)۔

کتاب چھ جلدیں میں ہے، چار جلدیں مولانا عبدالرشید نعmani نے لکھیں، چوتھی جلد باب العین پر ختم ہوتی ہے، اور پانچویں اور چھٹی جلد مولانا سید عبدالدائم جلالی کے قلم سے ہے جو باب العین سے آخری حرف یاء تک ہے۔

۴۔ لغات القرآن، از مولانا عبدالکریم پاریکھ (متوفی ۱۹۰۰ء)۔

مولانا علی میاں صاحب نے مقدمے میں اس کا تعارف اس طرح کرایا ہے:

انھوں نے متندار دو تراجم کو سامنے رکھ کر ہر پارے کے مشکل الفاظ کا ترجمہ موقع محل کے لحاظ سے کر دیا ہے، افعال کے سامنے ان کے حروف اصلی بھی لکھ دیے ہیں۔ انگریزی داں طبقے کی سہولت کے لیے کہیں کہیں الفاظ کے انگریزی معانی بھی دے دیے ہیں، اور کتاب کے شروع میں مختصر طور پر نحوی قواعد بقدر ضرورت آگئے ہیں، اس طرح یہ کتاب قرآن مجید کی کلید اور ”گائیڈ بک“ ہو گئی ہے۔

پہلا ایڈیشن ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا اور دسوال ایڈیشن ۸۷۸ء میں، اس سے اس کی مقبولیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ گیارہواں ایڈیشن ۸۷۸ء، از ابجو کیشنس پبلیشنگ ہاؤس، دہلی، اور نام ”آسان لغات القرآن“ کر دیا گیا ہے۔ پھر پار کیکھ آفٹ پر لیں لکھنوا اور فرید بک ڈپوڈیلی سے بھی شائع ہوئی۔

۵۔ لغات القرآن، از مولانا خیر محمدندوی (متوفی ۲۰۰۰ء) یہ کتاب اردو، بلوچی، سندھی زبان میں لکھی گئی ہے (۱)۔

(۱) یہ کتاب نظر سے نہیں گزری، بلوچی اور سندھی زبان بولنے والوں کے فائدے کی خاطر یہاں ہم نے تذکرہ کیا ہے۔

دوسرا فصل

قرآن کے نحو و اعراب پر مشتمل کتابیں

جس طرح فہم قرآن کے لیے مفردات کے معنی کا جاننا ضروری ہے، اسی طرح جملوں کی ترکیب اور ان کی حیثیت کا جاننا بھی ضروری ہے، اسی سے مراد کی تعریف ہوتی ہے اور آدمی بہکنے سے محفوظ رہتا ہے، ابتداء، غراء اور انفشن جیسے علماء نے نحو نے معانی القرآن اور اس جیسے ناموں سے جو کتابیں لکھیں، ان میں بھی مختصر آکھیں کہیں کہیں قرآن کریم کے نحو و اعراب پر روشنی ڈالی گئی ہے، لیکن متعدد اہل تفسیر نے اس کو مستقلًا موضوع بنایا، اور بعض مفسرین نے اپنی تفسیروں میں اس پر خاص توجہ دی ہے، اس طرح کی چند اہم کتابوں کا ہم یہاں تذکرہ کرتے ہیں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ ہم نے اس عنوان کے تحت عصر حاضر میں ہوئے کاموں کو زیادہ تر ترجیح دی ہے: اس لیے کہ قدیم کتابوں کے مقابلے میں ان میں تتفقیح و توضیح اور تسهیل ہے، طلبہ اس سے زیادہ فائدہ اٹھاسکتے ہیں:

۱- البحر المحيط: ابو حیان اندرسی (محمد بن یوسف المتوفی ۲۵۷ھ) کی مشہور تفسیر ہے، اس تفسیر کا امتیاز یہ ہے کہ نحوی اور اعرابی لحاظ سے مفصل بحث کی ہے، تاہم تفسیر سے متعلق دوسرے مباحث سے بھی یہ تفسیر خالی نہیں، مثلاً مفردات کی تشریع، اسباب نزول کی وضاحت، قرأتوں کی توجیہ اور بلاغت کے پہلوؤں کا بیان، بلکہ فقہی احکام کو بھی بیان کرتے ہیں (۱)۔

یہ تفسیر باریک خط کے ساتھ آٹھ جلدوں میں دار الفکر سے شائع ہوئی ہے۔

۲- الإعراب المفصل لكتاب الله المرتل، تالیف: بہجت عبدالواحد صالح، اعراب قرآن پر عصر حاضر میں جو کام ہوئے ہیں ان میں یہ ایک اچھا کام ہے، موضوع نام ہی سے واضح ہے، اس میں مصنف نے تمام آیات کی اعرابی حالت اور متعلقہ نحوی مباحث کو

بہت تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اور دوسرے کسی پہلو سے تعریف نہیں کیا۔ یہ کتاب بارہ جلدیوں میں دارالفنون - الاردن سے چھپی ہے۔

۳- إعراب القرآن الكريم و بيانه، تالیف: مجید الدین الدرویش، اس کتاب کا اصل موضوع تو قرآن کریم کی اعرابی حالت کی توضیح ہے، مصنف نے اس کا پورا خیال رکھنے کے ساتھ لغت و صرف اور معانی و بیان کو بھی وضاحت سے بیان کیا ہے، اس طرح یہ کتاب قرآن کریم کی لغوی و اعرابی اور بلاغی پہلوؤں کی جامع ہو گئی ہے، اور قرآن کریم کے طالب علموں کے لیے اس حیثیت سے بہت مفید ہے۔

نوخنیم جلدیوں میں دارالیمامہ دمشق و بیروت اور دارال ابن کثیر دمشق بیروت کے اشتراک کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ (۱)

۴- الجامع لِإعرابِ حمل القرآن: تالیف الدكتور أيمن الشوا، یہ ایک ہی جلد میں اپنے موضوع پر ایک مفید اور جامع کتاب، شام کے بڑے بڑے علماء نے اس کو سراہا ہے (۲)۔

۵- إعراب القرآن الكريم الميسر: شیخ عبدالغفور خلیل نے اس کو تیار کیا ہے، یہ ایک بہت مختصر اور بہت مفید کتاب ہے، متن قرآن کے ساتھ حاشیے میں چھپی ہے، ایک ہی جلد میں ہے، مصنف کے پیش نظر چوں کہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا سمجھتے ہوئے آگے بڑھے، اگر کوئی دشواری پیش آتی ہے تو حاشیے سے حل ہو جائے، اس لیے ان مفردات کی تشریح بھی کی ہے جو کم استعمال ہوتے ہیں اور عام آدمی کو اس کے معنی کی توضیح کی ضرورت پڑتی ہے، اسی طرح بعض ترکیبوں میں بلاغی پہلوؤں کی وضاحت سے بھی بات واضح ہو جاتی ہے اس لیے جہاں اس کی ضرورت محسوس ہوئی اس کو بیان کیا ہے (۱)۔

(۱) الطبعة التاسعة ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۳ء (۲) مكتبة الغزالى، دمشق - دار الفتح عاصمة دمشق، الطبعة الاولى ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء

(۳) دار الصحابة للتراث،طنطا، مصر

تیری فصل

بلاغت قرآنی پر مشتمل تفسیریں

قرآن بلاغت کے لحاظ سے آخری چوٹی پر ہے، عربی زبان کا ستر اذوق رکھنے والا ہر کوئی اس کو محسوس کر سکتا ہے، اگر ذوق بڑھا ہوا ہو تو آدمی پڑھتا جائے اور سردھننا جائے، اسی لیے کتنے لوگ صرف قرآن سن کر مسلمان ہوئے!

عربی زبان و ادب کا اعلیٰ ذوق رکھنے والے بعض مفسرین نے قرآن کریم کے اس پہلو پر خصوصی توجہ دی ہے، ان میں دو تفسیروں کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں جو اس حیثیت سے سب سے ممتاز ہیں۔

۱۔ تفسیر الکشاف، تفسیر کی ایک نہایت اہم اور بہت مشہور کتاب ہے، اگرچہ اس کے مصنف زمخشری (جار اللہ محمود بن عمر بن محمد الزمخشری (المتومنی ۵۳۸ھ) معتزلی ہیں، وہ کلامی آیات کے ضمن میں اپنے مذهب کو ثابت کرنے پر پورا ذریعہ لگاتے ہیں، اور اپنے مخالفین کی پوری قوت کے ساتھ تردید کرتے ہیں؛ تاہم وہ جو بلاغت قرآنی کے دروازہ کرتے ہیں، اس کا کوئی جواب نہیں، اور علمائے اہل سنت لاکھ اختلاف کے باوجود آج تک اس سے خوشہ چینی کرتے ہیں، اور اس حیثیت سے فی الحقيقة وہ ایک بے نظیر تفسیر ہے، چون کہ وہ بڑے خوبی بھی ہیں، اس لیے خوبی مسائل بھی اس میں آگئے ہیں۔ یہ وہ پہلی تفسیر ہے جس نے فن معانی و بیان کے اصولوں کا انطباق قرآن کی آیات کی تفسیر پر کیا، قرآن کی زبان و بیان کی لطافتوں اور نزاکتوں سے دنیا کو روشناس کرایا اور عملی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ قرآن اپنے نظم و اسلوب اور معانی و مفہوم کے اعتبار سے ایک عظیم معجزہ ہے اور اس کی نظیر و مثال ممکن نہیں، قرآن کا وہ مسحور کن نفیاتی اور معنوی حسن و جمال جس کا نظارہ بلاغت قرآنی کے دقائق و رموز کی پرده کشائی پر مختصر تھا، اسے کشاف ہی نے عام کیا۔ اسالیب قرآنی کے بحیریق میں معانی کے

جو آب دار موئی پہاں ہیں، ان کی غواصی لوگوں نے اسی تفسیر کے ذریعے سکھی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف موافق و مخالف ہر ایک کو کرنا پڑتا۔ تفسیر کا بلاغی رجحان اگرچہ کلامی رجحان کے مقابلے میں کشاف میں ثانویٰ حیثیت سے ابھرا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ کشاف میں پائے جانے والے رجھات میں سب سے طاقت و رجحان یہی ہے اور اسی نے آج تک کشاف کو زندہ رکھا ہے، اگر اس کی یہ بے مثال خصوصیت نہ ہوتی تو اس کا حشر بھی دوسری معززی تفاسیر سے کچھ مختلف نہ ہوتا، جو ہمیشہ کے لیے پرداہ خفا میں مستور ہو گئیں، اور آج جن کے نام کے علاوہ ہم کچھ نہیں جانتے۔

کشاف کا کارنامہ صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ اس نے بلاغی رجحان کو ایک نہایت موثر عصر کی حیثیت سے فن تفسیر میں داخل کر دیا، بلکہ اس کے ذریعے سے فن بلاغت کے دونوں شعبوں۔ معانی و بیان۔ کے ایسے بے مثال اور بیش بہانے اضافے ہوئے، جنہوں نے اس فن کوئی وسعتیں بخشیں، جن پر یہ فن بجا طور پر ناز کر سکتا ہے۔

علاوہ بریں کشاف میں عقلی طرز تفسیر کے بھی نہایت پاکیزہ نمونے ملتے ہیں، عقلی تفسیر کے حدود، قرآن اور عقل کے باہمی ربط و تعلق پر کلام کے سلسلے میں کشاف کا رویہ نہایت معتدل ہے۔ آیات سے مختلف امور کا استنباط بھی ایسا امر ہے، جس کے بارے میں ایک منصف مزاج کشاف کو سراہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

ان ساری خوبیوں کے باوجود کشاف کا رخ روشن کئی بد نماد اغنوں سے داغ دار ہے۔ تفسیر کشاف کی تالیف کا اصل مقصد اعتزال کی خدمت ہے۔ قرآن کے اعجاز بلاغی کا اثبات ان کے نزدیک ثانویٰ حیثیت کا حامل ہے۔ کلامی تفسیر کے خیر میں جو خامیاں پائی جاسکتی ہیں یہ سارے نقاصل پوری شدت اور ناہمواریوں کے ساتھ کشاف میں موجود ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ کشاف اصولی طور پر اسی رجحان کی پیداوار ہے۔ زخیری کا مطمح نظر یہ ہے کہ قرآن کی زبان سے معززی اصول و عقائد کا اثبات و تائید کرائی جائے، اور اس کا یہی پہلو زیادہ تر ہدف اعترافات بنائے۔ کشاف کے کلامی رجحان کا تحقیقی جائزہ اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ کشاف میں کتنے متنوع

طریقوں سے آیات کے مفہوم کو اصولِ اعتزال سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ فنونِ بلاغت، لغت، نحو، اختلاف قراءات اور عقلی توجیہات، غرض کہ سارے ہی ممکن حربے اس مقصد کے حصول کے لیے استعمال کیے گئے ہیں، جہاں ضروری سمجھا گیا ہے وہاں ضعیف روایات سے احتجاج کیا گیا ہے، جانبِ مخالف کی صحیح اور قوی روایات کی تضعیف یا کم از کم ان کی صحت اور قوت کو مشکوک کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ الفاظ کے ایسے مفہوم ہم کو ترک کیا گیا ہے جن پرقل صحیح سے جھٹ قائم کی جاسکتی ہے، الفاظ کے معانی میں کبھی کبھی توسعہ کا عمل بھی کیا گیا ہے، مجاز اور تمثیل و تخيیل کے اسالیب سے بھی مدلی گئی ہے، یہ وہ تھیار ہیں جن میں پیش کو زمخشری کے پیش رو معتزلی مفسرین اور علماء کلام استعمال کرچکے تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ زمخشری کو فنون لغت و بلاغت میں چوں کہ امامت اور اجتہادی درجہ حاصل ہے، اس لیے انہوں نے اس اسلحہ خانے میں بعض نئے اور موثر تھیاروں کا اضافہ کر دیا۔

زمخشری نے اپنی تفسیر کو اہل سنت پر سب و شتم کے تیر چلانے کے لیے ایک کمین گاہ کے طور پر استعمال کیا ہے، وہ اپنے دل کا بخار زکانے کے لیے اس طرح کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، اور طنز و استہزا کے بغیر ان کا ذکر نہیں کرتے، اہل سنت کو زمخشری عموماً ”المجبرة“ ”الحشویہ“ ”المشبہة“ سے یاد کرتے ہیں، کبھی ”المبطلة“، اور کبھی ”أهل البدع والأهواء“ کے لقب سے نوازتے ہیں، بلکہ کبھی صاف ”أعداء الله“ کہہ دیتے ہیں۔

تفسیر مأثور کی اہمیت اور ضرورت کو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں، لیکن اگر اس میں فن کے اصولوں کی رعایت اور احتیاط لمحو نہ رکھی جائے تو یہ چیز خامیوں کا ذریعہ ہو جاتی ہے، اس قبیل کی ساری خامیاں کشف میں موجود ہیں۔ تفسیری روایات کے ذخیرے میں کھرے کھوٹے کی پرکھ کے لیے وہ اپنی تنقیدی صلاحیت کا استعمال بالکل نہیں کرتے، وہ متضاد روایات بھی بغیر تطبیق کے پیش کر دیتے ہیں اور قصوں کے سلسلے میں ان روایات کو جن کی لغویت اظہر من الشتم ہے بغیر کسی نقد و جرح کے شامل کر لیتے ہیں، سورتوں کے فضائل کے

متعلق موضوع روایات کو پیش کرنے میں انھیں کوئی تردید نہیں ہوتا۔ اختلاف قراءات کے بارے میں بھی ان کا مسلک جمہور علماء سے بالکل الگ ہے، از روے روایت اس کی قوت وضعف یا تو اتر سے زیادہ اس کے مفہوم کی قوت وضعف ان کے نزدیک قابل ترجیح ہے (۱)۔ غرض ان قابل اعتراض نقائص کے باوجود یہ کتاب بلاغت قرآنی کے محاسن کے لحاظ سے نہایت قابل قدر ہے۔

غالباً اس کا سب سے اچھا ایڈیشن وہ ہے جو دارالکتب العلمیہ سے چار جلدیوں میں شائع ہوا ہے، اس کے ساتھ اس کے حاشیے پر اس کی عقائدی تاویلات اور کلامی مباحثت کی تردید، احادیث کی تجزیہ اور شواہد کی توضیح پر لکھی ہوئی چار کتابیں بھی شامل ہیں۔

وہ چار کتابیں حسب ذیل ہیں:

☆ الانتصار من الكشاف۔ یہ ابن المیری: احمد بن محمد بن منصور الاسکندری المالکی (ت: ۶۸۳ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ کشاف پر مفصل ترین تقدیم ہے، ابن المیری اعتزال کے بڑے ماہر ناقد ہیں، ایسے مقامات جہاں سے قاری اعتزال کی بوسونگھے بغیر گزرتا چلا جاتا ہے وہ ان کی تہہ میں اعتزال کے مخفی جرثومے کی بھی نشان دہی کر دیتے ہیں، عقائد کے علاوہ وہ زخیری کی اعراب کی غلطیوں پر متنبہ کرتے ہیں، لغت و نحو کے بارے میں ان کی گرفت کرتے ہیں اور قراءات کے بارے میں ان کے مسلک کی تردید کر دیتے ہیں۔

☆ الكافی الشاف فی تحریج أحادیث الكشاف۔ یہ حافظ ابن حجر عسقلانی (ت: ۸۵۲ھ) کی کتاب ہے۔

☆ حاشیة علیی تفسیرالکشاف۔ یہ شیخ محمد علیان المرزوقي الشافعی (ت:

(۱) دیکھیے زخیری کی تفسیرالکشاف ایک تحلیلی جائزہ، ص: ۲۸۹-۲۸۱ باختصار۔ پروفیسر فضل الرحمن سابق ڈین دینیات فیکٹری و صدر شبہ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی یہ کتاب نہایت عالمانہ ہے، کاش یہ کتاب عربی میں ہوتی۔ انھوں نے اپنی اس ضخیم تجزیاتی کتاب میں کشاف کے تمام اچھے برے پہلوؤں کا بھرپور جائزہ لیا ہے، کشاف کے سلسلے میں چھپیں سے زیادہ علماء کبار کی آرائش کی ہیں، اور مختلف حیثیتوں سے کشاف پر جو کام کیا گیا ہے ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے

۱۳۵۵ھ) کی کتاب ہے۔ اس میں انہوں نے کشاف کے مشکل الفاظ کی تشریع کے ساتھ ان آیات کی صحیح توجیہ کی ہے جنہیں زخیری نے معتزلی عقائد کی تائید کے لیے استعمال کیا ہے۔
الْمَشَاهِدُ إِنْصَافٌ عَلَى شَوَاهِدِ الْكِشَافِ، أَنْهِي شَخْرُّ مُحَمَّدٌ عَلِيَّانٌ هِيَ كَيْفِيَّةُ

ہے۔ اس میں انہوں نے کشاف کے شواہد کی شرح کی ہے۔

۲- تفسیر أبي السعود (إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم)
تألیف: ابوال سعود: محمد بن مصطفیٰ العوادی الحنفی (المتوفی ۹۸۲ھ) اس میں ربط، وجوه اعراب، نظم قرآن، تناسب آیات اور بлагوت قرآنی کے بڑے نقش نکات ملتے ہیں، جس سے قرآن کے مجرزانہ انداز بیان کی عظمت سامنے آتی ہے۔ مولانا یوسف بنوری کے بقول:

یہ تفسیر بہت سی خصوصیات میں زخیری کی کشاف سے بے نیاز کر دیتی ہے (۱)۔

اردن کے مشہور عالم اور تفسیر و علوم قرآن کے ماہر ڈاکٹر فضل حسن عباس نے بھی اس تفسیر کو بہت سراہا ہے، لکھتے ہیں: قرآن کے نظم و بیان یعنی بлагوت قرآنی پر اس سے پہلے جو کچھ لکھا گیا تھا، شیخ ابوال سعود نے ان سب کو ہضم کر کے اپنے اعلیٰ ذوق کا ثبوت دیتے ہوئے نہایت عمدہ اسلوب میں پیش کیا ہے، اگر کوئی اس تفسیر کو سمجھ کر پڑھے تو اعلیٰ درجہ کا قرآن ذوق اس کو حاصل ہو سکتا ہے (۲)۔

اس کا سب سے اچھا ایڈیشن دارالکتب العلمیہ بیروت سے خالد عبدالغنی محفوظ کی تحقیق کے ساتھ آٹھ جلدیوں میں شائع ہوا ہے (۳)۔

(۱) دیکھیے بیتیۃ البیان، ص ۳۳۔ (۲) اتقان البرهان فی علوم القرآن / ۲ / ۲۱۵۔

(۳) الطبعة الاولى ۲۰۱۰ء، دارالكتب العلمية، ہی نے اس کا ایک صاف ایڈیشن ۱۳۹۸ھ / ۱۹۹۸ء میں چھ جلدیوں میں شائع کیا تھا۔ یہ ایڈیشن غیر محقق ہے اور دونوں ایڈیشنوں پر الطبعة الاولی لکھا ہوا ہے !!

چوہی فصل

فقہی احکام سے متعلق تفسیریں

قرآن کتاب شریعت اور دستور ہدایت ہے، اس کے نزول کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگ اللہ کے قانون کو سمجھیں اور اس کے احکام پر عمل کریں، اس لیے جو بھی قرآن کی تفسیر کرے گا، اس کی اولین ذمیت داری ہے کہ قرآن میں بیان کردہ احکام کی توضیح کرے، چنان چہ سب نے اس پر توجہ کی، لیکن چوں کہ قرآن کے اور بھی متعدد پہلو ہیں، اس لیے متعدد مفسرین نے مختلف پہلوؤں پر خصوصی توجہ مبذول کی، تاہم بعض مفسرین نے احکام کی توضیح، اس سلسلے میں پائے جانے والے اختلافات اور ان کے دلائل اور جملہ متعلقات پر پوری توجہ صرف کی، اور یہ پہلوان کی تفسیروں کا انتیاز قرار پایا۔ اب اس میں دو طرح کی تفسیریں ہیں: ایک وہ جو کسی خاص نقطہ نظر تھت لکھی گئی ہیں، یعنی مثلًا حنفی، مالکی یا شافعی مسلمک کی تائید کے خیال سے، اور ایک وہ جو عمومی نقطہ نظر کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔

اس پہلوکی اہمیت کے پیش نظر شروع ہی سے علماء تفسیر کی اس پر توجہ رہی، غالباً کلبی (محمد بن السائب بن بشر ابوالنصر الحنفی الکوفی (متوفی: ۱۳۶ھ) پہلے شخص ہیں، جنہوں نے احکام القرآن کے نام سے کتاب لکھی۔ مقاتل بن سلیمان (متوفی: ۱۵۰ھ) کی ایک کتاب "تفسیر الخمسماة آیۃ فی الامر والنهی والحلال والحرام" کا ذکر ملتا ہے۔ احکام القرآن کے نام سے اولین لکھنے والوں میں یحییٰ بن آدم بن سلیمان القرشی المخزومی الکوفی (ف: ۲۰۳ھ) اور امام محمد بن ادریس الشافعی (ت: ۲۰۴ھ) کا ذکر ملتا ہے (۱)۔ کلبی اور مقاتل چوں کہ ناقابل اعتبار تھے، اس لیے داؤدی وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ احکام القرآن میں سب سے پہلے لکھنے والے امام شافعی ہیں۔

(۱) دیکھیے الغیر ست لابن الندیم، ص: ۸۱

مگر یہ کتابیں محفوظ نہیں رہ سکیں، البتہ امام یہاں نے آیات احکام سے متعلق امام شافعی کی تفسیر کو اسی نام سے جمع کیا، جو شیخ عبدالغنی عبدالحلاق کے حواشی کے ساتھ شائع ہو چکی ہے (۱)۔ احکام قرآن کے موضوع پر سے زیادہ کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ ہم یہاں احکام قرآن سے متعلق دونوں طرح کی اہم تفسیروں کا ذکر کرتے ہیں:

۱- أحکام القرآن، للجصاص (احمد بن علی ابو بکر الرازی المتوفی: ۳۷۰ھ)

یہ اپنے وقت کے ائمہ حنفیہ میں تھے، انہوں نے اس میں پوری قوت کے ساتھ حنفی مسلک ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ شیخ محمد حسین ذہبی کے بقول: وہ متعلقة آیات سے مستنبط احکام کے ذکر پر اتفاق کرنے کے بجائے ائمہ کے درمیان مختلف فیہ فقہی مسائل کو مع الدلائل اس کثرت اور تفصیل سے بیان کرتے ہیں جس سے یہ کتاب احکام قرآن کی کتاب سے زیادہ فقه مقارن کی کتاب معلوم ہوتی ہے، ساتھ ساتھ وہ دوسرے ائمہ کا تذکرہ کرنے میں محتاط زبان استعمال نہیں کرتے (۲)۔

یہ کتاب سب سے پہلے ترکی میں تین جلدیوں میں شائع ہوئی تھی (۱۳۳۵-۱۳۳۸ھ) اسی کا عکسی ایڈیشن دارالکتب العربي بیروت، لبنان سے شائع ہوا۔ پھر دارالكتب العلمیہ بیروت اور دارالفنون بیروت نے بھی اس کے ایڈیشن شائع کیے۔ ایک ایڈیشن ۱۳۱۲ھ/۱۹۹۲ء میں دارالحیاء التراث العربي نے بھی شائع کیا ہے جس پر لکھا ہے تحقیق محمد الصادق قمحاوی، مگر تحقیق کے نام پر کچھ بھی نہیں ہے، صرف متن ہے۔ شاید متن کی صحیح کی ہو۔

۲- أحکام القرآن، لابن العربي (محمد بن عبد اللہ، ابو بکر المالکی الاندلسی المتوفی: ۴۵۳ھ)

(۱) مکتبۃ الفتحی القاھرہ (۱۹۵۱-۱۹۵۲ء)، نیز دارالكتب العلمیہ بیروت - لبنان (۱۹۸۰ھ/۱۳۷۰ء) اور (۱۳۱۲ھ/۱۹۹۱ء)، اور اس کا ایک ایڈیشن قاسم الشماعی الرفاعی کی تعلیق کے ساتھ دارالقلم بیروت سے شائع ہوا ہے، نیز دارالفنون بیروت - لبنان نے اس کا ایک محقق ایڈیشن شائع کیا ہے (الطبعة الاولی ۱۳۱۸ھ/۱۹۹۷ء) اس میں بحیثیت محقق کسی کا نام نہیں لکھا ہے، لیکن مقابلے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ساری تعلیقات اور تحقیقات شیخ عبدالغنی عبدالحلاق ہی کی ہیں، البتہ کہیں کہیں کچھ اضافہ ہے۔ نیز دکتور محبت الدین عبدال سبحان نے بھی جامعۃ ام القراء میں اس پر تحقیقی کام کیا ہے۔

(۲) الفیر والمسفر دن ۲/۳۰۸-۳۰۹

یہ مالکی نقطہ نظر سے آیاتِ احکام کی مشہور تفسیر ہے۔ وہ متعلقہ آیات سے اخذ کردہ احکام ائمہ کے اختلاف کے ساتھ تفصیل سے بیان کر کے مالکی مسلک کو سب سے قوی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی دوسرے ائمہ اور دیگر مسلمانوں کے سلسلے میں ان کی زبان تیز ہو جاتی ہے (۱)۔

اس کتاب کا ایک اچھا ایڈیشن محمد عبد القادر عطا کی تحقیق کے ساتھ دارالکتب العلمیہ بیروت-لبنان نے چار جلدیوں میں شائع کیا ہے (الطبعة الاولی ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء)۔ اور اس سے بہتر اور مفید ایڈیشن رضی فرج امامی کی تحقیق و تخریج کے ساتھ المکتبۃ العصریۃ، صیدا-بیروت نے چار جلدیوں میں شائع کیا ہے۔ (۱۴۳۵ھ/۲۰۱۲ء)

۳- احکام القرآن لالکیا الهراسی (عماد الدین ابو الحسن علی بن محمد الطبری الشافعی المتوفی: ۵۰۳ھ)

یہ شافعی نقطہ نظر سے آیاتِ احکام کی تفسیر میں اہم ترین کتاب ہے۔ اگرچہ اپنا مذہب طاقت ورداکل کے ساتھ انہوں نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے؛ تاہم دوسرے ائمہ کا ادب سے تذکرہ کرتے ہیں، البتہ جصاص کی خوب خبری ہے اور ان کے ہر اعتراض کا جواب ایسے مضبوط دلائل کے ساتھ دیا ہے کہ ان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے (۲)۔

جصاص کی کتاب کا مطالعہ کرنے والے کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے؛ تاکہ سب کے دلائل سامنے رہیں۔

یہ کتاب چار حصوں (دو جلدیوں) میں دارالکتب العلمیہ بیروت-لبنان سے شائع ہوئی ہے (الطبعة الاولی ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)

یہ تینوں تفسیریں وہ ہیں جو خاص خاص نقطہ نظر کے تحت لکھی گئی ہیں۔ عمومی لحاظ سے آیاتِ احکام کی تفسیر میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں سب سے جامع اور مفصل

(۱) تفصیل کے لیے پوری کتاب کا مطالعہ کرنا پڑے گا یا کم سے کم دیکھیے التفسیر والمفسرون ۳۱۶-۳۱۹ء/۲

(۲) التفسیر والمفسرون ۳۱۲-۳۱۳ء/۲

۱- تفسیر القرطبی ہے، جس کا مکمل نام ”الجامع لأحكام القرآن والمبین لما تضمن من السنة و آی الفرقان“ ہے۔ اس کے مصنف ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن الی بکر بن فرج الأنصاری الخزرجی الاندلسی القرطبی (المتوفی: ۱۷۶ھ) ہیں، اگرچہ اس کے مصنف مالکی ہیں؛ مگر اپنے مذهب کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے یہ تفسیر نہیں لکھی، بلکہ ہر طرح کے تعصُّب سے ہٹ کر آیات احکام کی توضیح کے لیے انہوں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ چنانچہ پہلے وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ زیر تفسیر آیت میں اتنے مسئلے ہیں پھر الاولی، الثانية، الثالثة کہہ کر تفصیل سے ہر مسئلے کو ائمہ کے اختلافات اور ہر ایک کے دلائل کے ساتھ بیان کرتے ہیں، اور جو دلیل مضبوط نظر آتی ہے اس کو ترجیح دیتے ہیں، خواہ ان کے مذهب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

مگر یہ تفسیر صرف احکام کی توضیح کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، اگرچہ اس کا بنیادی موضوع بھی ہے: تناہم الفاظ کی تحقیق، اعراب و بلاغت اور قرأتوں کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اور روزمرہ کی زندگی میں اس سے جو ہدایات ملتی ہیں ان کو بھی عموماً واضح کیا ہے۔ مصنف کو حدیث میں بڑا درک تھا، اس لیے تمام مباحث سے متعلق روایات کو کثرت سے بیان کیا ہے، جن کی تعداد ساڑھے چھ ہزار سے متباہز ہے، آثار صحابہ و تابعین اس کے علاوہ ہیں۔

اس لحاظ سے یہ تفسیر جہاں آیات احکام کی توضیح کے سلسلے میں سب سے جامع ہے، وہیں مختلف حیثیتوں سے سب سے مفید تفسیروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

اس تفسیر کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ایک اچھا ایڈیشن عبد الرزاق المہدی کی تحقیق کے ساتھ دارالکتاب العربي بیروت۔ لبنان سے (۱۳۲۹ھ / ۲۰۰۸ء میں) دس جلدیں میں شائع ہوا ہے، ہر جلد میں دو حصے ہیں، اس میں خاص طور پر تخریج حدیث کا اهتمام کیا گیا ہے۔ اور اس سے بہت بہتر بلکہ سب سے اچھا ایڈیشن چوبیں جلدیں میں موسسه الرسالت بیروت سے شائع ہوا ہے (الطبعة الاولى ۱۳۲۷ھ / ۲۰۰۶ء) ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد الحسن الترکی کی

نگرانی میں متعدد محققین نے اس کی تحقیق میں حصہ لیا ہے اور تخریج حدیث کے ساتھ ساتھ ہر چیز کی تحقیق کر کے بڑا ہم کام انجام دیا ہے، ۲۲ جلدوں میں تفسیر اور دو جلدوں میں فہارس ہیں۔
۲- *الْكَلِيلُ فِي إِسْتِبْلَاطِ التَّنْزِيلِ لِلصَّيْوَطِيِّ* (جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر الصیوطی (متوفی ۵۹۱ھ)

استنباط احکام اور استخراج مسائل میں یہ کتاب بہت اہمیت رکھتی ہے، کتاب گو بہت مختصر ہے، لیکن گوناگوں فوائد کی حامل ہے، فقہی احکام کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ قرآن کریم سے جو بھی استنباط کیا گیا ہو خواہ فقہی احکام ہوں، یا عقائدی مسائل یا اصولی مباحث، یا کسی طرح کا استنباط کیا گیا ہو، حشووز و انکد سے بچتے ہوئے سب کو نہایت اختصار وایجاڑ کے ساتھ بیان کیا ہے، اس سے پہلے علماء نے اس موضوع پر جو کچھ لکھا ہے اس کا جامع اور مندرجہ خلاصہ اس میں آگیا ہے، مصنف نے خود مقدمہ کتاب کے آخر میں لکھا ہے: اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رہیے اور مختصر ہونے کی وجہ سے تحریر مت سمجھیے، جو بنظر انصاف اس کو دیکھے گا تو اس میں موجود بے پایا علم اس پر عیاں ہو جائے گا (۱)۔

حضرت مولانا علی میاں صاحب کے پھوپھا، عربیت کے ماہر اور وسیع النظر عالم مولانا سید طلحہ حسنی (متوفی ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) نے اس کو اپنی پسندیدہ کتابوں میں شمار کیا ہے (۲)۔

۳- *تفسیر آیات الأحكام، للسايسن* (محمد علی السائیس المتوفی: ۱۳۹۶ھ)
یہ آیات احکام پر مشتمل ایک متوسط اور مندرجہ تفسیر ہے۔ اس میں انہوں نے عموماً دوسرے مباحث کو نہیں چھیڑا، بلکہ احکام تک اپنی بحث محدود رکھنے کی کوشش کی ہے، البتہ مفردات کی بڑی وضاحت سے تشریع کی ہے، اور ضرور تابلاغت کے بھی بعض گوشوں کو بیان کرتے ہیں۔
دو جلدوں میں (کل چار حصے) دمشق سے شائع ہو چکی ہے، اور متعدد جگہوں پر نصاب درس میں بھی شامل ہے۔ اس کا اضافہ شدہ ایڈیشن دار ابن کثیر دمشق و بیروت اور دار القادری دمشق و بیروت سے مشترکہ طور پر شائع ہوا ہے (الطبعة الثالثة ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)

(۱) *الْكَلِيلُ*، ص: ۲۰ (۲) دیکھیے مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں، ص: ۸۹ (جدید ایڈیشن)

جس کے مثال پر بحثیت مرتب (أشرف علی تنقیحه و تصحیح أصوله) تین حضرات کا نام لکھا ہے: محمد علی السالیس، عبداللطیف السکلی اور محمد ابراہیم محمد کرسون۔ صحیح و علق علیہ حسن السنبا جی سویدان، راجحہ حجی الدین دیب مستو۔ ایک اچھا ایڈیشن ایک جلد میں المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت نے شائع کیا ہے (۲۰۱۳ھ/۱۴۳۴ء)

۲- روائع البيان فی تفسیر آیات الأحكام من القرآن، للصابوني (اشیخ محمد علی الصابوني، جوابی حیات ہیں، پیدائش: ۱۹۳۰ء) شیخ محمد علی صابوني مشہور عالم ہیں، تفسیر میں ان کے متعدد کام ہیں اور دوسرے موضوعات پر بھی ان کی کتابیں ہیں۔ ان کی یہ کتاب آیاتِ احکام کی تفسیر کے سلسلے میں بہت ممتاز ہے، جس میں وہ احکام کو دلائل کے ساتھ مرتب طور پر بیان کرتے ہیں، اور ہر ایک کے دلائل الگ الگ ذکر کرتے ہیں اور کبھی ترجیح بھی دیتے ہیں۔ اگرچہ آیات احکام ہی کی تفسیر پر یہ کتاب مشتمل ہے، مگر وہ صرف احکام بیان کرنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ آٹھویں اعتبارات سے ان متعلقہ آیات کے بارے میں مستقل عنوانوں کے تحت کلام کرتے ہیں، جو اس طرح ہیں: التحلیل اللفظی، المعنی الإجمالي، وجہ الارتباط بالآیات السابقة، سبب النزول، وجہ الاعراب، لطائف التفسیر، الأحكام الشرعية وغيرها۔

تحلیل لفظی کے تحت علماء لغت اور مفسرین کے اقوال کی روشنی میں اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ المعنی الاجمالی کے تحت آسان عبارت میں آیات کا اجمالی مفہوم بیان کرتے ہیں۔ اطائف الشفیر کے تحت کوئی علمی نکتہ، یا بلاغت کے تعلق سے کوئی اہم بات، کوئی خاص فائیدہ یا فوائد، الاولی، الثانية، الثالثة لکھ کر وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔ اور سبب نزول اور وجہ الاعراب ظاہر ہے کہ ہر جگہ ان کی ضرورت نہیں ہوتی، جہاں ضرورت ہے یہ عنوان قائم کر کے وضاحت کرتے ہیں۔

آخر میں الأحكام الشرعیہ کے عنوان کے تحت بالترتیب نمبروار سارے احکام مع اختلاف بیان کرتے ہیں اور ہر ایک کے دلائل النصف کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

آخر میں اس حکم کی مصلحت اور آیت سے ہماری زندگی میں جو رہنمائی ملتی ہے اس کو ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب گوناگون خصوصیات کی حامل ہو گئی ہے، اور قرآن کے طالب علموں کے لیے نہایت مفید ہے۔

یہ کتاب دراصل ان کے محاضرات کا مجموعہ ہے، یہ محاضرات انہوں نے بڑی تشقیح کے ساتھ لکھے ہیں۔ یہ کتاب دو جلدیں میں دارالحیاء التراث العربي بیروت سے شائع ہوئی (۱۹۹۷ء) اور اس کا ایک خوبصورت ایڈیشن المکتبۃ العصریۃ، صیدا۔ بیروت سے ایک جلد میں شائع ہوا ہے (۲۰۱۵ھ/۱۳۳۶ء)

۵-المدخل العام إلى تفسير آيات الأحكام للخالدي (الدكتور صلاح

عبد الفتاح الخالدي)

آیات احکام کی تفسیر کے سلسلے میں جو کام عصر حاضر میں سامنے آئے ہیں ان میں یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے سب سے ممتاز قرار دی جاسکتی ہے، اس لیے کہ انہوں نے نہایت آسان اور واضح عبارت میں دوسری بحثوں کو چھیڑے بغیر صرف احکام سے متعلق بحث کی ہے، البتہ احکام کی وضاحت سے پہلے جن امور کی ضرورت ہوتی ہے، ان کو بیان کیا ہے، مصنف نے شیخ محمد علی سائس اور شیخ محمد علی صابوی کی کتابوں کے ہوتے ہوئے اس کتاب کی تالیف کی ضرورت کو مقدمے میں واضح کیا ہے۔ اس کا منبع حسب ذیل ہے:

اولاً: معانی الكلمات کے تحت مفردات کی تعریج کرتے ہیں۔

ثانیاً: التفسیر کے تحت ان آیات کی وضاحت سے تفسیر بیان کرتے ہیں۔

ثالثاً: الأحكام والدلائل کا عنوان لگا کر نمبر وار مختصر آمندرجہ بالا آیات کے احکام بیان کرتے ہیں۔

اگر ان احکام کا کوئی پس منظر ہے تو سبب نزول بھی بیان کرتے ہیں، اس طرح یہ کتاب احکام کے دائرے سے باہر نہیں نکلتی، اور بہت آسانی سے احکام قرآنی سے واقف کراتی ہے۔

دارالنفائس، اردن نے دو جلدیں میں اس کو شائع کیا ہے۔ (الطبعة الأولى ۱۳۲/۱۴۰۶ء)

آیات احکام سے متعلق دیگر اہم تفسیریں

آیات احکام کی تفسیر کے سلسلے میں ملاجیون (احمد بن ابی سعید امیٹھوی، المتوفی: ۱۱۳۰ھ) کی التفسیرات الأحمدیۃ (تفسیر احمدی) خفی نقطہ نظر سے قابل قدر کتابوں میں ہے، کتاب مختصر اور ایک ہی جلد میں ہے۔ اس کا جدید ایڈیشن مکتبہ تھانوی دیوبند نے شائع کیا ہے۔ قاضی شناع اللہ عثمانی پانی پتی (متوفی: ۱۲۲۵ھ) کی التفسیر المظہری بھی اہمیت کی حامل ہے، جس میں فقہ خفی کے لحاظ سے بہت تفصیل کے ساتھ احکام کی مدلل توضیح کی گئی ہے۔

اس تفسیر کا ایک اچھا ایڈیشن بیروت سے احمد عز و عنایت کی تحقیق کے ساتھ دس جلدیں میں شائع ہوا ہے، جس کا عکسی ایڈیشن زکریا بک ڈپو دیوبند نے شائع کیا ہے اور بیروت سے اس کا ایک ایڈیشن سات جلدیں میں بھی آیا ہے۔ نیز اس کا اردو ترجمہ بھی دس جلدیں میں شائع ہو چکا ہے۔

اردو میں آیات احکام کی تفسیر سے متعلق بعض کتابیں

اردو میں بھی آیات احکام کی توضیح سے متعلق بعض اہم کتابیں شائع ہو چکی ہیں:

☆ **تفسیر آیات الاحکام از مولانا عبدالعلی نگرامی** (متوفی ۱۲۹۶ھ) یہ خفی نقطہ نظر سے ایک مختصر اور جامع کتاب ہے (۱)۔

☆ **احکام القرآن از مولوی محمد شمار اللہ بنی اے**، مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ (۱۹۵۰ء) اس میں مولانا عبدالسلام قدوالی ندوی کا پیش لفظ ہے، جس میں انہوں نے کتاب کو سزا ہا ہے۔ یہ کتاب اسلامی زندگی کے پانچ بنیادی اجزاء عقائد، عبادات، اخلاق، معاشرت اور معاملات جیسے ابواب پر مشتمل ہے، پھر ذیلی عنوانوں کے تحت اہم آیتیں مع ترجمہ نقل کی گئی ہیں، اور عام

(۱) طبع اول مطبع علوی لکھنؤ ۱۲۶۲ھ، طبع دوم مطبع محمدی سببی ۱۲۶۶ھ۔ ان کے پڑپوتے مولانا فیضان نگرامی ندوی اس کی جدید اشاعت کی فکر میں ہیں، نیز مولانا بلاں حسنی ندوی کے زیر نگرانی اس کی تعریف کا کام جاری ہے۔

فہم انداز میں اختلاف سے قطع نظر اصلاحی نقطہ نظر سے اکٹھی تشریع کی گئی ہے۔ عملی لحاظ سے مفید کتاب ہے۔

- ☆ احکام قرآنی از مشی عبد الرحمن خاں (۱) مختلف عنوانات کے تحت احکام کی آیات کی مختصر اور عام فہم تشریع کی گئی ہے، اس پر علامہ سید سلیمان ندوی کی مختصر تقریبی بھی ہے۔
- ☆ اس سلسلے میں ایک مفصل کتاب چھ جلدوں میں ”فقہ القرآن“ کے نام سے ادارہ فکر اسلامی کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے مصنف مولانا عمر احمد عثمانی ہیں، جو مشہور عالم محدث مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی کے فرزند ہیں۔ ان کے فرزند کا نقطہ نظر عام علماء حدیث کی طرح نہیں رہا، بلکہ بہت سی احادیث کے وہ منکر تھے، اس لیے علماء کا انھیں اعتبار حاصل نہیں تھا، بلکہ علماء نے ان سے دوری اختیار کی تھی۔ اس لیے طلبہ کو اس کتاب سے احتیاط کرنی چاہیے، تاکہ جمہورامت کے نقطہ نظر سے ہٹنے نہ پائیں۔

(۱) اشاعت اول اکتوبر ۱۹۳۶ء، ایم شاء اللہ خاں پبلیشورز و بک سلیز، روڈ، لاہور، دسوال ایڈیشن صدیقی ٹرست کراچی سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا

پانچویں فصل

اہل درایت کی چند اہم تفسیریں

جب سے عقائدی اختلافات اور کلامی مباحثت کا آغاز ہوا تو تفسیر میں بھی یہ زنگ نظر آنے لگا، اور لوگ اپنے اپنے ذوق اور جان کے مطابق آیتوں کی تفسیر کرنے لگے، اور اپنے عقیدے کے مطابق ان کی تاویل کرنے لگے۔ بالخصوص شیعیوں اور معتزلیوں نے آیتوں کی بے سرو پا تاویل میں کوئی دلیل فروغ کرنا شروع کیا؛ اس لیے اہل سنت بالخصوص گہرا مطالعہ نہ رکھنے والے طلباء اور مدرسین کو ان تفسیروں سے کلی احتساب کرنا چاہیے، اور حقیقت میں ہمیں ان کتابوں کی کوئی ضرورت بھی نہیں۔ ہمارے علماء اہل سنت کی تفسیروں میں وہ سب کچھ ہے جن کی قرآن کریم کے ایک طالب علم کو اور اس میں مہارت پیدا کرنے والے کو ضرورت ہے؛ البته کشاف میں چوں کہ بلاغت قرآنی کے لحاظ سے نادر فوائد تھے، اس لیے علماء اہل سنت نے اس سے فائدہ اٹھایا؛ لیکن اس کے انحراف اور ضلالت کے پہلوؤں سے متنبہ بھی کرتے رہے، اس لیے ان کتابوں کو سامنے رکھ کر اس کا مطالعہ کرنا چاہیے، تاکہ آدمی ضلالت سے محفوظ رہے۔ کشاف کے ذکر کے موقع پر ہم ان کتابوں کا تذکرہ کر چکے ہیں۔

ان کے مقابلے میں علماء اہل سنت نے بھی تفسیریں لکھیں اور حدیث نبوی اور سلف صالحین کے عقائد و افکار کی روشنی میں آیتوں کی جواز بترین تاویل ہو سکتی تھی، اس کو واضح کرنے کی کوشش کی، اسی طرح ہمارے مفسرین نے احادیث و آثار کا تذکرہ کیے بغیر آزادا نہ اپنے عقل و فہم کی بنیاد پر۔ مگر اہل سنت کے دائرے میں رہتے ہوئے۔ قرآن کریم کی تفسیر کی۔ اس لحاظ سے ہم انھیں اہل درایت کی تفسیر کہہ سکتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں اہل روایت ہیں، جن کی تفسیروں کا تقاضہ ماثورہ کے تحت ہم خاصی وضاحت سے ذکر کر چکے ہیں۔

ان میں کچھ تفسیریں مختصر ہیں، کچھ متوسط اور کچھ نہایت مفصل ہیں، ہم اس نے

قطع نظر مجموعی لحاظ سے ایسی چند اہم تفیروں کا بیہاء ذکر کرتے ہیں:

۱- التفسیر الکبیر للرازی، جس کا اصل نام مفاتیح الغیب ہے، مگر تفسیر کبیر کے نام سے مشہور ہے، یہ منطق و فلسفہ اور اصول کے مشہور امام، متكلم اسلام امام رازی (فخر الدین محمد بن عمرالبرکی الرازی الشافعی المتوفی ۶۰۶ھ) کی عظیم تفییر ہے۔

اس تفسیر کا اصل مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرق باطلہ کے مقابلے میں اہل سنت کا موقف واضح کیا جائے، اس لیے وہ کلامی مباحثت میں بہت طول بیانی سے کام لیتے ہیں، کبھی اس حد تک کہ راست تفسیر سے اس کا تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ اس سے قطع نظر یہ ایک بہت عظیم، نہایت جامع بلکہ بے نظیر تفسیر ہے، اور امام رازی کا عظیم کارنامہ ہے۔ وہ آیت سے متعلق جملہ مسائل و مباحثت اور اس سے مستنبط فوائد کو اس حسن و ترتیب اور خوبی سے بیان کرتے ہیں کہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے اور کبھی تو قاری پھر ک اٹھتا ہے۔ یہ تفسیر گونا گون خوبیوں کی حامل ہے:

(۱) لغوی لحاظ سے کسی لفظ کی تخلیل کی ضرورت ہو تو اس پر پوری توجہ صرف کرتے ہیں۔

(۲) وجود اعراب اور نحوی ترکیب کو بھی اہتمام سے بیان کرتے ہیں۔

(۳) بлагعت کے پہلوؤں کو بھی ایک حد تک اجاگرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۴) اگر آیت، احکام سے متعلق ہے تو فقہی مسالک کا تذکرہ کرتے ہوئے دلائل کے ساتھ مذہب شافعی کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۵) آیتوں اور سورتوں کے درمیان ربط کو بالاعتراض بیان کرتے ہیں۔ یہ تفسیر کبیر کی امتیازی خصوصیت اور امام رازی کا ایک مُتھن اقدام ہے۔ امام رازی سے پہلے غالباً کسی نے اس پر توجہ نہیں کی، یا کم سے کم اس اہتمام سے اس کو بیان نہیں کیا، وہ اس کو قرآن کا بہت بڑا عجائب سمجھتے تھے۔ خود انہی تفسیر میں ایک جگہ فرماتے ہیں: أَكْثَرُ لِطَائِفِ الْقُرْآنِ مُوَدَّعَةٌ فِي التَّرْتِيبَ وَالرَّوَايَةِ (۱) یعنی قرآن کے حکیمانہ نکتوں کا بڑا حصہ اس کے ربط و ترتیب میں پوشیدہ ہے۔

(۶) مولانا محمد تقی عثمانی کے بقول: قرآنی آیات اور اسلامی احکام کے اسرار و حکم پر بھی ان کا کلام خوب ہوتا ہے (۱)۔

(۱) التفسیر الکبیر ۱۰/۱۳۲۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۵۸ کی تفسیر کے ضمن میں)

(۷) آیت سے متعلق سائنسی و فلکیاتی حقائق کو بھی بیان کرتے ہیں۔

(۸) عقائدی معاملات میں اہل سنت کے موقف کی توضیح اور باطل فرقوں کی تردید اور اسلام اور تعلیماتِ اسلام پر کیے جانے والے عقلی اور فلسفیانہ اعتراضات کا جواب دیتے ہیں۔ حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسینی ندوی لکھتے ہیں: جب علوم عقلیہ اور فلسفہ یونان کے سحر و افسوس سے سارے اعلام اسلام مسموم و مسحور نظر آنے لگا تو خدا نے امام فخر الدین رازی جیسا مفسر پیدا کیا، جس نے ان عقلی اور فلسفیانہ اعتراضات کا جواب دیا، جو ان علوم کے سطحی انظر مقلد، قرآن مجید کے خلیٰ حقائق اور ماوراء عقل علوم و مفہامیں پروارڈ کرتے تھے، ان کی تفسیر نے (جس کے ساتھ بہت سے ناقدین نے نا انصافی سے کام لیا ہے) اس مرعوبیت اور احساسِ کمتری کو دور کرنے میں، بڑی مفید خدمت انجام دی، جس کے بہت سے وہ لوگ شکار ہو گئے تھے، جن کی ایک عمر عقلی علوم کے مطالعے میں گزری تھی، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے ذریعے سے کتنے لوگوں کے ایمان بچ گئے اور کتنے لوگوں کے ایمان میں نئی طاقت و توانائی پیدا ہو گئی (۲)۔

چوں کہ کلامی اور عقلی مباحثت میں کبھی وہ اتنی دور نکل جاتے ہیں کہ دوسری بہت سی غیر ضروری باتیں زیر بحث آ جاتی ہیں؛ اسی وجہ سے کچھ لوگوں کو یہ کہنے کا موقع ملا: ”فِيهِ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا تَفْسِيرٌ“ یعنی اس میں تفسیر کے علاوہ سب کچھ موجود ہے، مگر جس نے بھی یہ کہا اس نے امام رازی اور ان کی تفسیر پر بخت ظلم کیا ہے۔ اس کا منتشر یا حسد ہے، یا عدم واقفیت، یا روایت پرستی کا غلبہ، یا کسی غیر متعلق بحث کو دیکھ کر پوری تفسیر پر بے جا قیاس اور حکم لگانے میں جلد بازی، جو کسی طرح مناسب نہیں حقیقت یہ ہے کہ جو خالی الذہن ہو کر سمجھ دی سے اس تفسیر کا مطالعہ کرے گا وہ امام رازی کے وفیعِ حسن بیان، اہل سنت کے منہج پر اطمینان قلب، اسلام کی حقانیت پر شرح صدر اور عقلی طور پر اس کو سمجھانے کا کمال، ان کی فنی مہارت اور تفسیر میں امامت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ علامہ انور شاہ کشمیری نے بھی اس تفسیر کو بہت سراہا ہے، فرماتے ہیں: ”مجھے قرآن کی مشکلات میں کوئی مشکل ایسی نہ ملی جس سے امام رازی نے تعرض نہ کیا ہو، یہ اور بات ہے کہ

(۱) علوم القرآن، ص: ۵۰۳۔ (۲) مقدمہ تفسیر ماجدی، جدید ایڈیشن، جلد اول، ص: ۹-۱۰۔

بس اوقات مشکلات کا ایسا حل پیش نہیں کر سکے جس سے دل مطمئن ہو جائے، اور یہ جو اس کے بارے میں کہا گیا ہے ”فِيهِ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا تَفْسِيرٌ“ یہ خوانخواہ اس کی حیثیت کو کم کرنا اور اس کے مقام کو گھٹانا ہے، اور شاید یہ ایسے شخص کا قول ہو جس پر روایات کا غلبہ رہا ہو اور قرآن کریم کے نکتوں اور الطائف و علوم کی طرف توجہ نہ ہو (۱)۔

اس تفسیر کو امام رازی مکمل نہیں کر سکے، بعض کے مطابق: سورہ انبیاء اور صحیح قول کے مطابق: سورہ فتح تک لکھی تھی کہ وفات ہو گئی۔ اس کے بعد ان کے مشہور شاگرد قاضی شہاب الدین احمد بن خلیل الحنفی (متوفی ۶۳۷ھ) نے اس کی تکمیل کی، یا بعض کے مطابق: شیخ نجم الدین احمد بن محمد القرشی المخرizi القموی (متوفی ۷۲۷ھ) نے اس کا تکملہ لکھا۔ لیکن قلم سے قلم اس طرح ملایا ہے کہ امام رازی ہی کی تحریر معلوم ہوتی ہے۔

یہ تفسیر مصر، ترکی اور بیروت وغیرہ سے بار بار شائع ہو چکی ہے۔

اس کا ایک صاف ایڈیشن دارالکتب العلمیہ بیروت - لبنان سے شائع ہوا ہے ۱۶ جلدوں میں، اور ہر جلد میں دو اجزاء ہیں اور جلد ۳۳ فہارس کی ہے۔ اسی طرح ۳۳ جلدوں میں اس سے اچھا ایڈیشن عمادی بارودی کی تحقیق کے ساتھ امکتبۃ التوفیقیہ مصر نے شائع کیا ہے، جس میں تحریق حدیث کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

۲- تفسیر البیضاوی، اس تفسیر کا اصل نام ”أنوار التنزيل وأسرار التأويل“ ہے۔ اس کے مصنف ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوی الشافعی (المتوفی ۶۸۵ھ یا ۶۹۱ھ) ہیں۔ یہ متوسط حجم کی ایک بہت مشہور تفسیر ہے۔ دراصل کشف اور تفسیر کبیر کا یہ متشتمل خلاصہ ہے۔ اسی وجہ سے اس میں نحوی و اعرابی باتوں اور کلامی مباحث پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ عموماً قراؤں سے بھی تعریض کرتے ہیں، اور احکام کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ اپنی طرف سے بہت سے لطیف نکتے بھی بیان کیے ہیں۔ انھوں نے سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ میں پورا ذرور صرف کیا ہے، چنانچہ یہاں زیادہ غور و فکر کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ حصہ

مدارس اسلامیہ کے نصاب میں شامل کیا گیا کہ اس کے سمجھنے سے بہت سے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

یہ تفسیر پہلے پانچ حصوں میں چھپی تھی، اب دو جلدیوں میں دارالكتب العلمیہ بیروت سے شائع ہوئی ہے، نیز دارصادر بیروت سے بھی دو جلدیوں میں ایک صاف ایڈیشن شائع ہوا ہے، اور ایک اچھا ایڈیشن وائل احمد عبدالرحمٰن کی تحقیق کے ساتھ دارالتوفیقیۃ للتراث، القاہرہ نے شائع کیا ہے، اس سے زیادہ مفید ایڈیشن عبدالرحمٰن الکورانی کی تعلیق کے ساتھ مکتبۃ البشری کراچی سے شائع ہوا ہے۔ کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں دارالعرفہ بیروت لبنان سے شائع ہوا ہے (الطبعة الأولى، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء)

۳- تفسیر النسفی، اس کا پورا نام ”مدارك التنزيل و حقائق التاویل“ ہے۔ اس کے مصنف ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی الحنفی (المتوفی ۱۰۵۰ھ) ہیں۔ اللہ نے امام نسفی کے علوم میں برکت عطا فرمائی، ان کی متعدد تصانیف کی طرح ان کی یہ تفسیر بھی اہل علم میں متداول رہی اور اس کو ایک مقام حاصل رہا۔ متعدد مشائخ چشت کے یہاں اس کے درس کا اہتمام تھا۔ یہ دراصل کشاف اور بیضاوی کا خلاصہ ہے۔ اس میں وہ اعرابی حالتوں اور بلاغت کے نکتوں کے ساتھ قرأتوں کو بھی بیان کرتے ہیں۔ فقہی احکام کی بھی وضاحت کرتے ہیں اور ہر جگہ جامعیت اور اختصار کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اسرائیلیات سے حتی الامکان دامن بچایا ہے۔ نیز اس کا ایک انتیاز یہ ہے کہ مختلف اقوال سے تفسیر کو گران بار کرنے کے بجائے عموماً ایک قول راجح کو بیان کرتے ہیں۔

یہ تفسیر متوسط حجم کی چار جلدیوں میں شائع ہوئی ہے، ایک ایڈیشن پانچ جلدیوں میں بھی شائع ہوا ہے، نیز دارالكتب العلمیہ بیروت نے دو جلدیوں میں شائع کیا ہے۔ (۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء) اور اس کا ایک اچھا ایڈیشن عبدالجید طعمة حلی (۲۰۰۰ء)۔

۴- تفسیر النیسا بوری، اس کا اصل نام ”غیرائب القرآن و رغائب السفرقان“ ہے۔ اس کے مصنف نظام الدین حسن بن محمد بن الحسین النیسا پوری المعروف

بالنظام الاعرج المتوفى بعد ۳۰۰ھ ہیں (۱)۔

ان کے پیش نظر جیسا کہ ان کی تفسیر کے مقدمے سے معلوم ہوتا ہے دراصل یہ تھا کہ تفسیر کبیر کا حصل اختصار کے ساتھ پیش کریں، مگر انہوں نے اس پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ تفسیر کشاف اور دوسری تفاسیر میں جو فوائد تھے ان کو بھی جمع کیا اور اپنی طرف سے بہت سے نکات کا اضافہ کیا اور تفسیر کو مفید سے مفید بنانے کی پوری کوشش کی۔ ان کا منبع یہ ہے کہ آئین ذکر کرنے کے بعد پہلے قرأتوں کا تذکرہ کرتے ہیں، پھر اوقاف کا بیان کرتے ہیں، پھر تفسیر شروع کرتے ہیں، اس میں پہلے وہ اہتمام کے ساتھ آیتوں کے مابین ربط کو بیان کرتے ہیں، پھر بہت خوبی کے ساتھ آیت کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔ اور احکام سے متعلق آیت ہوتو سب مالک کے دلائل بیان کرتے ہیں اور پوری طرح اس سے بحث کرتے ہیں۔ اور امام رازی کی طرح کلامی اور فلکیاتی بحث بھی متعلقہ آیات میں وضاحت سے کرتے ہیں۔ وہ چوں کہ تصوف اور روحانیت سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے جگہ جگہ وعظ و نصیحت سے بھی کام لیتے ہیں۔ فی الجملہ یہ بہت مفید تفاسیر میں ہے۔

قابل ذکر ہے کہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس کے مصنف شیعہ تھے، لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے، بلکہ ان کی تفسیر سے ان کا سُنّتی ہونا صاف معلوم ہوتا ہے۔ وہ کلامی مباحثت میں ہر جگہ اہل سنت کی تائید کرتے ہیں اور بعض آیتوں کے ضمن میں شیعوں کی ترویج بھی کی ہے۔ ڈاکٹر محمد حسین الذہبی نے اس کا جائزہ لیا ہے (۱)۔

اور ان کی تفسیر کے خاتمے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ شافعی مسلم کے پیروت تھے،

(۱) سند وفات میں شدید اختلاف ہے، صاحب کشف الغنوی نے ۲۸۰ھ لکھا ہے، بر و کلمان نے ۱۰۰ھ بتایا ہے (دیکھیے تذکرہ مفسرین ہند جلد اول ص: ۸) علامہ زرکلی نے ۸۵۰ھ کے بتدکھا ہے۔ صاحب روضات الجنات نے بھی نویں صدی کے علماء میں ان کو شمار کیا ہے۔ (دیکھیے التفسیر والمفخر ون ۱/ ۲۱۲) کمالہ نے دو جگہ تذکرہ کیا ہے: ایک جگہ حسن الاعرج کے نام سے، وہاں سند وفات کی جگہ پر لکھا ہے: کان حیا ۸۴۸ھ۔ (مجموع المؤمنین ۱/ ۵۸۵)، اور ایک جگہ حسن النیسا پوری کے نام سے، وہاں لکھا ہے: کان حیا ۸۱۱ (ایضاً ۱/ ۵۹۱)، تفسیر نیسا پوری کے بعض شخوں کے اخیر میں خود مصنف کے قلم سے تاریخ تکمیل محرم ۲۸۰ھ لکھی ہوئی ہے، اور دولت آباد میں اس کا ایک نسخہ لکھنے کی تاریخ اوائل صفر ۳۰۰ھ لکھی ہوئی ہے۔ (دیکھیے نسخہ مطبوعہ ۱۲۸ھ) جس سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک زندہ تھے۔ انداز اسی کے آس پاس ان کا انتقال ہوا ہوگا! و اللہ اعلم۔

اس لیے کہ انہوں نے احکام کے سلسلے میں خاص طور پر شرح الوجيز للرافعی سے استفادے کا تذکرہ کیا ہے، جو فقہ شافعی کی بہت مشہور اور معترکتاب ہے۔

۵۔ *تفسیر الجلالین*، یہ تفسیر شیخ جلال الدین محمد بن احمد محلی الشافعی (المتوفی ۸۶۳ھ) اور شیخ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) کی مشترک تصنیف ہے۔ شیخ جلال الدین محلی نے سورہ ”کہف“ سے ”الناس“ تک لکھی، پھر ”سورہ فاتحہ“ کی تفسیر لکھی، اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا، کچھ عرصے کے بعد ان کے شاگرد رشید علامہ جلال الدین سیوطی نے سورہ بقرہ سے سورہ اسراء تک تفسیر لکھ کر اس کو مکمل کیا۔ یہ تفسیر دونوں جلالوں کا ایک عظیم کارنامہ اور اختصار نویسی کی ایک مثال ہے۔ شیخ جلال الدین محلی کو اللہ تعالیٰ نے حلِ مطالب کے ساتھ اختصار و ایجاد کے ساتھ لکھنے کی عجیب قدرت عطا کی تھی۔ ان کی فقہ و اصول کی کتابیں بھی اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ سیوطی کو اللہ تعالیٰ نے متعدد کمالات اور ذہنی رسائے مالا مال کیا تھا، اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے اپنے شیخ کے قدم بقدم چلنے کی کامیاب کوشش کی ہے کہ دونوں حصوں میں کوئی خاص فرق نہیں محسوس ہوتا۔

اس تفسیر کا امتیاز یہ ہے کہ رانچ ترین قول کو اختیار کیا گیا ہے۔ اور ضروری حد تک خنوی و اعرابی حالت کا بیان کیا گیا ہے۔ اور مشہور قرأتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس خوبی کے ساتھ کہ پڑھنے والا لغت و اعراب اور معنی کی توضیح کے سلسلے میں، پڑھتے ہوئے بغیر کسی خاص رکاوٹ کے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور اطمینان کا سائز لیتا ہے اور اس کے مصنفوں کے کمال کا اعتراف کرنے پر اپنے کو مجبور پاتا ہے۔

یہ تفسیر پوری دنیا میں رانچ ہے اور برصغیر کے بہت سے مدارس میں داخلِ نصاب بھی ہے۔ اس پر متعدد حواشی لکھے گئے ہیں، جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔

۔ چھٹی فصل

روایت و درایت کی جامع دو اہم تفسیریں

اب یہاں ہم دو اہم تفسیروں کا ذکر کرتے ہیں، جن کے مصنفین نے روایت و درایت دونوں سے کام لیا ہے:

۱- *تفسیر الشوکانی*، جس کا پورا نام ”فتح القدیر الجامع بین فنی الروایة والدرایة من علم التفسیر“ ہے۔ اس کے مصنف مشہور عالم علامہ محمد بن علی بن محمد الشوکانی الیمانی (المتوفی ۱۲۵۰ھ) ہیں۔

کتاب کا نام خود بتاتا ہے کہ یہ تفسیر روایت و درایت دونوں کی جامع ہے، شوکانی نے اپنی تفسیر میں ابن جریر، ابن عطیہ، قرطبی، ابن کثیر، زخیر، زخیری اور رازی کا حوالہ دیا ہے، اور نقل روایت میں کلی طور پر سیوطی کا سہارا لیا ہے۔
ان کا منبع یہ ہے:

۱- ہر سورت کے آغاز میں پہلے فضائل یا نزول کے سلسلے میں وارد احادیث و آثار نقل کرتے ہیں۔

۲- ائمہ لغت کے حوالے سے لفظ کے معنی بتاتے ہیں۔ اس سلسلے میں اشعار عرب سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

۳- معنی کی توضیح میں راجح قول پہلے نقل کر کے صحابہ و تابعین اور دیگر ائمہ تفسیر کے مختلف اقوال نقل کرتے ہیں۔

۴- اختصار کے ساتھ وجوہ اعراب کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔ اور بلاغت کے پہلوؤں کو بھی واضح کرتے ہیں۔

۵- قرأتوں پر بھی توجہ دی ہے۔

۶۔ عقائد کے سلسلے میں عموماً ائمہ سلف کی پیروی کرتے ہیں، مگر بھی تاویل کا بھی سہارا لیا ہے۔ معتزلہ کی خوب خبری ہے، جہاں بھی زخیری نے اپنے رجحان کے مطابق تاویل کی ہے تو اس کی سخت تردید کی ہے۔

۷۔ وہ اپنے تیس مجتہد سمجھتے ہیں، اس لیے احکام و مسائل میں کسی کی تقليد نہیں کرتے۔ ائمہ فقهہ کے مختلف اقوال نقل کر کے کسی ایک کو ترجیح دیتے ہیں۔

۸۔ اخیر میں زیر بحث آیت متعلق روایات جمع کرتے ہیں۔ خواہ مرفوع ہوں یا موقوف۔ شوکانی کا اصل تعلق زیدیہ فرقہ سے تھا، جو اہل سنت سے قریب تر شیعوں کا ایک فرقہ ہے؛ لیکن انہوں نے کلی طور پر اس سے براءت ظاہر کی تھی جیسا کہ ان کی تفسیر سے اندازہ ہوتا ہے۔ وہ حضرات شیخین کا اسی طرح ادب و احترام سے تذکرہ کرتے ہیں جس طرح اہل سنت کرتے ہیں اور متعدد غیرہ مسائل میں شیعوں کی سخت تردید کی ہے۔ اور شیعہ جن آیتوں سے ولایت، وغیرہ مسائل پر جو استدلال کرتے ہیں اس کو انہوں نے بالکل درخور اقتضانہیں سمجھا۔ ان خصوصیات کے باوجود اس تفسیر کے بعض کمزور پہلو بھی ہیں:

ایک یہ کہ وہ اگرچہ حدیث پر گہری نظر رکھتے ہیں، مگر اس کے باوجود بعض شدید التضليل، باطل اور موضوع احادیث کو بھی بغیر کسی تنبیہ کے ذکر کیا ہے۔ عبد الرزاق الحمدی نے اپنی تحقیق والے نسخے کے مقدمے میں ان احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دوسرے یہ کہ جن آیات میں قرآن کریم نے مشرکین کی اپنے آباء و اجداد کی اندری تقليد پر نہ مبت کی ہے، وہ ان تمام موقعوں کو فروعی مسائل میں ائمہ کی تقليد کرنے والوں پر صنطیق کرتے ہیں، اور انھیں خوب آڑے ہاتھوں لیتے ہیں اور ان کی زبان تیز ہو جاتی ہے۔

یہ طرز شوکانی جیسے عالم جو قرآن و حدیث اور فقه و اصول کے مسلم امام ہیں اور جو تقليد ائمہ کی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں، ان کے بالکل شایانِ شان معلوم نہیں ہوتا۔ اگرچہ یہاں بھی ان کا جذبہ اخلاص اور داعیانہ مزاج ہی کا گر نظر آتا ہے، مگر ان آیتوں کے ضمن میں یہ بحثیں آیتوں کو اصلی مفہوم سے پھر دینے کے مراد ف ہیں۔ نیز بعض مسائل میں بھی انہوں نے جمہور سے ہٹ

کریامنفرد اے اختیار کی ہے، جن کا شیخ محمد حسین الذہبی نے تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔^(۱) ان باتوں سے قطع نظریہ ایک مفید تفسیر ہے جس سے بہت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ایک بہترین ایڈیشن عبد الرزاق المهدی کی تحقیق کے ساتھ دارالکتاب العربي بیروت۔ لبنان نے چھ جلدیوں میں شائع کیا ہے، چھٹی جلد فہارس پر مشتمل ہے۔ (الطبعة الأولى ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) انہوں نے احادیث پر حکم لگانے کے ساتھ مرفوع احادیث کی تخریج کی ہے اور اچھی تخریج کی ہے۔ اس سے اچھا ایڈیشن دکتور عبد الرحمن عھیرہ کی تحقیق کے ساتھ دارالوفاء، المنصورة۔ مصر سے شائع ہوا ہے، جس میں دوسری باتوں کی بھی تحقیق کی گئی ہے (دوسرہ ایڈیشن ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء) یعنی اس کے کم سے کم دو ایڈیشن عبد الرزاق المهدی کی تحقیق سے پہلے شائع ہو چکے تھے۔ جس کا بظاہر ان کو علم نہ ہو سکا۔ واللہ اعلم۔

۲- روح المعانی، للآلومسی، جس کا پورا نام ”روح المعانی فی تفسیر القرآن والسیع المثانی“ ہے۔ مصنف کامل نام شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الآلوبی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) ہے۔

متاخرین کی تفسیروں میں یہ سب سے جامع تفسیر ہے۔ تفسیر سے متعلق کوئی چیز نہیں چھوڑی جو اس میں انہوں نے شامل نہ کی ہو، اسی وجہ سے بعضوں نے اس کو تفسیر کا انسائیکلو پیڈیا قرار دیا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے۔ اس کا نیج اخصار کے ساتھ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے:

- ۱- اسباب نزول بیان کرتے ہیں۔

- ۲- قرآنی مفردات کی پوری تشریع کرتے ہیں اور اس کے لیے بکثرت اشعار سے استشہاد کرتے ہیں۔

- ۳- متواتر اور غیر متواتر اکثر قرأتوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

- ۴- سورتلوں اور آیتوں کے درمیان باہمی ربط کی وضاحت کرتے ہیں۔

- ۵-تفسیر آیات کے سلسلے میں وارد اکثر احادیث و آثار کا ذکر کرتے ہیں۔
- ۶-عقائد اور کلامی مباحثت میں اہل سنت کا موقف واضح کرتے ہوئے شیعہ اور معتزلہ اور دوسرے مخالفین کی سخت تردید کرتے ہیں۔
- ۷-فقہی احکام کے سلسلے میں بغیر کسی تعصب کے تمام فقہاء کے مذاہب بیان کرتے ہیں اور کبھی دلائل کی روشنی میں کسی رائے کو ترجیح دیتے ہیں، خواہ اپنے مذہب حنفی کے خلاف کیوں نہ ہو (۱)
- ۸-فلکیاتی مباحثت بھی وسعت سے بیان کرتے ہیں۔
- ۹- نحوی مسائل میں استیعاب سے کام لیتے ہیں، اور ضروری حد سے آگے نکل جاتے ہیں، اس طرح کہ تفسیر میں اس کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی؛ بلکہ بعض نحوی مسائل یہاں اس تفصیل سے ملتے ہیں کہ عام نحوی کتابوں میں بھی ان کا ذکر نہیں ملتا۔
- ۱۰-اس رائی کی روایتوں کی سخت تنقید کرتے ہیں، اور کبھی بیان بھی کرتے ہیں تو تردید کے لیے، اور ان مفسرین کی بھی خبر لیتے ہیں جنہوں نے بغیر جرح و نقد کے ان کو نقل کیا ہے۔
- ۱۱-سابقہ تفاسیر سے نقل سے بھی بہت کام لیا ہے مگر یہ نقل محض نہیں بلکہ اپنی پوری صلاحیت استعمال کر کے ان پر تحقیقی نظر ڈالتے ہیں اور تردید یا تائید کرتے ہیں۔
- ۱۲-آخر میں تصوف و سلوک کا کوئی اشارہ کسی آیت سے ملتا ہو تو اس کو بھی بیان کرتے ہیں۔ اس طرح کوئی اہم پہلو اس تفسیر میں نہیں چھوٹا۔
- اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ دارالكتب العلمية بیروت اور دارالحدیث قاہرہ کی طبعاتیں بھی اچھی ہیں، مگر سب سے اچھا تحقیقی ایڈیشن مؤسسة الرسالة العالمية بیروت نے تیس جلدیوں میں شائع کیا ہے۔ (۲۰۱۰ء)

(۱) علامہ آلوی حنفی تھے، ان کی تفسیر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے؛ جب کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ شافعی المذہب تھے، لیکن بہت سے مسائل میں امام ابوحنیفہ کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔

ساتویں فصل

صوفیانہ تفسیر اشاری، اس کا حکم اور اس سلسلے میں اہم کتابیں

قرآن کے سرسری معنی عربی زبان کی معرفت سے معلوم ہوتے ہیں، اس کو تفسیر باللفظ کہہ سکتے ہیں، پھر لفظ کی حقیقت پر غور کر کے اور اس کی تک پہنچ کر مزید مفہوم کھل سکتا ہے، اور تفسیر کے لیے ضروری علوم سے واقفیت کے ساتھ تدبر سے کام لے تو حقیقی مفہوم تک رسائی ہوتی ہے اور یہی دراصل قرآن کی تفسیر ہے، یہی سلف کا طرز عمل تھا۔ اسی طرح کبھی الفاظ میں اور کبھی نظم قرآن پر غور نے سے کسی اچھی بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے اور ذہن وہاں منتقل ہوتا ہے، اس کو اصطلاح میں تفسیر اشاری کہتے ہیں، یہ جو حدیث میں آیا ہے: لکل آیہ منہا ظہرو بطن (۱) یعنی قرآن کی ہر آیت کا ایک ظاہری معنی ہوتا ہے اور ایک پوشیدہ، اکثر علماء کے نزدیک بطن کا مطلب حقیقی معنی تک رسائی ہے، جو صرف الفاظ کے معنی جاننے سے نہیں ہوتی، بلکہ علماء جن کی حقیقت جانتے ہیں؛ تاہم ایک قول یہ بھی نقل کیا گیا ہے اس سے مراد وہ پوشیدہ معانی ہیں جو اربابِ حقائق پر منکشف ہوتے ہیں۔ سیوطی نے اس سلسلے میں متعدد اقوال نقل کیے ہیں (۲)۔

بہر حال اہل تصوف اور ارباب سلوک و معرفت نے اپنے ذوق و وجدان سے قرآن کریم سے بہت سے لطیف اشارات اور دقيق نکتے نکالے ہیں جن کو مشروط طور پر قبول کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ چار شرطوں کے ساتھ اس نکتہ آفرینی میں کوئی حرج نہیں:

- ۱- یہ مفہوم آیت کے اصل مفہوم کے خلاف اور بر عکس نہ ہو۔
- ۲- اصل کے لحاظ سے بات بھی صحیح ہو۔

(۱) آخرجه ابو عبید فی فضائل القرآن، (ص: ۳۳) والطبراني فی الکبیر (۱۰۶/۱۰۶، رقم ۷۱۰۷) والبزار (۵/۵۲۲۲) وابو یعلی (۲/۳۹۵ و ۳۸۱، رقم ۵۱۲ و ۵۳۸) وابن حبان (۱/۲۷۶، رقم ۵۷) والبغوي شرح السنۃ (۱/۲۱۲، رقم ۱۲۲) دیکھیے الاتفاق، ص: ۸۷۳

۳۔ لفظ میں اس کا اشارہ ہو۔

۲۔ اس مفہوم اور آیت کے معنی میں جوڑ ہو۔

اگر یہ چاروں باتیں پائی جائیں تو یہ بہت اچھا استنباط ہے (۱)۔

اور دوسرے علماء نے اس کی شرطوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

۱۔ تفسیر اشاری، ظاہری معنی کے منافی نہ ہو۔

۲۔ اس کی تائید میں کوئی شرعی دلیل ہو۔

۳۔ اس کے مقابلے میں کوئی شرعی یا عقلی دلیل نہ ہو۔

۴۔ یہ خیال نہ ہو کہ تفسیر اشاری ہی مراد ہے، ظاہری معنی مراد نہیں ہیں (۲)۔

معلوم ہونا چاہیے کہ باطنیہ اور ملاحظہ نے اپنے رجحان کے مطابق قرآن کریم کو اسرازو اشارات کی حامل کتاب قرار دے کر بے سر و پایا تیں بیان کی ہیں، اس سے بہت سے لوگ غلط فہمی کا شکار ہوئے اور اہل تصوف کے مستنبط کردہ ان قابل قبول اشاروں کو بھی باطل قرار دینے لگے، جب کہ اہل حق اصحاب معرفت اور اہل باطل باطنیہ اور ملاحظہ کے درمیان بنیادی فرق ہے، باطنیہ ان اشارات کو اصل مراد الہی قرار دیتے ہیں اور اصل معنی سے انکار کرتے ہیں، جب کہ ارباب تصوف و معرفت ظاہری معنی ہی کو اصل قرار دیتے ہیں، اور ان نکتوں کو ضروری امور پر تنبیہ کے لیے صرف اشارے سمجھتے ہیں، علامہ آللوی ان دونوں نقطہاٹے نظر کے درمیان فرق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَأَمَا كَلَامُ السَّادَةِ الصَّوْفِيَّةِ فِي الْقُرْآنِ فَهُوَ مِنْ بَابِ الإِشَارَاتِ إِلَى دَقَائِقِ، تَشْكِيفٍ عَلَى أَرْبَابِ السُّلُوكِ، وَيُمْكِنُ التَّطْبِيقُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الظَّوَاهِرِ الْمَرَادَةِ، وَذَلِكَ مِنْ كَمَالِ الإِيمَانِ وَمَحْضِ الْعِرْفَانِ، لَا أَنَّهُمْ اعْتَقَدُوا أَنَّ الظَّاهِرَ غَيْرَ مَرَادٍ أَصْلًا وَأَنَّمَا الْمَرَادُ الْبَاطِنُ فَقْطًا، إِذْ ذَلِكَ اعْتِقَادُ الْبَاطِنِيَّةِ الْمَلَاحِدَةِ، تَوَصَّلُوا بِهِ إِلَى نَفْيِ الشَّرِيعَةِ بِالْكَلِيلِ، وَحَاشَا سَادَاتُنَا مِنْ ذَلِكَ؛ كَيْفَ وَقَدْ حَضُوا عَلَى حَفْظِ التَّفْسِيرِ الظَّاهِرِ، وَقَالُوا لَا بدَ مِنْهُ أَوْ لَا، إِذْ لَا يُطْمَعُ

(۱) دیکھیے التبیان فی أقسام القرآن، ص: ۹۷ (۲) دیکھیے التفسیر والمفسر ون ۲۶۳/۲

فی الوصول إلى الباطن قبل إحكام الظاهر، ومن أدعى فهم أسرار القرآن قبل إحكام الظاهر فهو كمن أدعى البلوغ إلى صدر البيت قبل أن يجاوز الباب (۱)۔

یعنی قرآن کے سلسلے میں صوفیہ کا کلام لطیف اشارات کی قبیل سے ہے، جو ارباب سلوک پر منکشف ہوتے ہیں، اور وہ اشارات قرآن کے ظاہری معانی پر منطبق کیے جاسکتے ہیں۔ یہ کمال ایمان اور حقیقی معرفت کے آثار ہیں۔ ان حضرات کا یہ خیال نہیں کہ ظاہری معانی مراد نہیں اور صرف باطنی معانی مراد ہیں، ایسا عقیدہ تو مخدیں باطنیہ کا ہے، جس سے وہ کلی طور پر شریعت کو ختم کرنا چاہتے ہیں، اور ہمارے یہ بزرگ ان سے بالکل بری ہیں، انہوں نے خود ظاہری تفسیر کو جانتے اور اس کو محفوظ کرنے پر زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ سب سے پہلے یہ ضروری ہے، اس لیے کہ ظاہری تفسیر جس کو اچھی طرح معلوم نہ ہو وہ باطنی معنی کی طرف رسائی نہیں حاصل کر سکتا، اور جو ظاہری تفسیر میں پختگی سے پہلے قرآن کے اسرار کو سمجھنے کا دعویٰ کرے تو وہ ایسا ہی ہے جو دروازے سے گزرے بغیر گھر میں داخل ہونے کا دعویٰ کرے (۲)۔

تفسیر اشاری کی اہم سب سے قدیم کتابوں میں سہل بن عبد اللہ الشتری (المتوئی ۲۸۳ھ) کی "تفسیر القرآن العظیم" ہے۔ اس کے مصنف کبارِ عارفین میں اور مشہور اور صاحب کرامات بزرگوں میں تھے۔ یہ کتاب ایک جلد میں چھپی ہے۔

دوسری مشہور کتاب ابو عبد الرحمن السُّلَمِی (محمد بن الحسین المتوفی ۳۱۲ھ) کی "حقائق التفسیر" ہے۔ اس کے مصنف سلوک و معرفت کی چوٹی پر فائز ہونے کے ساتھ اپنے زمانے میں حدیث کے بھی بڑے مشہور علماء میں تھے، اسی طرح ان کا شمار کبار مصنفوں میں ہوتا ہے۔ ان کی یہ کتاب ایک جلد میں چھپی ہوئی ہے۔

تیسرا کتاب شیخ اکبر مجی الدین ابن عربی (محمد بن علی الحاتمی المتوفی ۲۳۸ھ) کی ہے، جو تفسیر ابن عربی کے نام سے دو جلدوں میں چھپی ہے، ابن عربی نہایت مشہور علماء و صوفیہ میں تھے، مگر مخالف نظریہ وحدۃ الوجود کے حامل اور داعی ہونے کی وجہ سے ان کی شخصیت ہمیشہ مقنزع فیرہی۔

(۱) روح المعانی / ۷ (۲) سیوطی نے بھی متعدد علماء سے اس فرق کو نقل کیا ہے۔ دیکھیے الاقان، ص: ۸۷۳-۸۷۱

شیخ محمد حسین ذہبی کی تحقیق کے مطابق: یہ تفسیر ان کی نہیں، بلکہ عبدالرزاق القاشانی (المتوفی ۳۰۷ھ) کی ہے (۱)۔

ان میں تسری کی تفسیر تو کچھ غنیمت ہے، اس لیے کہ وہ کبھی آیت کے ظاہری معنی بھی بیان کرتے ہیں۔ سلمی نے ساری توجہ تفسیر ابشاری پر مبذول کی ہے اور تفسیر ظاہری کو نہیں چھیڑا۔ تفسیر ابن عربی سب سے خطرناک ہے، انہوں نے ظاہری معنی سے بالکلیہ اعراض کیا ہے، اور اپنے خیال کے مطابق ایسی ایسی باتیں بیان کی ہیں جن کی توجیہ و تاویل مشکل ہے، بہر حال اس طرح کی تمام تقاضیں سے اختیاط کرنی چاہیے؛ تاکہ ہم جادہ شریعت اور منہج سلف سے دور رہوں۔

امام ابن الصلاح سے قرآن مجید کی تفسیر کے سلسلے میں صوفیہ کے کلام سے متعلق سوال کیا گیا، انہوں نے جواب دیا: امام ابوالحسن واحدی نے فرمایا ہے کہ ابو عبد الرحمن السلمی نے حقائق التفسیر لکھی ہے اگر وہ یہ اعتقاد رکھتے ہوں، کہ یہ تفسیر ہے تو انہوں نے کفر کیا، اس کو نقل کر کے ابن الصلاح لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ ان میں جو قابل اعتماد حضرات ہیں، ان کے بارے میں یہی گمان ہے کہ انہوں نے اس طرح کی باتیں جوڑ کر کی ہیں، وہ بطور تفسیر بیان نہیں کیں، اگر ایسا ہے تو وہ باطنیہ کے راستے پر ہیں؛ لیکن ایسا نہیں ہے، بلکہ ایک نظری سے دوسری نظری جو سمجھ میں آتی ہے اس انداز سے انہوں نے ذکر کیا ہے، مثلاً *يَا إِيَّاهَا الَّذِينَ اهْنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ* (۲) میں آس پاس کے کفار سے قاتل کا ذکر ہے، اس نظری سے انہوں نے کہا: اسی طرح ہمیں نفس سے جو ہمارا دشمن ہے اور قریب ہے، لڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود کاش وہ اس طرح کا تاہل اختیار نہ کرتے، اس لیے کہ اس سے تشویش پیدا ہوتی ہے اور بات کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے!! (۳)۔

مولانا محمد حنفی ندوی صوفیہ کی تفسیر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک صوفیہ کا وہ گروہ بہر حال قابل قدر ہے جس نے اس روح اور باطن تک رسائی حاصل کر کے ان معارف کی نشان دہی کی، جن پر ایک عام عالم کی نظریں نہیں پڑتیں، اور ان معارف کو اپنے عمل و کردار میں سمو کرم کارم اخلاق کی بلند تر چوٹیوں کو سر کیا؛ لیکن یہ اسی

(۱) دیکھیے *التفسير والمفسر* دن ۲/۲۸۰-۲۸۱ (۲) التوبہ: ۱۲۳ (۳) دیکھیے فتاویٰ ابن الصلاح، ص: ۱۹۶-۱۹۷

وقت ہو سکا جب ان کو معارفِ کتاب و سنت کی کسوٹی پر جانچا گیا اور دیکھا گیا کہ ظاہر و باطن میں فرق صرف اصطلاح کا ہے، ورنہ یہ دونوں باہم ایک دوسرے سے وابستہ اور ایک دوسرے کے موید اور شارح ہیں، یا ایک ہی سوتے کے دو دھارے ہیں، جو الگ الگ بہنے کے باوجود ایک ہی سنت اور منزل کی جانب رواں دواں ہیں؛ لیکن جب ان معارفِ باطنہ کو کتاب اللہ اور سنت کی شاہراہ سے ہٹ کر پیش کیا گیا، تو وہ نہ صرف معارف نہ رہے، بلکہ کھلا ہوا الحاد قرار پائے، یہی وجہ ہے امام واحدی نے جب سُلْطَنی کی "حقائق الشفیر" دیکھی تو پکارا ہے: جو شخص اس کو تفسیر سمجھتا ہے وہ کفر کا مرتكب ہوا (۱)۔

بہر حال نیسا پوری نے اپنی تفسیر غرائب القرآن میں اور آلوی نے روح المعانی میں اس طرح کے جو نکتے بیان کیے ہیں، ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

حضرت تھانوی نے اس سلسلے میں مستقل کتاب لکھی ہے، جس کا نام "مسائل السلوك من کلام ملك الملوك" ہے۔ یہ کتاب عربی میں ہے۔ اس کا اردو ترجمہ "رُفع الشکوک" کے نام سے ہے۔ یہ دونوں کتابیں تفسیر بیان القرآن کے حاشیے پر چھپی ہیں۔ حضرت تھانوی نے بڑی احتیاط سے کام لیتے ہوئے تفسیر میں اس طرح کے نکتوں اور اشاروں کو چھیرا ہی نہیں، تاکہ عوام اس کو کہیں تفسیر نہ سمجھ لیں، بلکہ الگ سے کتاب لکھی، تاکہ فائدہ اٹھانے والے فائدہ اٹھائیں۔ مولانا عبدالماجد دریابادی نے انھی میں سے کچھ لطیف نکتے مرشد تھانوی کے نام سے اپنی تفسیر میں بیان کیے ہیں (۲)۔

(۱) ترجمان القرآن، جلد سوم، صرتیبہ مولانا محمد عبدہ، از مقدمہ مولانا محمد حنفی ندوی، ص: ۱۰-۱۱

(۲) محمد حسین ذہبی نے تفسیر اشاری کی اقسام، اس کی بنیاد، حقیقت اور حکم کے بارے میں بہت تفصیل اور وضاحت سے لکھا ہے، تفسیر تتری اور حقائق الشفیر سے مثالیں بھی دی ہیں، اور ابن عربی کی تفسیر کے بارے میں بہت مفصل لکھا ہے، اور اس سلسلے میں مزید دو کتابیں: "غرائیں البیان فی حقائق القرآن" لابی محمد روز بھان بن ابی التصریبی الشیرازی الصوفی (المتوفی ۶۶۶ھ) اور "التاویلات النجحیۃ" لشیخ الدین دایہ (المتوفی ۶۵۳ھ) و علاء الدولہ السنانی (المتوفی ۶۷۶ھ) کا تعارف کرایا ہے، اس پوری بحث کے لیے دیکھیے ان کی کتاب التفسیر والمفسر ون ۲/ ۲۳۶-۲۹۱

آٹھویں فصل

عصر حاضر کی چند اہم تفسیریں

اس عنوان کے تحت ہم نے ان چند اہم تفسیروں کا ذکر کیا ہے جو ادھر پچاس سالہ سال کے عرصے میں لکھی گئیں۔ چوں کہ ہمارا یہ زمانہ تغیرات اور تجدادات کا ہے۔ مغربی تہذیب کے اثر سے یا آزادی فکر کے نتیجے میں نئے خیالات اور طرح طرح کے افکار معاشرے میں چھائے ہوئے ہیں۔ متعدد تفسیریں بھی ان کے زیر اثر لکھی گئیں، یا بالفاظ و دیگر بعض تفسیروں میں ان کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ ایسی تفسیریں بھی فوائد سے خالی نہیں ہوتیں۔ مگر ہم نے ایسی تفسیروں کے ذکر سے گریز کیا ہے اور ان چند اہم تفسیروں کا ذکر کیا ہے جو عموماً مسلم جمہور کی تابع ہیں۔ دیے ہر شخص کی ہر رائے کا موافق حق و صواب ہونا، یا ہمارا اس کو ماننا ضروری نہیں ہے، لیکن عمومی فوائد کے پیش نظر ان کا ذکر کیا ہے اس بہت مناسب معلوم ہوا:

۱۔ تفسیر السعدی: اس کا پورا نام تفسیرالکریم البریجمن فی تفسیر الكلام الممنان ہے۔ اس کے مصنف شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی انجینی (المتوفی: ۱۳۷۶ھ) ہیں جو ماضی قریب میں سعودی عرب کے بہت ممتاز علماء میں تھے۔ تفسیر سے متعلق کسی بھی علمی بحث میں الجھے بغیر متوسط جنم کی ممتاز تفسیروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

(۱) انہوں نے آسان زبان میں قرآن کریم کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور بہت خوب کوشش کی ہے۔

(۲) عقائد کے معاملے میں متاخرین کے انداز سے قطع نظر منبع سلف کی پیروی کی ہے۔

(۳) اعرابی، کلامی اور فقہی تمام مباحثت میں حتی الامکان اختلافات سے گریز کیا ہے۔

(۴) جگہ جگہ قرآن کریم میں اپنے گھرے غور و فکر کا ثبوت دیتے ہوئے قیمتی فوائد کا استنباط کیا ہے۔

(۵) تربیتی پہلو پر خصوصی طور پر زور دیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ انہوں نے طوالت سے بچتے ہوئے قرآن کریم کو کتاب ہدایت اور دستور حیات کے طور پر پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

تفسیر پہلے المکتبہ السلفیہ مصر سے آٹھ جلدیوں میں چھپی تھی، پھر شیخ محمد زہری نجgar کی تصحیح کے ساتھ شائع ہوئی، ان کی تصحیح والانسخہ حکومت سعودیہ (الرئاسة العامة للافتاء والدعوة والإرشاد) نے اور پھر روزاۃ الاوقاف قطر نے بھی دو جلدیوں میں شائع کیا۔ مگر ان سب طبعات میں فاش غلطیاں اور تحریفات تک ہوئی ہیں۔ اس کا سب سے صحیح اور تحقیقی ایڈیشن جو مصنف کے نسخے کے مطابق ہے، وہ ہے جو عبدالرحمن بن معلٰا اللویتحقیق المطیری کی تحقیق کے ساتھ مکتبۃ بیت السلام، الریاض نے ایک جلد میں شائع کیا ہے (الطبعة الأولى: ۱۳۳۰ھ/۲۰۱۰)۔

محقق نے اپنے مقدمے میں سابقہ ایڈیشنوں کی غلطیوں کا بالتفصیل ذکر کیا ہے۔

۲- فی ظلال القرآن، اس کے مصنف مشہور اخوانی عالم و رہنماء، اسلامی ادیب و مفکر سید قطب الشہید ہیں۔ ۷-۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں مصر کی ظالم فجاپر اور بد دین بلکہ مخالفِ دین حکومت کے ہاتھوں انہوں نے شہادت پائی۔

اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے نہایت اعلیٰ ادبی پیرایے میں پورے قرآن مجید کی ترجمانی کی ہے۔

ان کا طریقہ یہ ہے کہ سورت کے شروع میں اس کے اصل موضوع اور بنیادی مضامین اور اس کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کرتے ہیں، پھر ہر مضمون پر مشتمل نکڑے کی توضیح کرتے ہیں، اور ہر اگلے نکڑے کو پچھلے نکڑے کے ساتھ جوڑتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ اور یہ ساری باتیں اپنے خاص نہایت موثر ادبی اسلوب اور طاقت ورزبان میں کرتے ہیں۔ پھر آیات کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ اس دوران قرآنی قصص و امثال، مشرکین کے احوال، انسان کی نفیاتی کیفیات، جنت جہنم کے مناظر، سب کی ایسی تصور کشی کی ہے کہ

قاری پڑھ کر جھوم جائے اور قرآنی زبان کی طاقت اور اس کے اسلوب بیان کی عظمت اس کے دل میں سما جائے۔ اور قرآن کے کتاب ہدایت اور اسلام کے ہر جگہ اور ہر زمانے میں قابل عمل اور باعث نجات ہونے پر اس کے یقین میں اضافہ ہو جائے۔ بقول مولانا سید سلمان حسینی ندوی: کہنا چاہیے کی کہ اس تفسیر میں سید قطب کے جگر کا خون اس طرح شامل ہے اور زبان و بیان کے ساحرانہ ملکہ کی ایسی بلا کی تاثیر اس میں پیدا ہو گئی ہے کہ اس کا قاری صرف علمی اور تحقیقی ٹھنڈی تفسیر نہیں پڑھتا، بلکہ مضمون قرآن کے ساتھ، پہاڑوں پر چڑھتا، وادیوں میں اترتا، گھائیوں کو عبور کرتا، فتوحاتِ قرآن سے سرشار ہوتا جاتا ہے، یہ حق ہے کہ اس دور میں اتنی طاقت و تفسیر نہیں لکھی گئی۔

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر

لغہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر (۱)

اگر اس کا کچھ حصہ مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل کیا جائے تو قرآن میں غور و تدبر کی راہ ہموار ہونے اور ایمانی کیفیات میں اضافہ ہونے کے ساتھ عربی زبان و ادب میں بھی پختگی اور کمال پیدا ہو جائے!

یاد رہے کہ سید قطب کے بعض افکار سے بہت سے علماء کو اختلاف ہے۔

یہ تفسیر باریک خط کی چھٹیں جلدیں میں دارالشروع قاهرہ و بیروت سے شائع ہوئی ہے، اور اس کے تقریباً چالیس ایڈیشن نکل چکے ہیں۔

۳۔ تفسیر ابن عاشور، تفسیر کا پورا نام التحریر والتنویر من التفسیر ہے، اور مصنف مشہور ہاکی عالم تونس کے صدر مفتی اور شیخ الاسلام علامہ محمد الطاھر بن عاشور (المتوفی ۱۴۹۳ھ/۱۹۷۴ء) ہیں۔

جدید تفاسیر میں عالم عربی میں سب سے زیادہ چلن غالب اسی تفسیر کا ہے۔

(۱) اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کے اسلوب

بیان اور طریقہ استعمال کی عظمت ہر جگہ اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ بلاغت کے پہلوؤں کو نمایاں کیا ہے اور بقول خود ان کے: تفاسیر میں بلاغت قرآنی کے تعلق سے جو چیزیں بھی پائی جاتی ہیں وہ سب سے بہتر طریقے پر اس تفسیر میں جمع ہو گئی ہیں۔

(۲) آیتوں کے درمیان ربط کو بیان کرتے ہیں۔

(۳) لفظ کی فصاحت اور جزالت سے بھی انہوں نے بحث کی ہے اور الفاظ کی لغوی تحقیق کے سلسلے میں بہت مفصل کلام کیا ہے۔

(۴) قرأتوں کو بیان کرنے کے سلسلے میں ان کا رجحان یہ ہے کہ جہاں دوسری قرأت سے تفسیر میں فرق پڑتا ہو، وہیں اس کو بیان کیا جائے، ورنہ ان کے نزدیک تفسیر میں قرأتوں کا اختلاف بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) مقاصدِ شریعت اور احکام کے اسرار و حکم کو جگہ جگہ اجاگر کیا ہے۔

(۶) بحیثیت فقیہی احکام کی بھی تفصیل سے وضاحت کرتے ہیں۔

(۷) آیت سے متعلق جدید علمی رجحانات کو بھی بیان کرتے ہیں۔

(۸) آیت کی توضیح کے سلسلے میں جو بھی باتیں، یا جو بھی نکتے ان پر منکر کیے جاتے ہیں ان کو ذکر کرتے ہیں، مگر ساری باتیں توضیح کے ساتھ اور سابق مفسرین کے احرام کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ اس طرح اس تفسیر میں بہت فوائد جمع ہو گئے ہیں (۱)۔

یہ تفسیر الدار التونسیہ سے تمیں جلدیوں میں شائع ہوئی ہے۔

۲- تفسیر الشعراوی، شیخ محمد متولی شعراوی (ت ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء) مصر کے بہت مشہور اور عظیم علماء میں تھے، جن کو تفسیر قرآن کا خاص ذوق عطا ہوا تھا۔

ان کی تفسیر کی خصوصیت کو مختصر لفظوں میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کو ہر لحاظ سے معجزہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے:

(۱) عبدالقدار محمد صالح نے اپنی کتاب التفیر والمفسرون في العصر الحديث میں بہت تفصیل سے اس تفسیر کے مندرجات اور خصائص کا جائزہ لیا ہے ویکھیے ص: ۱۰۹-۱۵

☆ طرز ادا، اسلوب بیان اور بلاغت کلام کے لحاظ سے بھی ہے۔

☆ پیشین گوئیوں کے لحاظ سے بھی۔

☆ علمی تحقیقات کے لحاظ سے بھی۔

انھوں نے ان تمام باتوں کی پوری قوت اور اعتماد کے ساتھ وضاحت کی ہے۔ اس طرح کہ ان کی تفسیر پڑھنے والے کے سامنے کلام الٰہی کی عظمت ہر طرح نمایاں ہوتی ہے۔ خود ان کا خیال یہ ہے کہ یہ عام مفہوم کے لحاظ سے قرآن کی تفسیر نہیں ہے، بلکہ قرآن کریم میں ان کے غور و فکر کے نتائج ہیں (۱)۔

۵- صفوۃ التفاسیر، اس کے مصنف شیخ محمد علی الصابوی ہیں، جن کا ذکر رواعیں البيان کے سلسلے میں گزر چکا ہے۔ یہ ایک بہت مشہور اور مفید ترین تفسیر ہے۔ یہ تفسیر تمام اہم سابقہ تفاسیر کا لتبہ لباب ہے، جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے اور حقیقت بھی یہی ہے، روایت و درایت کی جامع ہے۔ مختلف اقوال میں انھوں نے راجح قول کو اختیار کیا ہے۔
ان کی تفسیر کا منبع یہ ہے:

(۱) بین یدی السورة کے عنوان سے اولاد سورہ کے مضمون پر ایک نظر ڈالتے ہیں اور اس کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔

(۲) المناسبۃ عنوان لگا کر بیان آیات کو ذکر کرتے ہیں۔

(۳) اللغو کے تحت مفردات کے معانی اور لفظ کی حقیقت سے بحث کرتے ہیں۔

(۴) پھر سببِ نزول کو بیان کرتے ہیں۔

(۵) التفسیر کا عنوان لکھ کر آیتوں کے پورے معانی کی وضاحت کرتے ہیں۔
اگر احادیث سے متعلق آیت ہے تو اس کی بھی توضیح کرتے ہیں۔

(۶) البلاغۃ کے تحت بلاغت کے لطیف نکتے بیان کرتے ہیں۔

(۷) اخیر میں الفوائد کا عنوان قائم کر کے آیت سے مستبین علمی فوائد اور نکتوں کو

بہت خوبی سے واضح کرتے ہیں۔

اس طرح یہ تفسیر بہت تنقیح کے ساتھ، آیت سے متعلق ہر چیز کو بہت آسان زبان اور عمدہ پرایہ بیان میں پیش کرتی ہے۔ کم وقت میں اس سے بہت فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

اس تفسیر کو حسنِ ترتیب اور سلاستِ بیان کی وجہ سے قبول عام حاصل ہوا، اور بڑے بڑے علماء نے اس کو سراہا، اس کے دسیوں ایڈیشن نکلے اور لاکھوں کی تعداد میں عالم اسلام میں اس کی اشاعت کی گئی۔ اب مصنف کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن تین جلدیوں میں المکتبۃ العصریۃ صیدا، بیروت سے نگین خوبصورت شائع ہوا ہے۔ (۲۰۰۵ھ/۱۳۲۶)

۶- التفسیر المنیر، جس کا پورا نام "التفسیر المنیر فی العقيدة والشريعة والمنهج" ہے۔ اس کے مصنف عالم اسلام کے مشہور عالم و فقیہ شیخ دکتور وصہبہ الزحلی ہیں جن کا ابھی چند دنوں قبل انتقال ہوا۔ (بتاریخ ۸/۸/۲۰۱۵)

تفسیر کا مقصد اس کے نام سے واضح ہے کہ قرآن کریم سے عقائد و افکار، عمل و کردار اور اخلاق و اطوار ہر چیز میں واضح روشنی ملتی ہے۔ اسی بات کو سامنے رکھ کر انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔ اس کا منبع یہ ہے:

(۱) ہر سورت کے آغاز میں تفسیر شروع کرنے سے پہلے ماشتملت علیہ السورة کے عنوان سے سورت کے مضامین کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

(۲) سورت کی وجہ تسمیہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں، اور اگر فضائل وارد ہوئے ہیں تو ان کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

(۳) پھر ایک موضوع سے متعلق چند آیات کے لیے عنوان قائم کر کے ان کی تفسیر کرتے ہیں۔

(۴) ان مذکورہ آیات میں قرأتوں کا اختلاف ہے تو اس کو بیان کرتے ہیں۔

(۵) نحوی اور اعرابی لحاظ سے آیت کی توضیح کرتے ہیں۔

(۶) پھر بلاغت کے پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں۔

(۷) مفردات کی تشریح کرتے ہیں۔ اکثر ایک مشکل لفظ کے معنی آسان لفظ میں لکھنے پر اتفاق کرنے کے بجائے وضاحت سے اس طرح لکھتے ہیں کہ آیت کا مفہوم ایک حد تک واضح ہو جاتا ہے۔

(۸) سابقہ آیات سے اس کا ربط بیان کرتے ہیں۔

(۹) پھر التفسیر والبیان کے تحت آسان عبارت میں آیات کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔

(۱۰) اخیر میں فقه الحیاة اور الأحكام کا عنوان قائم کر کے آیت سے جو تعلیمات اور ہدایات حاصل ہوتی ہیں اور زندگی میں جو سبق ملتا ہے، ان کی تفصیل سے وضاحت کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ اس تفسیر کا سب سے مفید پہلو ہے۔ اس سے ہر ایک یا دو چار آیتوں کے بعد قرآنی ہدایات صاف لفظوں میں قاری کے سامنے آ جاتی ہیں، جن سے عملی زندگی میں وہ رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

نیز احکام کا تعلق اگر اختلافی مسائل سے ہے تو نہایت اعتدال کے ساتھ تمام ائمہ کا مسلک مع دلائل بیان کرتے ہیں۔

یہ تفسیر دار الفکر دمشق سے پندرہ جلدیوں میں شائع ہوئی ہے، ہر جلد میں دو پارے ہیں۔ سولہویں اور سترہویں جلد مختلف انواع کی فہارس پر مشتمل ہے۔

۷۔ تفسیر حدائق الروح والریحان فی روابی علوم القرآن، اس کے مصنف شیخ محمد الامین بن عبد اللہ الارمی العلّوی الھری الشافعی ہیں، جو ابھی حیات ہیں اور مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں۔

یہ ایک بہت عظیم تفسیر ہے، جس کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ اکثر تفاسیر سے بے نیاز کر سکتی ہے، اس لیے کہ اس میں انہوں نے تمام اہم کتب تفسیر کی ضروری باتوں کو جمع کر دیا ہے، اس کا منبع یہ ہے:

(۱) سب سے پہلے المناسبہ کا عنوان قائم کر کے سابقہ آیات سے زیر تفسیر آیات کا

ربط بیان کرتے ہیں۔

(۲) أسباب النزول کے عنوان کے تحت سبب نزول سے بحث کرتے ہیں۔

(۳) التفسير وأوجه القراءة کا عنوان قائم کر کے قرأتون کی توجیہ کرتے ہیں اور آیات کی مفصل تفسیر بیان کرتے ہیں، تفسیر کے تحت الگ الگ قصے ہوں تو ان کے لیے الگ سے عنوان قائم کرتے ہیں، تفصیل سے مطلب واضح کرنے کے بعد حاصل المعنی لکھ کر ان آیات کے معنی کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ اس تفسیر کا سب سے اہم حصہ ہے۔

(۴) الإعراب کے تحت تفصیل سے اعراب بیان کرتے ہیں۔

(۵) التصریف و مفردات اللغو کا عنوان قائم کر کے مفردات کی تشریح اشتقاق کی وضاحت کے ساتھ کرتے ہیں۔

(۶) البلاغة کے تحت ان زیر تفسیر آیات کے بلاغی پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں۔

اس تفسیر کو دارالمنہاج جدہ اور دار طوق النجاة بیروت نے مشترکہ طور پر تیس جلدوں میں شائع کیا ہے (الطبعة الثالثة، ۱۳۲۸ھ/۲۰۰۸ء)۔

باب چهارم

قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر ہندوستان میں

پہلی فصل

ترجمہ و تفسیر سے متعلق عربی میں ہوئے کام پر ایک نظر

ہمارے ہندوستانی علماء نے جس طرح تمام علوم میں وقوع کتابیں لکھیں، اسی طرح فن تفسیر کو بھی اپنے علوم سے مالا مال کیا۔ ابتداءً اس کی زبان عربی رہی۔ اس لیے کہ یہی یہاں کی علمی زبان تھی۔ چنانچہ تفسیر سے متعلق متعدد اہم ترین کام سامنے آئے۔ ان میں پورے قرآن مجید کی تفسیریں بھی ہیں اور بعض اجزاء قرآن کی توضیح و تشریع بھی۔ اسی طرح علوم قرآن یا اس کی کسی نوع سے متعلق کتابیں بھی لکھی گئیں۔

چند قدیم عربی تفسیریں

جو تفسیریں مکمل لکھی گئیں، ان میں سب سے اہم شیخ مخدوم فقیہ علی مہائی (متوفی ۸۲۵ھ) کی تبصیر الرحمن و تیسیر المنان ہے، جس کو ”تفسیر رحمانی“ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ جو ہندوستان، مصر اور بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بڑی بے تکلفی اور بہت خوبی کے ساتھ آیات کے مابین ربط کو بیان کیا ہے۔

(۱) (ڈاکٹر محمد سالم قدوالی نے اپنی کتاب ”ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں“ میں ان تمام کامزوں کا مفصل جائزہ لیا ہے۔ ان کے مطابق مکمل تفسیریں ۱۶، جزئی تفسیریں ۱۹، سابقہ عربی تفسیروں پر حواشی و تعلیقات ۱۲، متعلقات قرآن کریم پر لکھی ہوئی کتابیں ہوئیں، پھر ایک باب میں ان علماء کے حالات لکھے ہیں، جن کی تفسیریں ان کو نہیں ملیں، ان کی تعداد ۵۳ ہے، یہ کل ۱۳۱ کتابیں ہوئیں۔ اور اپنی دوسری کتاب ”علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علماء“ میں لکھتے ہیں: ایسے لوگوں کی خاصی لبی فہرست ہے جنہوں نے عربی زبان میں قرآن مجید سے متعلق کچھ نہ کچھ کام کیا ہے، ان میں ۱۵۶ اسلامی کتابوں کے نام ملتے ہیں جو تفسیر یا علوم قرآن سے متعلق ہیں (کتاب مذکور، ص: ۲۸)

پہلی کتاب قومی کونسل برائے فروع اردو زبان کے اشتراک کے ساتھ مکتبہ جامعہ نئی دہلی نے شائع کی ہے۔ اور دوسری کتاب ادارہ علوم اسلامیہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے شائع ہوئی ہے (سنا اشاعت ۱۹۹۱ء)۔

اور ایک نادر خوبی اس کی یہ ہے کہ ہر سورت میں بسم اللہ الرحمن الرحيم کی تفسیر مختلف طریقوں سے سورت کے مطابق کرتے ہیں۔ نیز ہر سورت سے پہلے اس کا تعارف اور اس کے نام کی توجیہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت سید محمد گیسو دراز حسینی (متوفی ۸۲۵ھ) کی تفسیر "الدر الملتقط" کے مخطوطے کا عکسی ایڈیشن ان کے خانوادے کے مشہور بزرگ حضرت شاہ سید نقیس الحسینی (متوفی ۴۰۰۸ء) نے اپنے اهتمام میں مکتبہ نفائس القرآن، لاہور سے دو جلدیں میں شائع کیا ہے۔ فیضی (متوفی ۱۰۰۳ھ) نے بنی نقط تفسیر "سواطع الإلهام" لکھ کر ایک بے نظیر کارمانہ انجام دیا، یہ تفسیر بھی شائع ہو چکی ہے (۱)۔

احکام سے متعلق تفسیروں کے ضمن میں ہم ملاجیون (متوفی ۱۱۳۰ھ) کی "تفسیر احمدی" اور قاضی شاء اللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۲۵ھ) کی "تفسیر مظہری" کا ذکر کر چکے ہیں۔ اسی طرح نواب صدیق حسن خاں (متوفی ۱۳۰۷ھ) کی کتاب "فتح البيان فی مقاصد القرآن" ہندوستان میں لکھی ہوئی عربی تفسیروں میں ایک جامع تفسیر ہے (۲)۔

(۱) مطبع نول کشور، لکھنؤ ۱۳۰۶ھ

(۲) جدید ایڈیشن پندرہ جلدیں میں ادارہ احیاء التراث الاسلامی، قطر نے شائع کیا ہے، ۱۹۸۹ھ/۱۳۱۰ء

دوسرا فصل

فارسی تراجم و تفاسیر پر ایک نظر

چوں کہ اس زمانے میں عوام کی زبان فارسی تھی؛ اس وجہ سے ایک سے زیادہ فارسی ترجمے بھی وجود میں آئے۔ سب سے پہلے فارسی ترجمہ شیخ فتح اللہ کشمیری (متوفی تقریباً ۶۳۵ھ) نے کیا، جو سری نگر میں موجود ہے۔

پھر اخیر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۶۷۱ھ) نے مختصر حواشی کے ساتھ فتح الرحمن کے نام سے فارسی میں ترجمہ کیا، جو بہت مقبول ہوا۔ چند سال قبل حکومت سعودیہ نے بھی اس کو شائع کیا ہے۔

ای طرح فارسی میں بعض تفسیریں بھی وجود میں آئیں مثلاً قاضی شہناب الدین دولت آپادی (متوفی ۸۲۹ھ) کی تفسیر بحر مواعظ (جو غالباً ہندوستان میں لکھی ہوئی فارسی تفسیروں میں سب سے پہلی تفسیر ہے) اور شیخ یعقوب صرفی کشمیری (متوفی ۱۰۰۳ھ) کی تفسیر۔

تیری فصل

اردو تراجم و تفاسیر پر ایک نظر

شah ولی اللہ کا زمانہ ہندوستان میں فارسی کا آخری دور تھا۔ ان کے صاحبزادگان کے زمانے میں اردو کو راجح حاصل ہونے لگا تو شah صاحب کے جلیل القدر صاحبزادے شah عبدالقدار (متوفی ۱۲۳۵ھ) نے ۱۲۰۵ھ میں شستہ اور بامحاورہ اردو زبان میں پورے قرآن کریم کا پہلی دفعہ ترجمہ کیا، جس کو لفظی و معنوی خوبیوں کے لحاظ سے امتیاز خاص حاصل ہے، اور قدیم ہونے کے باوجود اس کی یہ حیثیت برقرار ہے۔ حضرت مولانا علی میاں صاحب اس کی بعض تعبیرات کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ بالکل الہامی تعبیر ہے۔ شah صاحب سے پہلے قدیم اردو میں بعض اجزاء قرآنی کے ترجمے، بلکہ پورے قرآن مجید کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے، جن کی تحقیق و تفصیل کا یہ موقع نہیں، البتہ جسب سے اردو زبان کی یوں چال یا تحریر میں نیا میوڑ آیا اور اس نے موجودہ صورت اختیار کی، اس کے بعد شah صاحب کے ترجمے کو یقینی طور پر اولیت حاصل ہے۔ شah صاحب نے ترجمے کے ساتھ موضع قرآن کے نام سے مختصر حواشی بھی لکھے۔ اس طرح اردو کے تفسیری حواشی میں بھی اس کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔

پھر متعدد ترجمے ہوئے جن میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) کے ترجمے کو بعض حیثیتوں سے بڑا امتیاز حاصل ہے، اور یہ ترجمہ بقول مولانا دریابادی: ”اپنی خصوصیات کے لحاظ سے بس اپنا نظیر آپ ہی ہے“ (۱)۔

یہ ترجمہ ان کی تفسیر بیان القرآن کے ساتھ پہلی دفعہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔

پھر شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی (متوفی ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء) نے ترجمہ فرمایا، جو اگرچہ بقول خود ان کے انہوں نے شah عبدالقدار صاحب کے ترجمے ہی کو مزید

(۱) تفسیر ماجدی، مقدمہ، جلد اول، ص: ۱۲

سلیس اور زمانہ حال کے مناسب بنانے کے لیے اس میں کچھ ترمیم کر کے کیا ہے، لیکن یہ ترجمہ بہت معنی خیز ہے۔ اس کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔

مولانا فتح محمد جالندھری کا ترجمہ عوام ہی نہیں، اہل علم و دین میں بھی توجہ و اہتمام کا حامل رہا۔ زبان کی صحت و صفائی میں اس ترجمے کو بہت سے تراجم پروفیشنلیت حاصل ہے۔ اس دوران میں متعدد تفسیریں بھی لکھی گئیں، ہندوستانی علماء کی دینی علوم میں رسوخ و پختگی اور عوام کی دین سے والستگی کی وجہ سے اس میں روزافزوں ترقی ہوتی گئی۔ اب تک تیس سے زیادہ کامل تفسیریں اردو میں شائع ہو چکی ہیں۔ ترجمہ و تفسیر اور متعلقاتِ قرآن پر اب تک اردو میں جو کام ہوئے ہیں، ان کا صحیح اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا۔ مشہور فاضل ڈاکٹر محمود احمد غازی نے تیرہ سال پہلے یہ اندازہ ظاہر کیا تھا کہ اردو میں قرآن مجید کے تقریباً ساڑھے تین سو تراجم ہو چکے ہیں (۱)۔

اور آج سے پچھیس سال قبل ڈاکٹر محمد سالم قدوالی نے لکھا تھا: مختلف فہرستوں اور کتابوں کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب تک اردو میں تقریباً ساڑھے چار سو کتابیں قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر سے متعلق لکھی جا چکی ہیں۔ اس میں مختلف سورتوں اور آیات کی تفسیریں بھی شامل ہیں (۲)۔

غالباً مولانا روف احمد مجددی نقشبندی رامپوری (متوفی ۱۲۳۹ھ) پہلے عالم ہیں جنہوں نے اردو میں کامل تفسیر لکھی جو تفسیر روفی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تفسیر دو جلدیں میں شائع ہوئی تھی، (مطبع حیدری بمی ۱۲۹۳ھ)

متعدد کتب خانوں اور افراد کے پاس اس کے نسخے موجود ہیں۔

(۱) دیکھیے محاضرات قرآنی، ص: ۲۲۰

(۲) علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علماء، ص: ۳۵-۳۶

چوتھی فصل

چند اہم اردو تفسیریں

پھر مختلف عرصوں میں متعدد تفسیریں لکھی گئیں۔ سب کے تعارف کی ضرورت ہے، نہ یہاں ممکن، اس لیے چند اہم تفسیروں کا مختصر تعارف کرتے ہیں:

۱۔ تفسیر حقانی، از مولانا عبدالحق حقانی دہلوی (متوفی ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء) مولانا حقانی اپنے عہد کے بہت ممتاز اور نہایت مشہور علماء میں تھے۔ تمام علوم میں مہارت کے ساتھ اپنی تعلیمی سرگرمیوں میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔ ندوۃ العلماء کے تاسیسی اراکین میں تھے۔ عیسائیت اور ہندو نزہب کا بھی گہرا مطالعہ اور ان سے مناظرے کی بھرپور صلاحیت رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے عہد پر گہرے اثرات ڈالے۔

یہ تفسیر آٹھ جلدیوں میں ہے۔ اپنی جامعیت اور متعدد خوبیوں کی وجہ سے اس کے دیبوں ایڈیشن شائع ہو کر خاص و عام میں مقبول ہوئے۔ اس کی پہلی طباعت میں ابتدائی سات جلدیں ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء سے لے کر ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء تک شائع ہوئیں اور آٹھویں جلد ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۱ء میں چھپی۔ پہلے خود مولانا اور ان کے اخلاف دار الاشاعت بلی ماراں، دہلی سے شائع کرتے تھے۔ پھر دہلی اور دیوبند کے متعدد مکتبات نے اس کو شائع کیا، اس کا نیا ایڈیشن اعتقاد پبلشگ ہاؤس دہلی نے شائع کیا ہے۔

یہ تفسیر (جس کا اصل نام فتح المنان ہے) اردو کی سب سے پہلی جامع تفسیر ہے۔ اس تفسیر کی خصوصیات کے بارے میں خود کچھ عرض کرنے کے مقابلے میں بہتر ہے کہ ہم مصنف ہی کی عبارت نقل کریں جس میں انہوں نے اس تفسیر کی جملہ خصوصیات کو بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

اس کتاب میں روایت کو کتب حدیث سے اور درایت کو اس فن کے علماء محققین

سے نہایت احتیاط کے طور پر لے کر جمع کیا ہے اور چوں کہ مقصود، کلامِ ربانی کا لوگوں کو سمجھانا تھا؛ اس لیے اس میں ان چند امور کی رعایت کی:

(۱) اردو میں اصل مطلب قرآن کو واضح کیا۔

(۲) شانِ نزول برداشت صحیح لکھا۔

(۳) آیاتِ احکام میں اول مسئلہ منصوصہ کو ذکر کرنے کے پھر اختلاف مجتہدین اور ان کے دلائل کو بیان کیا۔

(۴) غیر ضروری سمجھ کر فقط ایک ہی قرأت کے موافق وجہ اعراب کو بیان کیا۔

(۵) وجہ مختلفہ میں سے ایک کو سب سے قوی سمجھ کر ذکر کیا۔

(۶) معانی اور بلاغت کے متعلق نکات قرآنیہ کو ظاہر کیا۔

(۷) کوئی حدیث بغیر سند کتب صحاح ستہ وغیرہ کے نہ لایا۔

(۸) فضص میں جو کچھ برداشت صحیح یا کتب سابقہ سے ثابت ہے یا خود قرآن میں کئی جگہ بیان وارد ہے وہاں سے مختص کر کے بیان کر دیا۔

(۹) آیات میں ربط دیا۔

(۱۰) مخالفین کے شکوک و شبہات جس قدر تاریخی واقعات یا مبدأ و معاوہ کے بابت وارد تھے سب کا جواب الزامی اور تحقیقی دیا، اور نفس ترجمہ میں تفسیر کو دو قوسوں کے نیچ میں لایا اور مکرر تفاسیر کی عبارت کے ترجمہ کرنے اور رطب و یابس قصہ بھرنے اور کسی خاص مذہب کی تائید کرنے سے کہ حق و ناقص اُس کی تائید کی جائے اجتناب کیا۔ یہ تفسیر علاوہ زمانہ حال کی متعلق باتوں کے سلف کی عمدہ تفاسیر کا لباب اور عجیب و غریب کتاب ہے (۱)۔

تفاسیر کا طرز اس طرح ہے کہ پہلے ہر سورت کے مضمون پر ایک نظر ڈالتے ہیں، پھر چھلی سورت سے اس کا ربط بتاتے ہیں، پھر شانِ نزول بیان کرنے کے بعد ایک ایک رکوع علاحدہ لے کر اس کا حصل بیان کرتے ہیں، پھر سورت کے خاص نکات اور فوائد لکھتے ہیں، پھر ایک آیت

یا چند آیتوں کا ترجمہ کر کے تفصیل سے نحوی، لسانی اور معنوی بحث کرتے ہوئے تفسیر کرتے ہیں۔
 ڈاکٹر صالح عبدالحکیم کے بقول: مولانا عبدالحق حقانی کا انیسویں صدی کا لکھا ہوا یہ ترجمہ اور تفسیر بعد کے متزحمین و مفسرین کے لیے مشعل راہ ثابت ہوا، مفصل و جامع تفسیروں میں اس کا اعلیٰ مقام ہے، اور بعد کے تقریباً تمام علماء نے اس سے اتفاق کیا ہے (۱)۔
 مولانا دریابادی اس تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں: مذاہب غیر سے مناظرہ کرنے والوں کے لیے خاص طور پر مفید ہے (۲)۔

مولانا تھانوی نے بھی کتب سماویہ سابقہ کے مضمون کے سلسلے میں اپنی تفسیر بیان القرآن میں اس تفسیر سے استفادے کا تذکرہ کیا ہے۔

جب تفسیر حقانی لکھی گئی، اس وقت دہریت کا زور اور عقلیت پسندی کا چرچا ہوا۔ مسلمان اپنے بچوں کو علم کے حصول کے لیے ایسے اداروں میں بھیجتے تھے، جہاں ملحدانہ خیالات پیدا ہونے کے خدشات تھے۔ ان خدشات کی وجہ سے مولانا حقانی نے مقدمہ تفسیر میں خصوصیت سے مذاہب باطلہ کے روکی طرف توجہ کی، دیگر مذاہب کے اصولوں کے مقابلے میں دین اسلام کے اصولوں کی عظمت اور صداقت ثابت کی ہے۔ ان کی مکمل تفسیر خود اس کا کھلا ہوا ثبوت ہے، جس کے مطابع سے ان کی علمی تحقیق کی قدر و قیمت اور افادیت کا صحیح اندازہ لگایا جاسکتا ہے (۳)۔

۲- مواہب الرحمن فی تفسیر القرآن، از مولانا سید امیر علی طبع آبادی (متوفی: ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء)

مولانا اپنے زمانے کے بہت بڑے علماء میں سے تھے، حدیث و علم رجال اور تفسیر میں کم لوگ ان کے پایہ کے ہوں گے۔ عرصے تک مشتی نول کشور کے مطبع لکھنؤ میں تصحیح کتب کا

(۱) قرآن حکیم کے اردو تراجم، ص: ۲۲۲

(۲) تفسیر ماجدی، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، دیباچہ تفسیر، جو تفسیر کے اخیر میں درج ہے

(۳) ڈاکٹر ریحانہ ضیاء صدیقی (علیگ)، مولانا تھانوی اور ان کی تفسیر بیان القرآن ایک تحقیقی مطالعہ، ص: ۴۳۱

کام کیا، پھر متعدد جگہوں پر تدریسی خدمات انجام دی، ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۰ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں صدر مدرس کے عہدے پر فائز ہوئے اور وفات تک اس عہدے کے وزیر بخشی۔ مولانا نہایت رواں قلم اور کثیر التصانیف عالم تھے، ہزار ہا صفحات ترجمہ و تصنیف کے مطبوعہ وغیر مطبوعہ یادگار چھوڑے، ان میں سے سب سے اہم اور سب سے بڑا کارنامہ ان کی عظیم تفسیر مواهب الرحمن ہے۔

یہ تفسیر پہلی بار تین جلدیوں میں ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۶ء سے ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۲ء تک مطبع نول کشور لکھنؤ میں طبع ہوتی۔ مطبع نول کشور ہی میں دوسری ایڈیشن ۱۳۳۱ھ/۱۹۳۱ء میں شائع ہوا۔ پھر طویل عرصے کے بعد مکتبہ رشید یہ لمبیڈ لاہور نے اس کا عکسی ایڈیشن محرم ۱۳۹۷ھ/جنوری ۱۹۷۸ء میں ضخیم دس جلدیوں میں (ہر جلد میں دو دو تین تین جلدیں اکھٹی کر کے) شائع کیا۔ اس کے اگلے سال ذوق العدہ ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء میں اسلامک کارپوریشن راولپنڈی / مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور نے اس کا عکس شائع کیا۔

یہ عظیم اور تقریباً نو ہزار صفحات پر مشتمل اردو کی سب سے ضخیم تفسیر ہے، بقول ڈاکٹر محمود غازی: اس سے زیادہ جامع اور مفصل کوئی تفسیر اردو زبان میں موجود نہیں ہے (۱)۔

اس کے متعلق اس کے طالع و ناشر اول مطبع نول کشور کے کارپردازان نے لکھا ہے: تفسیر مواهب الرحمن جس کا مثل و نظیر نہ اب تک ہوا ہے اور نہ غالباً آئندہ ہوگا۔ فی الحقيقة اس جامعیت کے ساتھ کوئی تفسیر قرآن شریف جس میں کل اقوال مفسرین جمع ہوں، آج تک دیکھنے میں نہیں آئی (۲)۔

مکتبہ رشید یہ لاہور کے ڈاکٹر نے اپنی اشاعت کی پہلی جلد کے صفحے اول پر اس تفسیر کا تعارف کرتے ہوئے جو عبارت لکھی ہے، اس سے اختصار کے ساتھ اس تفسیر کی ساری خصوصیات سامنے آ جاتی ہیں، لکھتے ہیں: اس کی خصوصیات اور محاسن و کمالات بیان کرنے کے لیے میسیوں صفحات بھی ناقافی ہیں، المختصر:

(۱) محاضرات قرآنی، ص ۲۲۰ (۲) مواهب الرحمن، خاتمة الطبع ص: ۸۵۲

☆ بیک وقت یہ ہزار ہا احادیث و آثار کا ترجمہ اور بہترین شرح حدیث۔

☆ ائمہ اربعہ کے فقہی مسائل کے استنباط و اخراج اور ان طریق استدلال کا انمول خزانہ۔

☆ گنجینہ علم کلام۔

☆ معدن سلوک و معرفت۔

☆ ہزاروں ہزار موالع کا مجموعہ۔

☆ پیغمبریت، رفض، اعتراض اور خارجیت کا مکمل مدلل اور احسن رو۔

☆ عقائد و اعمال صحیحہ کا پیغام۔

☆ صحابہ کرام، تابعین، ائمہ محدثین و مجتہدین کے مسلک و مشرب کا بطریق

ترمذی شریف آئینہ۔

☆ اور شنگان علم و معرفت و متلاشیان را حق کے لیے فیض کا ایسا سرچشمہ ہے، جس سے ہر کوئی اپنے اپنے ذوق و نظر اور ظرف کے مطابق سیراب ہو سکتا ہے (۱)۔

مولانا عبدالماجد دریابادی نے صرف ایک سطر میں اس پر بہت جامع تبصرہ کیا ہے، فرماتے ہیں: کہنا چاہیے کہ عربی کی ساری ہی متداول تفسیروں کا جو ہر چیز کراس کے اندر آگیا ہے (۲)۔

تفسیر کا طرز یہ ہے کہ ہر سورت کی ابتداء میں بالتفصیل سورت کے فضائل و خصائص حدیث اور اہل اللہ کے اقوال و تجربات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں، پھر چند آیات مع ترجمہ لکھ کر اوپر مذکور خصوصیات کو سامنے رکھتے ہوئے مفصل تفسیر کرتے ہیں، دوران تفسیر تنبعیہ، فائدہ، نکتہ اور مسئلہ کا عنوان لگا کر اچھی طرح وضاحت کرتے ہیں۔ آپ چوں کہ بڑے درجے کے محدث بھی تھے، اس لیے بعض جگہ موضوع حدیثوں کی نشان دہی بھی کی ہے۔ یہ تفسیر عقائد میں اہل سنت کی بھرپور نمائندگی کرتی ہے اور فقہی احکام و مسائل میں سبھی مسائل کا ایک حد تک احاطہ

(۱) بحوالہ صالح عبد الحکیم، قرآن حکیم کے اردو ترجم، ص: ۲۳۸، ہمارے سامنے مکتبہ رشیدیہ کا جو نسخہ ہے، اس میں یہ عبارت نظر نہیں آئی۔

(۲) تفسیر ماجدی، جلد اول، ص: ۳۶، جدید ایڈیشن

کرتی ہے۔ مولانا کہیں کہیں ائمہ اربعہ کے طریقہ استنباط و استخراج کو بھی پیش کرتے ہیں، ائمہ مجتہدین کے اختلافات کو حمت قرار دیتے ہیں، اور سب کو اپنی اپنی جگہ جائز مانتے ہیں، اور جو لوگ ان اختلافات کو وجہ نزارع اور بحث کے کی بنیاد بناتے ہیں، ان کی نذمت کرتے ہیں۔ تذکیرہ نفس اور معرفت الہی چوں کہ نزول قرآن کا اصل مقصود ہے، اس لیے آپ نے اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے، سالکین صوفیہ کے حوالے بکثرت دیے ہیں، مگر احتیاطاً انھیں تفسیر سے علاحدہ کر کے اشارات کے عنوان سے لکھا ہے۔ اسی طرح آپ نے آیات کی تفسیر کے ضمن میں صحابہ و تابعین اور سلف صالحین کے واقعات بھی عبرت و فیضت کے لیے کثرت سے لکھے ہیں۔ اس تفسیر میں موجود علوم و معارف اور معلومات کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے، کہ مکتبۃ رشیدیہ نے تفسیر کے مضمایں اور مسائل و احکام کی جامع فہرست تیار کی ہے، جو بارہ سو صفحات میں آئی ہے، ناشر کے بقول: اسے اس تفسیر کا دائرة المعارف (انسلائیکلو پیڈیا) کہنا چاہیے۔ یہ جانب محمد خواص خاں صاحب آف ہیرال ضلع نامہ کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے، جنھوں نے تین دفعہ پوری تفسیر پڑھ کر یہ فہرست مرتب کی ہے۔

تفسیر کا جو مقام و مرتبہ ہے اپنی جگہ پر، اس کا مقدمہ بھی خاصے کی چیز ہے، جو ”مقدمة التفسیر“ کے نام سے ایک سوتین صفحات میں آیا ہے۔ اس میں انھوں نے قرآن کا مقام و عظمت، اس کی تعلیم و تعلم اور تلاوت کی فضیلت، مختلف سورتوں اور آیتوں کے فضائل، تفسیر کی اقسام، علم تفسیر کی مشکلات، کیفیت تفسیر و آداب مفسر، طبقات مفسرین، تفسیر میں احادیث و آثار کی ضرورت، تفسیر صوفیہ کی حقیقت، نزولِ وحی کی کیفیات اور حضور اکرم ﷺ کی دعویٰ سرگرمیوں کا کچھ ذکر نیز علوم القرآن کی مختلف اقسام کا تذکرہ کیا ہے۔

تاہم اس تفسیر کی زبان و اسلوب قدیم ہے، ساری باتیں ایک ساتھ لکھی گئی ہیں، نہ کوئی پیراگراف ہے نہ مضمایں کا کوئی عنوان، اس لیے اہل علم ہی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

اگر کوئی صاحب علم ہمت کر کے اس تفسیر کو از سرنو مرتب کر کے شائع کرے، تو علم و دین کی ایک بڑی خدمت ہوگی اور اس کی افادیت عام ہوگی۔

۳۔ بیان القرآن، از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (متوفی: ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)

حضرت تھانویؒ اپنے علمی و عملی کمالات، اصلاحی و تربیتی خدمات اور گوناگون خصوصیات کی وجہ سے برصغیر کے ان چند علماء میں سے ہیں جنھیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔

ان کے عظیم اور بے نظیر کارناموں میں سب سے اہم کارنامہ ان کی تفسیر بیان القرآن ہے۔

ہم پہلے حضرت تھانویؒ کی زبانی اس تفسیر کی خصوصیات نقل کرتے ہیں، پھر اپنے اور دیگر علمائے کرام کے تاثرات پیش کرتے ہیں۔

مولانا نے جن خصوصیات کی رعایت محفوظ رکھی ہے، ان میں سے چند اهم یہ ہیں:

(۱) قرآن مجید کے اول سے اخیر تک ہر سورت اور ہر آیت کا رابط ماقبل کے ساتھ نہایت آسان اور قریب تر انداز سے بیان کیا ہے، اس طرح کہ مضمون کا باہمی ارتباط خود معلوم ہو جائے۔

(۲) اکثر سورتوں کے شروع میں ان کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔

(۳) شہادت کو نفس تفسیر سے، بغیر شہد کو واضح کیے رکھ دیا ہے، صرف ان شہادت کو ذکر کر کے جواب دیا ہے جن کی بنیاد عقلی یا انقلابی دلیل پر تھی۔

(۴) اگر کسی روایت کی بنیاد پر تفسیر کی ہے تو کوشش کی گئی ہے کہ روایت صحیح ہو، لیکن اگر کسی آیت کی تفسیر قرآنؒ ہی سے واضح تھی تو اس کی تائید و تقویت میں پیش کی جانے والی روایتوں میں بحث کا زیادہ اہتمام نہیں کیا گیا۔

(۵) جن آیات کی تفسیر میں حدیث مرفوع ہے، وہاں کسی کا قول ذکر نہیں کیا۔

(۶) جہاں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں، وہاں روایت اور ذوق عربیت کے جزو زیادہ قریب نظر آیا اس کو اختیار کیا گیا ہے، اگر وہنوں قول برابر برابر معلوم ہوئے تو وہنوں کو نقل کر دیا ہے۔

(۷) جن آیات کی تفسیر اکٹھی لکھی گئی ہے، ان کے شروع میں ان مضامین کا ایک جامع عنوان لگایا گیا ہے، جس سے اجمالاً ان تمام آیات کا خلاصہ ذہن میں آ جاتا ہے۔ پھر

ان آیات کی تفسیر اس طور پر کی گئی ہے کہ سب مسلسل اور مربوط بات معلوم ہوتی ہے۔

(۸) فقہی اور کلامی مسائل میں زیادہ تفصیل میں جانے کے بجائے صرف اتنی ہی

تحقیق کی ہے جس پر کلام اللہ کا فہم موقوف ہے۔

(۹) اختلافی مسائل میں مذہب حنفی کے مطابق تفسیر کی گئی ہے اور ضرورت اور دوسرے

مذاہب کا حاشیہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۰) تفسیر میں منطقی نتائج کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے، جس سے اہل علم خصوصی طور پر

لفظ لے سکتے ہیں۔

(۱۱) ہر جگہ تفسیر میں سلف صالح کا انتباع ملحوظ رکھا گیا ہے۔ متأخرین کے اقوال جو سلف کے خلاف تھے، ان کو نہیں لیا گیا ہے۔

(۱۲) زیادہ تفصیل طلب اور تحقیق طلب مضمایں جو کئی جگہ آئے ہیں ان کو ایک جگہ منفصل لکھ کر دوسری جگہ اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

(۱۳) جن لطائف و نکات کا تعلق براہ راست تفسیر سے نہ تھا اور نہ وہ مقصود بالقرآن تھے، ان سے بالکلیہ گریز کیا گیا ہے۔ مقصود صرف حل قرآن رکھا گیا ہے۔

(۱۴) الفاظ ناپ قول کر استعمال کیے گئے ہیں، کوئی مضمون ضرورت سے نہ انہیں لکھا گیا، مگر شاذ و نادر کسی خاص فائدے کے لیے۔

(۱۵) ترجمے کے ساتھ توضیح کے علاوہ جس مضمون کو ضروری دیکھا کہ اس پر پوری

وضاحت موقوف ہے یا کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے تو ”ف“ لکھ کر اس کے تحت واضح کر دیا ہے۔

(۱۶) خالص علمی مباحثت کی زبان عربی رکھی گئی ہے، تاکہ عموم اس میں پڑ کر ابھسن

کا شکار نہ ہو۔

(۱۷) خواص اور علماء کے فائدے کے پیش نظر سورتوں اور آیتوں کے مکی مدنی

ہونے کی وضاحت، غیر مشہور لغات، ضروری وجہ بلاغت، متعلقہ ترکیب، خنفی الاستنباط فقہی

و کلامی مسائل، اسباب نزول کی روایات، ان قرأتوں کا ذکر جن سے ترکیب یا حکم میں فرق

ہوتا ہو، کوئی خاص ترجمہ یا تفسیر اختیار کرنے کی توجیہ، ان تمام باتوں کو اختصار کے ساتھ الگ الگ عنوانات کے تحت حاشیے میں وضاحت سے بیان کیا ہے، یہ حواشی درس و تدریس کے وقت بہت کام آ سکتے ہیں۔

ان خصوصیات و امتیازات کو حضرت تھانوی نے خود مقدمے میں بیان کیا ہے۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ یہ تفسیر ان تمام خصوصیات کی حامل ہے۔ بلکہ ان کے علاوہ ترجمہ تفسیر کے دوران میں بہت سے ایسے لطیف نکتے میں گے جن کا اندازہ مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔ مشکلات قرآن کا حل چنکیوں میں جیسے یہاں ملتا ہے، شاید کہیں نہ ملے۔

مولانا نے تفسیر لکھتے وقت اگرچہ تفسیر وغیرہ کی متعدد کتابیں اپنے سامنے رکھی تھیں، جن میں سے بعض کتابوں کا مقدمے میں ذکر بھی کیا ہے، اور جن کتابوں کے حوالے تفسیر میں متعدد جگہوں پر ہیں؛ تاہم اس تفسیر کے بہت سے مضامین الہامی معلوم ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی تفسیر کرنے کے بعد هذا من المواهب کہہ کر اشارہ بھی کرتے ہیں کہ یہ بات کہیں نہیں ملے گی۔ متعدد تفسیروں کا مطالعہ کرنے والا اس کی قدر جانے گا۔ اور ایک موقع پر خود فرمایا تھا کہ بیان القرآن کے سب مضامین الہامی ہیں۔ یہ تفسیر میں نے کامل شرح صدر کے ساتھ لکھی ہے، اس کی قدر تو ان لوگوں کو ہوگی، جنہوں نے کم از کم بیس معتبر تفاسیر کا مطالعہ کیا ہو (۱)۔

ایک دفعہ فرمایا: تفسیر کے بعض مقامات لکھنے سے قبل میں آدھ آدھ گھنٹہ ٹہلتا رہا اور سوچتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا، تب کہیں جا کر شرح صدر ہوا، اور جن مقامات کے متعلق پھر بھی شرح صدر نہ ہوا، وہاں اس کا صاف اظہار کر دیا اور لکھ دیا کہ اگر اس سے بہتر تفسیر کہیں مل جائے تو اسی کو اختیار کیا جائے، چنان چہ دو مقامات ایسے ہی ہیں ایک سورہ برآستہ میں ایک سورہ حشر میں (۲)۔

یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے علماء محققین نے اس کو سراہا، اور ہمیشہ اس سے استفادہ کرتے رہے۔

(۱) ماہ نامہ "حسن" لاہور، حضرت تھانوی نمبر، ص: ۱۳۱: (۲) ایضاً، ص: ۱۳۱:

علامہ انور شاہ کشمیری نے فرمایا: "میں سمجھتا تھا کہ یہ تفسیر عوامِ الناس کے لیے لکھی گئی ہے، لیکن تفسیر دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ اس سے علماء بھی استفادہ کر سکتے ہیں" (۱)۔

علامہ سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں: "مولانا نے اپنی تفسیر میں روایات صحیحہ اور اقوال سلف صالحین کا التزام کیا ہے، فقہی اور کلامی مسائل کی توضیح کی گئی ہے، شبہات اور شکوک کو حل کیا گیا ہے، صوفیانہ اور ذوقی معارف بھی درج کیے گئے ہیں، عام کتب تفاسیر کے سامنے رکھ کر ان میں سے کسی قول کو دلائل سے ترجیح دی گئی ہے۔ یہ تفسیر تیرہ ہویں صدی کے وسط میں لکھی گئی ہے، اس لیے تمام قدماء کی تصانیف کا خلاصہ اور مختلف منتشر تحقیقات اس میں یک جامл جاتی ہیں" (۲)۔

مولانا محمد اور لیں کاندھلوی نے فرمایا: "جو مضامین کئی صفحات کے مطالعے سے حاصل نہیں ہوتے، حضرت تھانوی انھیں چند سطروں میں حل کرتے ہیں" (۳)۔

نیز اپنی تفسیر معارف القرآن کے مقدمے میں لکھتے ہیں: تفسیری حیثیت سے مطالب قرآنیہ کی بالاستیعاب توضیح اور مسلسل تشریح اور بربط آیات اور حل مشکلات اور بیان معانی میں جو زر الی شان بیان القرآن کو حاصل ہوئی وہ اردو میں کسی اور تفسیر کو حاصل نہیں ہوئی (۴)۔

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں: اس تفسیر کی اصل قدر و قیمت تو صرف وہی علماء جان سکتے ہیں جنہوں نے تفسیر القرآن کے پورے ذخیرے کو چھانا ہوا اور مشکل مقامات پر مختلف مفسرین کی تفسیریں پیش نظر ہوں، کیوں کہ اس وقت وہ دیکھیں گے کہ بڑے بڑے اشکالات کو دو چار لفظوں میں حل کر دیا گیا ہے (۵)۔

مولانا عبدالماجد دریابادی نے لکھا: اسے اگر اردو کی ساری تفسیروں کا سرتاج سمجھا جائے تو شاید مبارکہ ہو گا (۱)۔

(۱) ماہ نامہ الرشید، دارالعلوم دیوبند نمبر، ص: ۵۷۳

(۲) دیکھیے ماہ نامہ فکر و نظر، اسلام آباد، ج ۳۶، ش: ۳-۴، ص: ۱۹۳

(۳) ماہ نامہ الرشید، دارالعلوم دیوبند نمبر، ص: ۵۷۳ (۲) معارف القرآن، ج ۱، ص: ۱، مقدمہ

(۴) قرآن حکیم کے اردو ترجم، ص: ۲۸۸

مولانا احتشام الحق تھانوی نے فرمایا:

تفسیر بیان القرآن نے اپنی بلند پایہ علمی تحقیق، ترجمہ کی سہولت، زبان کی روانی، حل مشکلات، ازالہ شبہات، استنباط نکات وغیرہ خصوصیات اور جامعیت کی بنابر متفقہ میں و متاخرین کی جملہ تفاسیر سے بے نیاز بنادیا ہے (۲)۔

اور بھی بڑے بڑے علماء نے اس کی شان میں بلند کلمات ارشاد فرمائے ہیں (۳)۔

تفسیر سے قطع نظر ترجمہ بھی اس خوبی کا ہے کہ بقول علامہ سید سلیمان ندوی: ”اس ترجمہ میں زبان کی سلاست کے ساتھ بیان کی صحت کی احتیاط ایسی کی گئی ہے جس سے حقیر کی نظر میں بڑے بڑے ترجمے خالی ہیں، اس ترجمہ میں ایک خاص یادتھیہ رکھی گئی ہے کہ کم علمی یا ترجموں کی عدم احتیاط کی وجہ سے جوشکوک قرآنی آیات میں عام پڑھنے والوں کو معلوم ہوتے ہیں، ان کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے کہ بغیر کسی تاویل کے وہ شک ہی پیش نہ آئے“ (۴)۔

غرض مولانا کا یہ ترجمہ و تفسیر ایک بے نظر چیز ہے۔ ترجمہ مختصر حواشی کے ساتھ الگ بھی شائع ہوتا ہے، اور تفسیر کے ساتھ بھی۔ یہ تفسیر بارہ جلدیوں میں شائع ہوئی تھی۔ (اشاعت اول: ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) حاشیے پر مولانا تھانوی ہی کی کتاب مسائل السلوك من کلام ملک الملوك ہے، اس کتاب میں آیات قرآنیہ سے نصایا استنباطاً مسائل سلوک پر استدلال کیا گیا ہے، یہ کتاب عربی میں ہے۔ ساتھ ساتھ اس کا اردو ترجمہ رفع الشکوک بھی درج ہے۔ نیز ہر جلد کے اخیر میں مولانا کی کتاب ”وجوه المثانی مع توجیہ الكلمات والمعانی“ شامل ہے، اس رسائلے میں قراء اسی سبعة کو ضبط کیا گیا ہے۔ ہر جلد کے متعلق اس کا جس قدر مضمون تھا اس کو بطور ضمیمہ اس جلد کے اخیر میں رکھا گیا ہے۔

اب یہ تفسیر پچھے چھ جلدیں ایک جلد میں شامل کر کے ضخیم دو جلدیوں میں جھپٹتی ہے۔ حال میں پاکستان سے نئی کپوزنگ کے ساتھ تین جلدیوں میں بھی آئی ہے، جس کا عکسی ایڈیشن دیوبند سے شائع ہوا ہے؛ مگر اس کپوز شدہ ایڈیشن میں بہت اخلاط ہیں۔ کہیں کہیں

(۱) تفسیر ماجدی، ج: ۱، ص: ۱۸۸

(۲) قرآن حکیم کے اردو ترجمہ، ص: ۲۸۸

(۳) دیکھیے ايضاً، ص: ۲۸۸-۲۹۰

(۴) ماہ نامہ الحسن حضرت تھانوی نمبر، ص: ۱۱۹

پوری پوری سطریں عائب ہیں۔

۲- تفسیر عثمانی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن عثمانی دیوبندی (متوفی: ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) نے قرآن کریم کا ترجمہ فرمایا تھا، جو بقول ان کے شاہ عبدالقدار کے ترجیح میں بس تھوڑی سی ترمیم ہے، لیکن ترمیم اچھی خاصی ہوئی ہے۔ پھر اس پختصر حواشی تحریر کرنا شروع کیا تھا۔ سورہ نساء تک، ہی حواشی کو پائے تھے کہ وصال ہو گیا۔ پھر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی (متوفی ۱۹۳۶ھ) نے ان حواشی کو مکمل کر کے تفسیر پوری کر دی، جو بعد میں تفسیر عثمانی کے نام سے مشہور ہوئی۔

یہ حواشی درحقیقت ”بقامت کہتر اور بقیمت بہتر“ کے مصدق ہیں۔ بڑی بڑی تفاسیر کا خلاصہ اس میں آگیا ہے۔ اتنا ہی نہیں، بلکہ بہت سی نئی تحقیقات اور فوائد بھی اس میں ہیں۔ کم وقت میں پورے قرآن کریم کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے اس سے بہتر تفسیر کم سے کم اردو میں مشکل سے ملے گی۔

علامہ سید سلیمان ندوی (متوفی ۱۹۵۳ء) ان حواشی کے بڑے قدر دال تھے (۱)۔ مولانا محمد اور لیں کاندھلوی (متوفی ۱۹۷۲ء) اس تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

نهایت مختصر اور جامع تفسیر جو جدید شبہات کے قلع قع کے لیے کافی اور شافی ہے.... اور فصاحت و بلاحثت اور حسن تعبیر کے لحاظ سے بھی بے نظیر ہے (۲)۔

قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی (متوفی ۱۹۹۱ء) کے بقول: حقیقت یہ ہے کہ علامہ مرحوم نے تخمیں مجلدات تفسیر یہ کو کوزہ ہی میں نہیں، بلکہ سلاسل تحقیق زبان و لطائف بیان کے سارے بلوریں میں جھر دیا ہے (۳)۔

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسni ندوی (متوفی ۱۹۹۹ء) فرماتے تھے کہ اس تفسیر کی قدر وہ جانے گا، جس کی نظر کتب تفسیر پر ہو۔

(۱) دیکھیے نقش زندگی۔ خودنوشت حضرت مولانا مجیب اللہ ندوی، ص: ۸۷

(۲) معارف القرآن، ج ۱، ص: ۷۱، مقدمہ

(۳) دیکھیے قاموس القرآن، از مولانا سجاد میرٹھی، دیباچہ موافق، ص: ۱۳

اس وجہ سے یہ تفسیر بہت مقبول ہوئی اور عوام کے ساتھ خواص نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا اور مسلسل فائدہ اٹھارہ ہے ہیں۔ اس کے دسیوں ایڈیشن شائع ہوئے۔ حکومت سعودیہ نے حضرت مولانا علی میاں صاحب کی تجویز پر اردو تراجم و تفاسیر میں اس کا انتخاب کیا اور بڑے پیمانے پر اس کی اشاعت کی۔ پھر سورہ فاتحہ کے حواشی میں عقائد کے تعلق سے کسی بات کو نامناسب اور قابل اعتراض قرار دے کر کچھ لوگوں نے اس کے خلاف زبردست مہم چھیڑی، یہاں تک سعودی حکومت نے اس کی اشاعت روکاوی۔

عقل اور انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ اس نامناسب بات میں ترمیم یا اس کو حذف کر کے اس کی اشاعت جاری رکھی جاتی۔ اور خواص و عوام کو ان عظیم قرآنی معارف و فوائد سے محروم نہ کیا جاتا!

۵۔ معارف القرآن، از مولانا محمد اور لیں کاندھلوی (متوفی ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۳ء)

مولانا نے مقدمے میں جواب تین لکھی ہیں، ان سے اس تفسیر کی حسب ذیل خصوصیات سامنے آتی ہیں:

- (۱) ربط آیات کو اہتمام سے بیان کیا گیا ہے۔
 - (۲) مطالب قرآنی کی توضیح و تشریح میں احادیث صحیح اور اقوال صحابہ و تابعین پر اعتبار کیا گیا ہے۔
 - (۳) بقدر ضرورت لائف و معارف اور نکات بیان کیے گئے ہیں۔
 - (۴) مشکل مسائل کی تحقیقات پیش کی گئی ہیں۔
 - (۵) ملاحدہ اور مفترضین کے شبہات اور اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں۔
- ان خصوصیات کو بیان کرنے کے بعد مولانا اپنا مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
- عہد نبوت اور عہد صحابہ و تابعین سے لے کر اس وقت تک امت کے علماء ربائیں اور رائخین فی العلم نے جس طرح قرآن کریم کا مطلب سمجھا ہے، اسی طرح اس امانت

کو بلا کسی خیانت کے مسلمانوں تک پہنچا دیا جائے، اور کسی جگہ بھی اپنی رائے اور خیال اور نظریے کو قرآن کے بہانے سے پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکا اور فریب نہ دیا جائے، جیسا کہ آج کل آزاد منشوں کا یہ طریقہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیریں لکھ کر اس لیے شائع کر رہے ہیں کہ تاویل و تحریف کے ذریعے قرآنی تعلیمات کو مغربی تہذیب و تمدن کے مطابق کر دیں.....ناچیز نے مسلمانوں کو اس فتنے سے بچانے کے لیے یہ تفسیر لکھنی شروع کی کہ جیسا مطلب قرآن کریم کا اللہ کے رسول ﷺ نے اور صحابہ و تابعین نے سمجھا ہے، وہی مسلمانوں کے سامنے پیش کر دے، تاکہ لوگ صحیح طور پر قرآن کو سمجھ سکیں اور صحیح طور پر اس پر عمل کر سکیں، بغیر علم صحیح کے عمل صحیح ناممکن ہے۔ (۱)

ہندوستان میں تو لوگ اس تفسیر سے زیادہ واقف نہیں ہیں، مگر واقف لوگ بڑے قدر دان ہیں، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تفسیر کے بڑے استاد مولانا محمد عارف سنبلی ندوی (متوفی: ۲۰۰۶ء) اس کو بہت اہمیت دیتے تھے اور اس کی عظمت کے بڑے قائل تھے۔ اور لوگوں نے بتایا کہ پاکستان میں اس کو بڑی مقبولیت حاصل ہے، اور اہل علم میں مفتی محمد شفیع صاحب کی معارف القرآن سے زیادہ راجح ہے۔

یہ تفسیر آٹھ صفحیں جلدیں میں ہے، سورہ صافات تک مولانا نے لکھی تھی (جو چھٹی جلد پختم ہوتی ہے) پھر ان کا انتقال ہوا تو ان کے فاضل صاحبزادے مولانا محمد مالک کاندھلوی (متوفی ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء) نے اسی طرز پر اس کا تکمیلہ لکھا، جو سورہ ص سے سورہ الناس تک دو جلدیں پر مشتمل ہے۔

پاکستان کے مختلف شہروں سے شائع ہوتی ہے، ہمارے سامنے مکتبۃ المعارف دارالعلوم الحسینیہ شہزاد پور، ضلع سانگھڑ سندھ پاکستان کا نسخہ ہے۔ (طبع دوم ۱۴۲۲ھ)، اسی کا عکسی ایڈیشن فرید بک ڈپوڈلی نے شائع کیا ہے۔ (سنہ طباعت ۲۰۰۱ء)

۶- معارف القرآن، از سابق مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی

(متوفی ۱۹۷۶ء)۔

سلف صالحین کی تشریحات کی روشنی میں مفصل طور پر قرآن کریم کو سمجھنے اور آسانی کے ساتھ اس سے ہدایات حاصل کرنے کے لیے یہ ایک مفید ترین تفسیر ہے۔ دراصل عوام کو سامنے رکھ کر یہ تفسیر لکھی گئی ہے جیسا کہ مقدمے میں خود مفتی صاحب نے صراحت کی ہے، اور مقدمے میں تفسیر کی خصوصیات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) پوری کتاب میں سلف صالحین کی تفسیروں پر اعتماد کیا گیا ہے۔

(۲) لطائف و معارف کے درجے میں متاخرین میں سے مستند اہل تفسیر کے مضامین بھی لیے گئے ہیں، بالخصوص ایسے مضامین جن سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دین پر عمل کا جذبہ پیدا ہو۔

(۳) مکمل تفسیر شروع کرنے سے پہلے آیات کا خلاصہ لکھ دیا گیا ہے، اس طرح کہ فہم قرآن کے لیے ایک حد تک کافی ہو جائے۔

(۴) عوام کے خیال سے اختلافات قرأت، صرف، فتح و اور لغت و بلاغت جیسے علمی مباحثت سے گریز کیا گیا ہے۔

(۵) اخیر میں معارف و مسائل کے عنوان سے تفصیل ووضاحت کے ساتھ مندرجہ بالا آیات سے متعلق احکام و مسائل اور فوائد لکھے گئے ہیں۔ اس ضمن میں عصر حاضر کے مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

ان خصوصیات کی وجہ سے اس تفسیر کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور ہندو پاک میں اس کے دسیوں ایڈیشن شائع ہوئے اور مسلسل شائع ہو رہے ہیں۔ یہ تفسیر آٹھ جلدیوں میں ہے۔

—تفسیر ماجدی، ازمولانا عبدالمadjد دریابادی (متوفی ۱۹۷۷ء)

مولانا دریابادی کی جوانی کا زمانہ بیسویں صدی کا ابتدائی زمانہ ہے، جب تحریک علوم اور سائنس کا دور دورہ تھا۔ ہر شعبے میں نئی نئی تحقیقات ہو رہی تھیں، تاریخ اور جغرافیہ کے علم نے وہ اہمیت اختیار کر لی تھی جو انھیں کبھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ تمدنی علوم اور اقتصادیات نے غیر

معمولی وسعت اور مقبولیت حاصل کر لی تھی، نئی کھدائیوں اور آثار قدیمہ کی دریافت سے بہت سے تاریخی مسلمات اور جغرافیائی روایات محل نظر بلکہ خلاف واقعہ سمجھی جانے لگی تھیں، اس سے عالم اسلام کے علمی طبقے پر ایک نئی ذمہ داری عائد ہوتی تھی، اب ان جدید معلومات و تحقیقات کی روشنی میں اعجاز قرآن اور صداقت قرآنی کو اسی طرح عیاں اور عالم آشکارا کرنا تھا، جیسا کہ قدیم علماء و متنکریین اور مفسرین قرآن کو اپنے زمانے میں یونانی فلسفہ و حکمت، الحاد و باطنیت اور اپنے زمانے کے فتنوں کا مقابلہ کرنا پڑا تھا اور انہوں نے علمی و عقلی دلائل سے اسلام کی صداقت، قرآن کریم کی حقانیت اور سنت کی عظمت و ضرورت کو ثابت کیا تھا۔

یہ فرض کفایہ کے درجے کا ایک بہت ضروری کام اور ملی فریضہ تھا، مگر اس کو کون انجام دیتا؟ اس کے لیے قدیم و جدید علوم میں بصیرت، فلسفہ جدید میں ہمارت، نئے اکتشافات اور تحقیقات کا علم، بدلتے ہوئے حالات پر نظر، ادیان مختصرہ اور افکار باطلہ سے آگاہی اور جدید طبقے کی نفیاں اور قہقہی ساخت سے واقفیت کی ضرورت تھی۔ اور اس سب کے ساتھ اسے وہی کی صداقت، قرآن کی حقانیت، حدیث و سنت کی اہمیت و ضرورت اور اسلام کی ابدیت اور اس میں تمام مسائل کے حل کی صلاحیت پر علم الیقین نہیں عین الیقین حاصل ہو، ان صفات کے جامع اور ان خصوصیات کے حامل افراد کی عالم اسلام میں بڑی کمی تھی، انھی محدودے چند افراد میں مولانا دریابادی کی ذات گرامی تھی اور ان کی شخصیت ان تمام خصوصیات میں بہت نمایاں تھی۔ یہ سعادت اللہ نے انھی کے لیے مقدر کی تھی اور اس کے لیے ان کا انتخاب عمل میں آیا تھا، چنانچہ اس کے لیے انہوں نے کمرہ بہت باندھی اور ایسی تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا جس سے یہ فرض اور قرض ادا ہو۔ اور زمانے کی شہادت ہے کہ بکمال حسن و خوبی اور پوری قابلیت کے ساتھ وہ اس سے سکدوں ہوئے۔ یہی اس تفسیر کا بنیادی وصف اور امتیازی خصوصیت ہے (۱)۔

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی^۱ نے تفسیر ماجدی جدید ایڈیشن کے مقدمے میں تفسیر

(۱) معلوم ہوا کہ مولانا نے اس مقصد کے لیے انگریزی میں مفصل چار جلدیوں میں تفسیر لکھی، پھر دوسری مزید خصوصیات کے ساتھ ادوی میں اس کام کو انجام دیا۔ جا بجا انہوں نے بعد تفسیر میں تفصیل کے لیے انگریزی تفسیر کا حوالہ دیا ہے۔

ماجدی کی اس خصوصیت و انفرادیت کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اسی طرح مولانا عبد اللہ عباس ندویؒ نے تفسیر ماجدی کی خصوصیات اور اس کی انفرادیت کے عنوان سے مفصل مضمون لکھا ہے جو جدید ایڈیشن میں شامل ہے۔ ہم ان باتوں کو مختصر آبیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اس تفسیر کی سب سے اہم خصوصیت فلسفہ جدیدہ کا مقابلہ اور مغربی تہذیب و ثقافت اور جدید سائنس اور تحقیقات کی روشنی میں پیدا ہونے والے افکار و خیالات اور نظریات کا قرآنی حقائق کی روشنی میں محاسبہ؛ قرآن مجید، دین اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اٹھائے جانے والے اشکالات کا منطقی جواب اور دین فطرت کے خلاف پھیلائے جانے والے پروپیگنڈوں کی حقیقت کا بیان؛ فطری اور تاریخی بنیادوں پر تورات و انجیل کے بیانات کا مقابلی مطالعہ؛ انبیاء پر الزامات کی پردہ دری؛ انھی کے لٹریچر سے ان کی مقدس کتابوں کی تحریفات و تلبیسات کی نقاب کشائی اور ان کے فرسودہ خیالات اور مسلمہ عقائد کی تردید، اور انھی کی کتابوں سے قرآن کی حقانیت و صداقت اور اسلامی نظام کی برتری پر دلائل کی فراہمی۔

حضرت مولانا علی میاں صاحب اپنے وسیع تفسیری مطالعہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ”تفسیر ماجدی“ اپنی بعض خصوصیات میں منفرد ہے اور عام تفسیری ذخیرے کی موجودگی میں اس کی بہر حال ضرورت تھی، قرآن مجید کے بیسیوں مقامات ایسے ہیں کہ ان میں قرآن کا اعجاز اور وحی محمدی کی صداقت پورے طور پر اس وقت تک عیاں نہیں ہو سکتی، جب تک کہ ان آیات کا تاریخی پس منظر سامنے نہ ہو، اور جن اقوال و عقائد کی تردید یا نفي کی گئی ہو، ان کی حقیقت و اصلیت اور ان کی اس دور میں اہمیت و مقبولیت و عمومیت معلوم نہ ہو، اس سلسلے میں مولانا عبد الماجد صاحب نے ایک نہایت قابل قدر خدمت انجام دی ہے، جس کا شکریہ ان سب لوگوں پر واجب ہے جو مغربی زبانوں سے براہ راست واقفیت نہ رکھنے کی وجہ سے ان ماذدوں سے فائدہ نہیں اٹھاسکتے، یا ان کے پاس اتنا وقت اور ایسا وسیع کتب خانہ نہیں ہے۔ قرآنی واقعات و قصص اور مقامات و امکنہ، نیز اشخاص و اقوام اور مذاہب و فرق سے متعلق

انھوں نے اتنا مواد جمع کر دیا ہے جو یکجا نہیں مل سکتا، پھر جہاں تک میری نظر پڑی ہے وہ مسلک سلف سے ہے نہیں ہیں (۱)۔

(۲) مولانا دریابادی سے پہلے بھی متعدد مفسرین نے تورات و انجیل کے بیانات سے قرآن کریم کی آیات کا مقابل کیا ہے، مگر ان تمام کا وشوں اور مولانا دریابادی کے درمیان فرق یہ ہے کہ ان حضرات کا انداز مدافعاً ہے اور صرف ان ہی مقامات پر گفتگو کی ہے، جن پر مستشرقین کی طرف سے جملے ہوئے ہیں، برخلاف مولانا دریابادی کے کہ انھوں نے اقدامی طریقہ اختیار کیا ہے اور خود بڑھ کر تحریف شدہ کتابوں کا کھوکھلا پن و کھا دیا ہے۔ اور واقعہ ہے کہ شخص کے علاوہ اور منازلِ وحی بھی ایسے ہیں، جہاں مولانا نے مقابل کر کے دکھایا ہے کہ اگر وحی کی روشنی کہیں ہے تو صرف قرآن میں ہے۔

(۳) اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مذاہب منحرفہ اور فرقہ باطلہ کا ابطال مناظرانہ انداز اور سلبی اسلوب میں نہیں ہے، بلکہ ایجادی انداز میں وہ سب کچھ کہہ دیا ہے جس سے کسی باطل پرست کو موشکانی کا موقع نہیں مل سکتا۔

(۴) مولانا نے اپنے ترجمہ و تفسیر میں عربیت کی باریکی کا بڑا خیال رکھا ہے اور بڑی اختیا طمح و نظر کھی ہے، اگر عام مفسرین سے ہٹ کر کوئی رائے اختیار کرنی پڑی تو سابقہ اہل لفت و اہل تفسیر کی تشریحات کی روشنی میں اور اپنے مرشد کامل حضرت تھانوی سے مشاورت کے بعد ہی کسی رائے کو ترجیح دی ہے، کبھی وہ تفسیر کے ضمن میں نحو و بلاغت کے وقیق مسائل اور باریک سے باریک فرق کو بھی واضح کرتے ہیں۔

(۵) معاشرتی آیات کے تحت مولانا مختلف قوموں کے رسم و رواج کو بیان کرتے ہوئے اسلام کے طرز حیات کی برتری والوں پر نقش کرتے ہیں۔

(۶) جدید سائنسی اکشافات سے قرآنی حقائق کی جو تصدیق ہوئی ہے، ان کی نشان دہی اور تصریح کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

(۱) مقدمہ تفسیر ماجدی، جلد اول، ص ۱۰-۱۱

(۷) اس تفسیر کا ایک بڑا احتیاز یہ ہے کہ سابق مفسرین نے کن الفاظ میں اس بات کی تشریح کی ہے، اس کا جامع انتخاب یہاں الٹھاٹ جاتا ہے، اس سے بہت سی تفسیروں سے مراجعت کی قاری کو پھر ضرورت نہیں ہوتی اور اس کا وقت بچتا ہے۔

(۸) آیات قرآنیہ سے مستنبط ہونے والے اصلاح و تربیت اور سلوک و معرفت کے لطیف نکتے بھی جا بجا مرشد تھانوی کے حوالے سے نقل کیے ہیں، جس سے بہت سے تربیتی گراؤں کے ہاتھ آتے ہیں۔

(۹) مولانا نازیبادی منفرد طرز نگارش کے والک ایک مسلم ادیب تھے؛ لیکن انہوں نے قرآن کی ترجمائی میں ادب کی بہبی باکی اور عبارت کی اثر انگلیزی کو اعتیاٹ کے حدود سے نکلنے نہیں دیا، اور ساق کے کھینچے ہوئے دائرے سے تقدم باہر نہیں نکالا ہے۔

(۱۰) ایک آخری احتیاز اس تفسیر کا مولانا عبداللہ عباس تدوی صاحب کے الفاظ میں ہے کہ قرآن کی عظمت کا تصور شروع سے اخیر تک فائم رہتا ہے۔ کلام اکا جلال و کمال، اس کی معنویت، اثر انگلیزی، آیات رحمت میں رحمت کا منظر، آیات غضب میں روشنگئے کھڑے کرنے والا جوانداز ہے اس کو دوسری زبان میں منتقل کرنا آسان نہیں ہے، بشرط پر بھی بشر ہے، اس کے کلام میں وہ زور کہاں آسکتا ہے جو اصل میں ہے، مگر اس کا کوئی شتم، کوئی معمولی سے معمولی حصہ، اگر انسان اپنی زبان میں منتقل کر سکتا ہے تو اس کی نمایندگی تفسیر ماجدی کرتی ہے۔ مولانا کی تفسیر کو پہلی دفعہ ۱۹۵۲ء میں تاج کمپنی کراچی نے شائع کیا، مولانا زندگی کے آخری ایام تک اپنی تفسیر میں جدید معلومات اور ضروری تبیہات کا اضافہ کرتے رہے۔ مسودہ دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ مولانا نے تقریباً ایک تھائی مواد کا اضافہ کیا ہے۔ مولانا کی خواہش تھی کہ قرآن کریم کی ہر منزل کی مستقل ایک جلد ہو۔ چنان چہاب یہ اضافہ شدہ ایڈیشن مولانا کی خواہش کے مطابق سات جلدیوں میں پہلی دفعہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء سے مکمل صورت میں شائع ہوا ہے۔

مولانا مودودی، اسلامی موضوعات اور اسلام کے نظام حیات پر پوری خود اعتمادی کے ساتھ لکھنے والے، مغربی افکار و نظریات اور مغربی تہذیب اور اس کے فلسفہ حیات پر جرأت کے ساتھ ہر طرح کی مروعیت سے بالاتر ہو کر تیشہ زنی کرنے والے، دین کی سربلندی اور اقامتِ دین کی خاطر، ہر قربانی کے لیے تیار ہنے والے، نہایت موثر طرز نگارش کے مالک، ”جماعتِ اسلامی“ کے بانی اور مشہور مفکر ہیں۔

مولانا نے مندرجہ بالا مقاصد کی خاطر دیوں کتابیں لکھیں اور سینکڑوں مضمونیں تحریر فرمائے، مگر ان کی سب سے عظیم تحریری کاوش ان کی تفسیر ”تفہیم القرآن“ ہے۔ اس کے ساتھ انھوں نے ایسے موضوعات پر بھی اظہار خیال کیا جو ان کا میدان نہیں تھا، اور ایسی باتیں ان کے قلم سے نکلیں جو علماء کے نزدیک قابل اعتراض اور بجا طور پر قابل تنقید تھیں۔ اور ایسی بے اختیار طیاں عموماً ان لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں، جنھیں علماء کی طویل صحبت میسر نہیں آتی اور جن کا وینی تصور اور فہم زیادہ تر محض اپنی ذہانت اور کتابوں کے مطالعے کا نتیجہ ہوتا ہے (۱)۔

لیکن ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ یہ غیر محتاط، نامناسب اور اجماع کے خلاف باتیں بھی ہمیں ان سے کلیٹا کاٹ دیں، اور ہم ان سے پوری طرح بدگمان ہو جائیں۔ اور ان کی ہر چیز پر تنقید کرنے لگ جائیں (۲) بلکہ عقل، انصاف اور دین کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی تنقید کو محدود رکھیں اور ان کی تعمیری اور ایجادی باتوں سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی اس پر آمادہ کریں؛ مگر انسان کی یہ عجیب کمزوری ہے کہ جب وہ کسی کو تنقید کا نشانہ بناتا ہے تو اس کی ہر چیز اس کی زدیں آ جاتی ہے، اس کا خیز بھی اسے شر نظر آنے لگتا ہے، اس کے ایجادی عمل میں بھی سلبی پہلو دکھائی دیتا ہے اور اس کی تعمیر بھی تخریب کی صورت میں سامنے آتی ہے۔

مولانا مودودی بھی اس طرز عمل کے شکار ہوئے، ہمارے ایک حلقة نے ان کی ہر

(۱) علامہ شاطبی نے بھی اس سے متنبہ کیا ہے، اس کی کچھ تفصیل ہمارے رسالے ”علم بلا استاد اور اس کے خطرات“ میں ملے گی۔

(۲) علامہ ابن قیم اور امام ذہبی جیسے غیور اور حق پرست ناقدین نے بھی اس سے خبردار کیا ہے، تفصیل کا یہ موقع نہیں

تحریر سے کلی احتیاط ضروری قرار دے کر ان کی قابل استفادہ چیزوں سے بھی لوگوں کو محروم کیا۔ ہم ان کی نیتوں پر شبہ نہیں کرتے، مگر ان کے طرز عمل سے اختلاف کیا جاسکتا ہے، اور ہم دیناتھاً اور حق سمجھ کر اس کا اظہار کر رہے ہیں۔

تفہیم القرآن کے تعارف اور اس کی خصوصیات بیان کرنے سے پہلے ہمیں یہ تمہید ضروری معلوم ہوئی۔

مولانا نے دیباچے میں تفہیم القرآن لکھنے کا مقصد اور اس کی خصوصیات کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے:

اس کام میں میرے پیش نظر علماء اور محققین کی ضروریات نہیں ہیں، اور ان لوگوں کی ضروریات ہیں جو عربی زبان اور علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد قرآن مجید کا گہرائی تحقیقی مطالعہ کرنا چاہتے ہیں، ایسے حضرات کی پیاس بخганے کے لیے بہت سچھ سامان پہلے سے موجود ہے۔ میں جن لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں وہ اوسط درجے کے تعلیم یافتہ لوگ ہیں، جو عربی سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں اور علومِ قرآن کے وسیع ذخیرے سے استفادہ کرنا جن کے لیے ممکن نہیں ہے، انھی کی ضروریات کو میں نے پیش نظر کھا ہے، اس وجہ سے بہت سے ان تفسیری مباحثت کو میں نے سرے سے ہاتھ ہی نہیں لگایا جو علم تفسیر میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں، مگر اس طبقے کے لیے غیر ضروری ہیں۔ پھر جو مقصد میں نے اس کام میں اپنے سامنے رکھا ہے، وہ یہ ہے کہ ایک عام ناظر اس کتاب کو پڑھتے ہوئے قرآن کا مفہوم و مذہ عالاً کل صاف صاف سمجھتا چلا جائے اور اس سے وہی اثر قبول کرے جو قرآن اُس پر دالا چاہتا ہے۔ نیز دورانِ مطالعہ میں جہاں جہاں اسے الجھنیں پیش آسکتی ہوں وہ صاف کر دی جائیں اور جہاں کچھ سوالات اس کے ذہن میں پیدا ہوں ان کا جواب اُسے بروقت مل جائے، یہ میری کوشش ہے۔ اب اس امر کا فیصلہ عام ناظرین ہی کر سکتے ہیں کہ میں اس میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں، بہر حال یہ حرفاً آخر نہیں ہے، ہر ناظر سے میری درخواست ہے کہ جہاں کوئی تشنیگی محسوس ہو، یا کسی سوال کا جواب نہ ملے، یامذہ عالاً اچھی طرح واضح نہ ہو رہا ہو، اس سے

مجھے مطلع کیا جائے، تاکہ میں اس خدمت کو زیادہ سے زیادہ مفید بناسکوں۔ علماء کرام سے بھی میں گزارش کرتا ہوں کہ مجھے میری غلطیوں سے آگاہ فرمائیں (۱)۔

اب ہم مختصرًا تفہیم القرآن کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں:

(۱) ہر سورت کی ابتداء میں ایک جامع مقدمہ تحریر فرماتے ہیں، جس میں سورت کے نام اور اجزائے مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے شان نزول اور زمانہ نزول سے بحث کرتے ہیں، اس مضمون میں روایات کا سہارا لینے کے ساتھ درایت سے بھی کام لیتے ہیں، اور سورت کے مضامین سے اس پر استدلال کی کوشش کرتے ہیں، اور اخیر میں سورت کے مباحث و مضامین کا تجزیہ کرتے ہوئے بڑی جامعیت کے ساتھ اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

(۲) آیات کی تفسیر کے مضمون میں روایات بھی بیان کرتے ہیں؛ مگر روایات جمع کرنا ان کے پیش نظر نہیں، اس لیے انھی روایتوں کے ذکر پر اتفاقاً کرتے ہیں جن سے مفہوم کے تجھنک میں مدد ملتی ہو اور وہ درایت کے معیار پر بھی پوری اترتی ہوں۔

(۳) چوں کہ مولانا کے پیش نظر عام انسانوں کے سامنے قرآن کریم کے پیغام اور اسلامی نظام حیات کو پیش کرتا ہے، اس لیے انہوں نے خوب بااختی وغیرہ ہر قسم کی دلیق علمی بحثوں سے گریز کیا ہے۔

(۴) آیاتِ احکام میں جہاں اختلاف واضح کے بغیر مطلب بیان کیا جا سکتا ہو تو وہاں اختلاف کا ذکر نہیں کیا اور جہاں اختلافات ذکر کیے ہیں وہاں مسلکی تعصب سے بھی کلی اجتناب کیا ہے۔ اکثر کسی موازنے کے بغیر سب کی آراء کو دیکھتے ہیں اور کبھی دلائل کی قوت کی وجہ سے کسی رائے کو راجح بھی قرار دیتے ہیں۔

(۵) وہ قرآنی باتوں کو برحق اور تورات و انجلیل کو محض ثابت کرنے کے لیے انھی کتابوں سے استدلال کرتے ہیں اور ان کتابوں کے خلاف واقعہ اور متفاہ امور کی نشان دہی کے لیے اس کے خواہے دیتے ہیں۔

(۱) تفہیم القرآن، جلد اول، ص: ۵-۶

- (۶) اس تفسیر کا ایک احتیاز یہ ہے کہ جدید علمی نظریات اور مادہ پرستانہ فلسفوں کا متعلقہ آیات کے ضمن میں بھرپور ابطال کیا ہے۔
- (۷) اس تفسیر کا ایک خصوصی احتیاز یہ ہے کہ انبیاء کے واقعات کی تفسیر کرتے ہوئے متعلقہ مقامات کے نقشے اور تصویریں بھی دیتے ہیں، جن سے ان آیات کا مفہوم بآسانی سمجھ میں آتا ہے اور حقیقت سامنے آ جاتی ہے۔
- (۸) توحید اور اللہ کی قدرت و عظمت والی آیتوں پر ایسا موثر اور بلیغ تشریحی نوٹ لکھتے ہیں کہ عظمت الہی دل پر چھا جائے اور ایمان کی افزونی کا احساس ہونے لگے۔
- (۹) اس تفسیر سے موجودہ دور کے نشوون اور جدید چیلنجوں کا جواب جگہ جگہ مل سکتا ہے اور مغربی تہذیب کی ملعم سازیوں کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے۔
- (۱۰) معاشرتی احکام کے ضمن میں مسلم معاشرے کی خرابیوں پر تنبیہ کر کے اور مختلف موقعوں پر مسلمانوں کو ان کی کمزوریاں یاد دلا کر اسلامی نظام پر عمل کی ترغیب دیتے ہیں، اور اس کی معقولیت ذہن شین کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
- (۱۱) اس سب کے ساتھ بعض موقعوں پر مولانا کی اپنی تحقیقات اور ترجیحات بھی اہل علم کے لیے لائق توجہ، بلکہ باعثِ اطمینان ہو سکتی ہیں، مثلاً **مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يُنْهَا فُلَانٌ لَهُ أَسْرِيَ بِحَتْنِي يُشَخِّنَ فِي الْأَرْضِ** (۱) کی تفسیر دیکھیے۔^(۲)
- (۱۲) اس تفسیر کا اصل مقصد اور اس کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے عقلی دلائل سے یہ بات ثابت کی ہے کہ اسلام ہی دین فطرت ہے، جس میں تمام انسانوں کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ اسلامی نظام زندگی، اس کے احکام و قوانین ہر دور کے لیے قابل عمل، لائق تشبیہ اور ترجیحات کے ضامن ہیں۔

ان سب خصوصیات کے باوجود اس تفسیر کی بعض باتیں ہو سکتی ہیں:

ایک یہ کہ مولانا نے دیباچے میں اس کا اظہار کیا ہے کہ انہوں نے ترجیح کا طریقہ

(۱) الأنفال: ۶۷ (۲) تفہیم القرآن، جلد دوم، ص: ۱۵۹-۱۶۰

چھوڑ کر آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا ہے، اور عربی مبین کی ترجمانی اردو میں سے کرنے کی کوشش کی ہے، کوئی شک نہیں کہ مولانا نے اکثر جگہوں پر بہترین ترجمانی کی ہے، مگر کہیں کہیں ان کا یہ دعویٰ کھٹکتا ہے، مثلاً انھوں نے سورہ لقمان میں ﴿فَمِنْهُمْ مُّفْتَصَدٌ﴾ کا ترجمہ کیا ہے: کوئی اقتضاد برداشت ہے، اور سورہ مومن میں ﴿سُلْطَانٌ مُّبِينٌ﴾ کا ترجمہ ”سُنْدِ مَامُورِیت“ سے کیا ہے (۱)۔ یہ دونوں تعبیریں عام فہم نہیں ہیں!

اسی طرح اس آزاد ترجمانی میں کہیں الفاظ سے تجاوز ہو گیا ہے، مثلاً سورہ کہف کی آیت ﴿مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٰ﴾ کا ترجمہ دیکھیے (۲) اور سورہ کہف ہی میں ﴿تَرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ میں حال کے بجائے استفہام سے ترجمہ کیا ہے اور ﴿طَغْيَانًا وَ كُفَرًا﴾ میں مفعول بہ کے بجائے مفعول لہ کے طور پر ترجمہ کیا ہے، جو عام مفسرین کے اختیار کے خلاف ہے، فیز دیکھیے سورہ فرقان میں ﴿كَيْفَ ضُرِبُوا لَكُمُ الْأَمْثَالُ﴾، ﴿وَرَتَّلَنَا هُنَّا تَرْتِيلًا﴾ اور ﴿وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَى رِبِّهِ ظَهِيرًا﴾ کے ترجمے (۳) اور سورہ روم کی آیت ﴿يُوسُفُ مَذْيَّدٌ يَصْدِعُونَ﴾ کا ترجمہ (۴) اور وسیعوں جگہوں پر عربیت کے لحاظ سے سقلم معلوم ہوتا ہے مثلاً سورہ صافات میں ﴿إِنَّمَا دَخَرُونَ﴾ کا ترجمہ پہلے سے فسی سواء الجحیم ﴿كَاتِرْجِمَةٍ جَهَنَّمَ كَيْفَيَّتِي میں اور ﴿شُوَبَّا مِنْ حَمِيم﴾ کا ترجمہ کھولتا ہوا پائی (۵)۔ اور مثلاً سورہ حس میں ﴿أَحِبَّتْ حَبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي﴾ کا ترجمہ اور سورہ صافات میں ﴿وَتَلَهُ لِلْجَنِّينَ﴾ کا ترجمہ و تفسیر دیکھیے (۶) اور سورہ حم المجدہ میں ﴿عَذَابٌ غَلِيلٌ﴾ کا ترجمہ ”گندے عذاب“ سے کر کے کسی فاش غلطی کی ہے (۷) عربی کا ذوق رکھنے والوں کے لیے یہ کسی قدر بارہے!

اسی طرح تشریح کے ضمن میں بھی کہیں کہیں صاف غلطیاں معلوم ہوتی ہیں، اس کی مشاہد طوالت چاہتی ہیں، اہل علم کے تنبیہ کے لیے اس قدر اشارہ یہاں کافی ہے، مگر عموماً یہ

(۱) دیکھیے تفہیم القرآن ۲۰۲/۲۵۰-۲۵۱ (۲) تفہیم القرآن ۲/۳

(۳) دیکھیے تفہیم القرآن ۳/۲۳۹-۳/۲۳۸ (۴) دیکھیے تفہیم القرآن ۳/۷۱

(۵) دیکھیے تفہیم القرآن ۲/۲۸۲-۲/۲۸۸ (۶) دیکھیے تفہیم القرآن ۲/۲۸۹-۲/۲۹۳ (۷) دیکھیے تفہیم القرآن ۲/۲۶۸

غلطیاں کوئی بہت زیادہ سنگین یا تشویش ناک نہیں ہیں، علمی اختلاف کے دائرے میں ان کو رکھتے ہوئے برداشت کی گنجائش معلوم ہوتی ہے؛ مگر ہاں اس سب سے بڑھ کر اس تفسیر کا ایک لاائق تقدیم بلکہ قابل اعتراض پہلو مولانا کے قلم کی بعض غیر محتاط عبارتیں ہیں، جو کہیں انبیاء (جن کے مقصوم ہونے کا عقیدہ الٰہ سنت کے مسلم عقائد میں سے ہے) کی شانِ تقدس کو محو ڈالنے رکھ سکیں، مولانا کی دوسری تحریر میں اس وقت موضوع بحث نہیں، بہت سے علماء ان پر لکھ کر منتہ کر چکے ہیں، یہاں ہمیں صرف تفہیم القرآن کی ایسی بعض عبارتوں سے بحث ہے جو انبیاء کی شان میں کسی طرح زیب نہیں دیتیں، مثلاً: سورہ ص کی تفسیر میں حضرت داؤد علیہ السلام کے پارے میں ایک جگہ لکھتے ہیں: جو فعل ان سے صادر ہوا تھا، اس کے اندر خواہش نفس کا کچھ دخل تھا، اس کا حاکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا، اور وہ کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرماں رواؤ کو زیب نہ دیتا تھا (۱)۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں ایک جگہ لکھتے ہیں:بس ایک فوری جذبے نے جوشی طلبی تحریص کے زیر اثر اپھر آیا تھا ان پر ذہول طاری کر دیا اور ضبط نفس کی گرفت و صلی ہوتے ہی وہ طاععت کے مقام بلند سے معصیت کی پستی میں جا گرے (۲)۔ اس عبارت سے ہمینا آدم علیہ السلام کا اسم گرامی حذف کر کے اس کی جگہ اگر مولانا مودودی کا نام لکھ دیا جائے تو میرا اندازہ ہے کہ ان کے ملکے میں کہرا میج جائے گا اور پاکستان میں طوفان برپا ہو جائے گا، اسی سے ثابت ہے کہ یہ فقرہ شائستہ نہیں، بلکہ گستاخی اور سوء ادب ہے (۳)۔

اس طرح کی اور عبارتیں بھی تفہیم القرآن میں ہیں، بلکہ اس سے سخت عبارتیں بھی سابقہ ایڈیشنوں میں تھیں، جن کو اچھا ہوا کہ بعد کے ایڈیشنوں سے حذف کر دیا گیا، مگر تمیز اور افسوس ہے کہ سابقہ غلطیوں کی وضاحت نہیں کی گئی اور نہ حذف و ترمیم کی کہیں

(۱) تفہیم القرآن، جلد چہارم، ص: ۳۲۷ (۲) تفہیم القرآن، جلد سوم، ص: ۱۳۴

(۳) اختلاف امت اور صراط مستقیم، حصہ اول، ص: ۱۰

صراحت کی گئی۔ ظاہر ہے کہ اس کو علمی دیانت کے خلاف ہی کہا جائے گا! ان چند باتوں سے قطع نظر یہ تفسیر لاکن قدر اور قابل استفادہ ہے؛ بلکہ ایمان کی پختگی اور اسلام پر اعتماد کی بھائی میں مفید ہو سکتی ہے۔ ہمارے معتدل الفکر متعدد بڑے علماء نے بھی اس کو سراہا ہے۔ مفتی عتیق الرحمن عثمانی نے اس کے بچھے حصے کے مطالعے کے بعد اپنے تاثر کا اظہار ان الفاظ میں کیا: ”اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کی یہ تفسیر مجموعی اعتبار سے لاکن مطالعہ ہے اور قرآن کی دعوت و پیغام شبحختے میں اس سے مدد ملئی چاہیے۔“

مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں صاحب فرماتے ہیں: ”تفہیم القرآن کو جب کسی ضرورت سے کسی مقام کو دیکھا تو اس میں کوئی بات نہیں کھٹکی اور کوئی گمراہی نظر نہ آئی، مجموعی طور پر تعلیم یافتہ طبقے کے لیے تفہیم القرآن کو مفید سمجھتا ہوں“ (۱)۔

۹۔ تدبر قرآن، از مولانا امین احسن اصلاحی (متوفی ۱۹۹۷ء)

مولانا امین احسن اصلاحی، مشہور ماہر قرآنیات مولانا حمید الدین فراہی (وفاقت: ۱۹۳۰ء) کے ماہیہ نازشاگر اور صحیح معنی میں ان کے جانشین تھے، اور مولانا فراہی کا زندگی بھر کا مشغلہ قرآن کریم پر غور و فکر تھا، تمام لوگوں نے ان کے اس انتیاز اور خصوصیت کا صاف اعتراف کیا ہے۔ وہ اس سلسلے میں ایک مخصوص طرز فکر رکھتے تھے۔ اسی نسب پر مولانا اصلاحی کی بھی ذہنی تربیت ہوئی۔

مولانا فراہی نے اپنے طریقہ فکر کے مطابق چند متفرق سورتوں کی تفسیر بھی لکھی تھی، جو تقریباً سب عربی میں تھی۔ مولانا اصلاحی نے ان کا ترجمہ کر کے مجموعہ تفاسیر فراہی کے نام سے اس کو شائع کیا تھا (۲)۔

پھر مولانا اصلاحی نے انھی خطوط پر ”تدبر قرآن“ کے نام سے پورے قرآن کریم کی

(۱) یہ دونوں اقتباسات ”تفہیم القرآن علماء کی نظر میں“ نام والے رسالے سے ہیں۔ ہم نے ان کو مولانا عبد القدوس روی کی کتاب ”تفہیم القرآن سمجھنے کی کوشش“ جلد دوم ص: ۲۳-۲۵ سے نقل کیا ہے۔ روی صاحب نے تردید کے لیے نقش کیے ہیں، مگر ہمارے لیے مفید مطلب ہیں۔

(۲) ہندوستان میں تفسیر نظام القرآن کے نام سے یہ محمود شائع ہوا ہے، مدرسۃ الاصلاح سراسریہ میر، اعظم گڑھ۔

بسیط تفسیر لکھی، جو یقول ان کے: استاد مرحوم ہی کے فکر کی توضیح و تکمیل ہے (۱)۔

یہ تو ایک سعادت مند شاگرد کی طرف سے استاد کے حق کی ادائیگی کا ایک اسلوب ہے۔ اور یہ بات صحیح بھی ہے کہ اس میں مولانا فراہمی کی فکر پوری طرح آگئی ہے، مگر اس کا بڑا حصہ مولانا اصلاحی کے اپنے غور و تدبیر کا نتیجہ اور اپنی تحقیقات ہیں۔ ہم ذیل میں اس کی مجموعی خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہیں:

(۱) تدبیر قرآن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مولانا نے تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول کو بنیادی طور پر پیش نظر رکھا ہے۔ یہ ایک مسلمہ تفسیر کا اصول ہے جس کا متعدد مفسرین نے خاص طور پر لحاظ رکھا ہے۔ عام طور پر مفسرین کسی آیت کے تحت اس مفہوم کی دوسری آیتیں تفصیل و توضیح کے لیے پیش کرتے ہیں، مگر مولانا کا احتیاز یہ ہے کہ ساتھ ساتھ انہوں نے لفظ کے معنی کی تعمیں کے لیے قرآن کے نظائر و شواہد کو مرجع بنایا ہے، کسی لفظ کے تحت یہ لفظ قرآن کریم میں کن کن معانی میں استعمال ہوا ہے، اس کا ضرور تذکرہ کرتے ہیں۔

(۲) مولانا کی، عربی زبان اور اس کی قدیم شاعری پر گہری نظر ہے، اور قرآن فہمی کے لیے اس کی ضرورت ایک بدیہی امر ہے۔ مولانا نے اپنی اس واقفیت کا تفسیر میں بھرپور فائدہ اٹھایا ہے، اس طرح بعض الفاظ کی حقیقت سے بحث کرتے ہوئے انہوں نے ان کا مفہوم بہشت اچھی طرح واضح کیا ہے جو عام طور پر دوسرے مفسرین کے یہاں نہیں ملتا۔ اور اس بنا پر دوسرے مفسرین سے بعض جگہوں پر انہوں نے اختلاف بھی کیا ہے۔

(۳) مولانا ہر سورت کی تفسیر شروع کرنے سے پہلے طویل تمہید لکھتے ہیں جس میں پہلے ”سورہ کا عمود اور سابقہ سورہ سے تعلق“، کے عنوان کے تحت اولاً اس کے مرکزی مضامون کا تذکرہ کرتے ہیں، پھر وضاحت کے ساتھ سابقہ سورت سے اس کا تعلق اور ربط بیان کرتے ہیں۔ پھر ”سورہ کے مطالب کا تجزیہ“ کا عنوان قائم کر کے ترتیب وار وضاحت سے پورے سورہ کے مطالب کا دلنشیں تجزیہ کرتے ہیں، اس طرح کہ تفسیر شروع کرنے سے پہلے ہی

(۱) تدبیر قرآن، دیباچہ جلد ۹، ص: ۷

کاس کا پورا اخلاصہ ذہن نشین ہو جاتا ہے اور آیات کے سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

(۲) اس تفسیر کا سب سے بڑھ کر امتیاز یہ قرار دیا گیا کہ مختلف سورتوں اور آیتوں کے درمیان ربط اور نظم و ترتیب ثابت کرنے کی کوشش ہے۔ یہاں یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اس تفسیر کی اس خصوصیت کا استاذ حنفی و راپیٹا گیا کہ اکثر لوگ یہ سمجھنے لگے کہ مولانا یا ان کے استاذ محترم مولانا فراہی پہلے آدمی ہیں جنہوں نے اس کی طرف توجہ کی اور یہ فیں ان کا اجتہاد اور ان کی ایجاد ہے، جب کہ اس کا خحیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مولانا سے پہلے متعدد مفسرین نے اپنی تفسیروں میں اس کا پورا اهتمام کیا ہے اور بعض نے مستقلًا اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں، جیسا کہ امام رازی کی تفسیر بکیر اور حضرت تھانوی کی بیان القرآن کے تعارف کے ضمن میں ہم یہ بات لکھ چکے ہیں۔ بلکہ بیان القرآن میں آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس کے اجزاء کے درمیان جو ربط و نظم نظر آتا ہے، تدبر قرآن سے یہ بات نہیں معلوم ہوتی۔ بلکہ بعض جگہوں پر اس حدیث سے ^{شیخ} کا احساس ہوتا ہے۔ سورتوں اور آیتوں کے مابین ربط کے موضوع پر متعدد لوگوں نے مستقل کتابیں لکھی ہیں جن کا ہم نے آگے مستقل عنوان کے تحت تذکرہ کیا ہے، (۱) ہاں مولانا کا امتیاز اس سلسلے میں یہ ہے کہ انہوں نے اکثر اپنے اجتہاد سے کام لیا ہے، جس کی وجہ سے بہت سی جگہوں پر ان کی انفرادیت معلوم ہوتی ہے۔ اور یہی حال اس سلسلے میں لکھنے والے مصنفوں اور اس جانب توجہ کرنے والے مفسرین کا ہے کہ انہوں نے اپنی اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔

(۵) قرآن نے آفاق و نفس کی نشانیوں پر جہاں غور و فکر کی دعوت دی ہے، وہاں ان کے جن پہلوؤں کی مولانا نے نشان دی ہی بلکہ گردہ کشائی کی۔ وہ بس انھی کا حصہ ہے،

(۱) جن میں سب سے مفصل کتاب برهان الدین البقاعی (ابراہیم بن عمر البقاعی المتوفی ۸۸۵ھ) کی تصنیف ”نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور“ دائرۃ المعارف العثمانیۃ حیدرآباد سے ۲۲ جلدوں میں شائع ہوئی ہے، اور سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی کتاب ”تناسق الدرر فی تناسب السور“ ہے، بلکہ خود حضرت تھانوی کی اس موضوع پر بسوط کتاب ہے جس نام ”سیق الغایات فی نسق الآیات“ ہے، اور بھی اس موضوع پر کتابیں بلکہ پوری تفسیریں بھی ہیں۔ جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

کسی دوسری تفسیر میں یہ بات اس طرح نظر نہیں آتی۔

(۶) مولانا بڑے وسیع النظر عالم تھے، ایسے شخص سے سابقہ خیالات و آراء کی تائید و پابندی اور ان کی تمام تحقیقات سے اتفاق کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔ دلائل کی روشنی میں ایسے علماء کے لیے تفرد کا حق ہمیشہ محفوظ رہا ہے اور بڑے بڑے علماء اپنی تحقیق کے نتیجے کے طور پر اپنی منفرد آراء کا اظہار کرتے رہے ہیں۔

اسی طرح مولانا نے بھی بہت سی جگہوں پر منفرد رائیں اختیار کی ہیں۔ مولانا کے یہ بعض اجتہادات قابل غور اور قابل قدر ہیں، تو یعنی دیگر خیالات مغل نظر، باعثِ تشویش اور قابلِ تنقید بھی ہیں، اور کہیں صرخِ نصوص اور صحیح آثار و روایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کے ڈانٹے تحریف سے ملنے نظر آتے ہیں، اس لیے تفسیر مائنور پر جس کی پوری نظر نہ ہو، اس کے لیے یہ مقامات اخراج کا باعث ہو سکتے ہیں، اس لیے بہت احتیاط سے اسی کے مطالعے کی ضرورت ہے۔

(۷) مولانا نے اس تفسیر میں قرآنی ہدایات کی حکمتوں اور احکام کی مصلحتوں کو بڑے بلیغ انداز سے اجاگر کیا ہے اور جدید ذہنوں میں ابھرنے والے شکوہ و شہزادے کو بڑے موثر انداز سے دور کرنے کی کوشش ہے۔

(۸) وہ متعلقہ آیات کے ضمن میں دشمنانِ دین کی خاشق اور ان کی مجرماتہ فہمیت کو بے نقاب کرنے اور تہذیب حاضر کے باطل افکار و خیالات اور اس کے خلاف انتہی ریاست پر ضرب کاری لگانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

(۹) اس تفسیر کا ایک بہت بڑا اقتیاز مولانا کی زبان اور اسلوب ہے۔ مولانا اردو زبان پر بے پناہ قدر ترکھتے ہیں اور اپنی ریاست کو نہایت بلیغ اور موثر انداز سے پیش کرنے کا سلیقہ انھیں خوب آتا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا دریا بادی اور مولانا مودودی سب نہایت مشہور اور صاحب طرز ادیب ہیں، لیکن ان سب حضرات کی تفسیروں کے مقابلے میں مولانا اصلاحی کی تفسیر میں یہ رنگ زیادہ ابھر کر سامنے آیا ہے۔ ادب عالیٰ کے نمونے

جتنی کثرت سے یہاں ملتے ہیں، اردو زبان کی دوسری کسی تفسیر میں ملنا مشکل ہے۔ اس سب کے باوجود اس تفسیر کا ایک بہت بڑا نقش، سب سے کمزور اور قابل تقدیر پہلو حدیث نبوی اور آثار سلف کے بارے میں اس کا روایہ ہے۔ عجیب بات ہے کہ مولانا نے اپنے مقدمے میں حدیث سے استفادے کا جس زور سے تذکرہ کیا ہے، تفسیر کے مطالعے سے اس کا احساس نہیں ہوتا؛ بلکہ بار بار یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ آخر کیوں مولانا حدیث سے اعراض اور بے اعتنائی برتر ہے میں۔ اگرچہ کہیں کہیں حدیث واثر کا حوالہ ہے، لیکن زیادہ تر ایسے موقعوں پر جہاں حدیث واثر اپنی رائے کے موافق اور اپنے موقف کی تائید میں نظر آتے ہیں۔ براہ راست اعتدال احمدیت واثر کی بنیاد پر انہوں نے کوئی موقف اختیار کر کے اس کے مطابق تفسیر کی ہو، ایسا کوئی موقع اس وقت ہمیں یا انہیں پڑتا، بلکہ اُنہیں صاف طور پر ہمکم آمیز انداز سے حدیث کا تذکرہ کیا ہے (۱)۔

مولانا کو اگرچہ عربی زبان پر بڑا عبور ہے۔ تشریع کے دوران میں جس کا وہ بار بار اظہار بھی کرتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ اردو مفسرین میں مولانا اصلاحی نے کلام عرب اور جامی ادب سے سب سے زیادہ استفادہ کیا ہے؛ تاہم ان کی بعض تاویلات عربیت کے لحاظ سے بھی کھلکھلتی ہیں (۲)۔

اس لیے بے نظیر خوبیوں کے باوجود اس تفسیر کے مطالعے کا عمومی مشورہ نہیں دیا جاسکتا، بلکہ کچھ ذہن کے طلبہ اور ناقص مطالعے والے عوام کو اس سے دور رکھنا چاہیے، وہی اہل علم اس سے صحیح فائدہ اٹھا سکتے ہیں، جن کی تفسیر مأثور پر پوری نظر ہو۔ واللہ اعلم (۱)

(۱) مثلاً دیکھیے تذکرہ قرآن، جلد چہارم، ص: ۶۰۰، جہاں انہوں نے اپنے طور پر موسیٰ علیہ السلام کے سفر کے مقصد کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے: ہمارے نزدیک حضرت موسیٰ کے اس سفر کا مقصد یہی تھا، لیکن بعض مفسرین نے معلوم نہیں کہاں سے یہ فضولی بات لکھ دی ہے کہ نعوذ بالله حضرت موسیٰ ترنسگ میں آ کر کی دن یہ کہہ بیٹھے تھے کہ اس وقت مجھ سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے۔ اللہ نے بطور تاویب و تنبیہ ان کو اپنے ایک بندے کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ لیں کہ ان سے بھی بڑا ایک عالم موجود ہے۔ حالاں کہ یہ صحیحین کی روایت ہے، جس کا انہوں نے فضولی بات کہہ کر اس طرح مذاق اڑایا ہے!

(۲) مثلاً دیکھیے: وَسَلَةُ الْجَبِيلِ (الصافات: ۱۰۳) اور سورہ فیل میں تَرْمِيْهُم کی تفسیر، بروقت یہ مثالیں ذہن میں آ رہی ہیں، ورنہ اس حثیت سے بھی پوری تفسیر کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

یہ تفسیر نوجلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ پاکستان میں فاران فاؤنڈیشن لاہور اور ہندوستان میں تاج کمپنی دہلی نے اس کو شائع کیا ہے۔

ویگر اردو تراجم و تفاسیر پر سرسری نظر

اردو میں ترجمہ تفسیر کے لحاظ سے اور بھی بہت قابل قدر کام ہوئے۔ جن کا تعارف اس مختصر کتاب میں ممکن نہیں۔

ڈاکٹر سید حمید شطواری نے ”قرآن مجید کے اردو تراجم و تفاسیر کا تنقیدی مطالعہ“ ۱۹۱۳ء تک“ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے (۲)۔

نیز ترجمے کی حد تک متعدد لوگوں نے اس کو اپنا موضوع بنایا:

حضرت مولانا محمد سالم قاسمی کے زیر نگرانی سید عبدالروف غالی نے ”جاائزہ تراجم قرآنی“ کے نام سے ایک کتاب مرتب کی تھی، جس کو مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند نے ۱۹۷۸ء میں شائع کیا تھا۔

ڈاکٹر صالح عبدالحکیم شرف الدین کی تحقیقی کتاب ہے: قرآن حکیم کے اردو تراجم، (۳) اور اس سلسلے میں ایک معلومات افزائی کتاب ڈاکٹر احمد خان کی ہے، اس کا نام ہے: قرآن کریم کے اردو تراجم (کتابیات) (۴) نیز قرآن مجید کے آٹھ متحب تراجم کا تقابلی جائزہ، از ڈاکٹر محمد شکیل اوزج (کراچی) (۵) اور ہمارے برادر عزیز مولوی محمد سعید خلیفہ ندوی نے بھی بارہ تراجم قرآنی کا مقابلی جائزہ لیا ہے، جو زیر طبع ہے۔

اور تفسیروں کے تعارف کے لحاظ سے ڈاکٹر سید شاہد علی کی کتاب ”اردو تفاسیر بیسویں

(۱) بالتفصیل تنقید و تبریر کا یہ موقع نہیں، کئی سال ہوئے اس پوری تفسیر کے (خوبیوں کے اعتراض کے ساتھ) مکمل و مفصل تنقیدی جائزے کا میں نے ارادہ کیا تھا اور کام شروع کیا تھا۔ بہتری سورتوں پر کام ہو بھی چکا ہے۔ اسی میں سے رجم والاحصہ ”تدریس قرآن میں رجم: ایک مطالعہ“ کے نام سے الگ سے چھپا ہوا ہے، کام مکمل کرنے کا ارادہ ہے، اللہ آسان فرمائے۔ (۲) مطبوعہ حیدر آباد ۱۹۸۲ء

(۳) شرف الدین اللہ تھی واولادہ، سببی ۱۳۰۳ھ / ۱۹۸۲ء اور پاکستان میں قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(۴) (مقتدرہ قوی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء)

(۵) ہندوستان میں البلاغ پبلی کیشنز جامعہ نگری دہلی نے اس کو شائع کیا ہے۔ (۶۰۱۰ء)

صدی میں، ایک اچھی کتاب ہے (۱) اس کتاب میں انہوں نے چھپیں مکمل تفسیروں اور سنتیں جزوی تفاسیر اور چار تفسیری حواشی کا جائزہ لیا ہے۔

ترجمان القرآن کا مختصر تعارف

ترجمان القرآن مولانا ابوالکلام آزاد (متوفی ۱۹۵۸ء) کا سب سے بڑا علمی کارنامہ ہے، بڑے بڑے لوگوں نے اس کو سرایا ہے (۲) بلکہ خود مولانا آزاد بھی اپنے علمی کاموں میں ترجمان القرآن کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے تھے، جیسا کہ مقدمے سے واضح ہے۔ اس میں ان کے پیش نظر تفسیری ترجمہ تھا؛ البتہ سورہ فاتحہ کی انہوں نے شرح وسط کے ساتھ تفسیر لکھی؛ جو نہایت معنی خیز اور سب سے تفیری چیز ہے، اور دوسری سورتوں میں ترجمہ کے ساتھ جا بجا حواشی کا اضافہ کیا ہے، ان کی بعض تحقیقات قابل قدر ہیں، اور غور و فکر کی دھوکت دیتی ہیں۔

مولانا آزاد کی زندگی میں ترجمان القرآن دو جلدیوں میں شائع ہوئی تھی، پہلی جلد سورہ فاتحہ تا سورہ النعام پر مشتمل ۱۹۳۱ء میں، اور دوسری جلد سورہ اعراف تا سورہ موسیٰ بنون پر مشتمل ۱۹۳۶ء میں، سابقہ اشاعتوں کی تفصیلات سے قطع نظر اس وقت ترجمان القرآن ساہتیہ اکادمی سے چار جلدیوں میں شائع ہوتی ہے، اس میں سورہ نور بھی شامل ہے، پہلی جلد صرف سورہ فاتحہ کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ مولانا غلام رسول مہر نے بقیہ قرآن کا ترجمہ و تفسیر مولانا آزاد کی تحریریوں سے جمع کر کے ”باقیات ترجمان القرآن“ کے نام سے ۱۹۷۲ء میں شائع کیا تھا (ناشر: اشاعتیہ الکتاب- والی)۔ اسی طرح مولانا مفتی محمد عبدہ نے ایک تکمیلہ لکھا، انہوں نے مولانا آزاد کی مختلف تحریریوں سے بقیہ قرآن کے ترجمہ و تفسیر جمع کرنے کے ساتھ تفسیر میں تسلسل قائم رکھنے کی خاطر اپنی طرف سے توضیحی نوٹ کا اضافہ بھی کیا (ناشر: اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور ۱۹۸۴ء)۔

(۱) ناشر: کتابی دنیا، والی، اشاعت دوم ۲۰۰۹ء

(۲) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو متعلقات ترجمان القرآن، از پروفیسر وہاب قیصر (مولانا آزاد میموریل اکیڈمی، لکھنؤ ۲۰۱۵ء) اس میں انہوں نے ترجمان القرآن کی بعض اصطلاحات اور تشریحات کو بیان کرنے کے ساتھ اس کتاب کے بارے میں بہت سی معلومات جمع کی ہے۔

پانچویں فصل

عصر حاضر کے چند اہم ترجمے اور مختصر تفسیریں

اول پانچ چھ سال کے عرصے میں کچھا چھی چیزیں ترجمہ و تفسیر کے تعلق سے سامنے آئیں:

☆ مشہور عالم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے توضیح القرآن (آسان ترجمہ قرآن تشریفات کے ساتھ) کے نام سے ایک کتاب لکھی، اس میں عام فہم ترجمے کے ساتھ حاشیے میں مختصر توضیح کی ہے، جس سے آیات کا پورا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ ہندوستان میں فرید بیک ڈپوٹی دہلی سے تین جلدیوں میں بھی شائع ہوئی ہے اور ایک جلد میں بھی۔

☆ مولانا سید بلاں عبدالجی حسینی ندوی نے آسان معانی قرآن (مختصر خواشی کے ساتھ) لکھی، اس ترجمے کو لوگوں نے بہت پسند کیا اور فائدہ محسوس کیا اور اس کو خاصی پذیرائی حاصل ہوئی (۱)۔

ہذا مولانا حسان نعمنی ندوی نے توضیحی ترجمہ قرآن مجید کے نام سے ایک نئے طرز کی قابل تدریکاوش کی، انہوں نے سوچا کہ پہلے ترجمہ پڑھ کر فرید توضیح کے لیے حاشیے میں بار بار نظردا لئے سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے، بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ بات وہیں واضح ہو جائے اور سلسلہ توڑ کر بار بار حاشیے میں جانانہ پڑے، اس سے ایک تسلسل قائم ہوگا اور یہ قاری کے لیے بڑی تشنی اور اطمینان کا باعث ہوگا۔ اسی خیال سے انہوں نے یہ توضیحی ترجمہ تیار کیا۔ اس میں انہوں نے یہ التزام کیا ہے کہ مشہور اور معتبر متزلجین کے ترجموں اور تشریفات سے کام لیں اور اپنی طرف سے کوئی عبارت نہ لکھیں، نہ ترجمے کے طور پر نہ توضیح کے طور پر، اور اس میں بقول ان کے: اس کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ قرآنی آیات کے فقط ترجمے سے جو

(۱) شائع کردہ سید احمد شہید اکیدی، رائے بریلی اور جدید خوبصورت ایڈیشن از مکتبۃ الشاب العلیمیہ، ندوہ روڈ، لکھنؤ

معترضین غلط فائدے اٹھاتے ہیں، تفسیری عبارت سے ان کا وہ موقع ختم کر دیا جائے (۱)۔
یہ توضیحی ترجمہ قرآن ان کے اپنے مکتبے الفرقان بکڈ پوکھنؤ سے شائع ہوا ہے۔

☆ مشہور عالم و خطیب اور داعی حضرت مولانا سید سلمان حسینی ندوی نے ”آخری وحی اردو ترجمانی کے جذید قالب میں“ کے نام سے اپنا ترجمہ بلکہ قرآن کی ترجمانی پیش کی، جس میں مولانا نے بقول ان کے: ”ترجمہ میں ہی ضروری توضیحات مریوط طور پر کردی ہیں کہ تسلسل کے ساتھ قاری پڑھتا چلا جائے، اور اسے بار بار نمبرات دیکھ دیکھ کر نیچے حاشیے نہ دیکھنے پڑیں۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ اس ترجمہ بلکہ ترجمانی سے مستفید ہونے والے قاری کو جس کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے، مزید تشریحات کے بغیر مطالب قرآنی سمجھ میں آتے چلے جائیں گے (۲)۔

اس ترجمے کا جو انتیاز ہے وہ پڑھنے ہی سے معلوم ہوگا۔ اس سے قطع نظر مولانا نے قرآن کریم پر غور و فکر کا اپنا نتیجہ پیش کیا ہے، اس طرح کہ انہوں نے پورے قرآن کریم کو بنیادی مضمایں کے لحاظ پندرہ ابواب پر تقسیم کیا ہے۔ اور ہر باب کا ایک عنوان قائم کیا ہے، پھر ہر باب میں مستقل عنوانات کے تحت کئی کئی فصلیں ہیں، شروع میں بطور فہرست سارے عنوانات ابواب و فصول کے تحت دے دیے گئے ہیں، جن کو پڑھ کر چند منٹوں میں آدمی پورے قرآن کریم کے مضمایں اور موضوعات سمجھ کر ان سے محظوظ ہو سکتا ہے۔

ابواب اور فصول کی یہ ترتیب بقول مولانا: ان کے لیے سب سے بڑی دریافت اور سب سے بڑی معنوی فتح تھی (۳)۔

مولانا نے بطور مقدمہ ”کچھ مباحث قرآنی کے بارے میں“ کے عنوان سے ایک مفصل مضمون لکھا ہے، اس میں مولانا نے ہر زبان میں ترجمہ قرآن کی ضرورت، اس کی مشکلات اور طریقہ کارکاذ کرتے ہوئے قرآن کریم کے چند ایسے مقامات کی نشان دہی

(۱) توضیحی ترجمہ قرآن مجید، ص ۲۲۷ (۲) آخری وحی جلد اول ص: ۵۰-۵۱

(۳) آخری وحی، جلد اول ص: ۵۰

کی ہے، جہاں مفسرین کی تشریحات کے باوجود خلش رہ جاتی ہے، مولانا نے کہیں اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے۔ مولانا کی رائے سے خواہ کسی کو اختلاف ہو؛ لیکن اس میں علماء اور ماہرین قرآن کے لیے غور و فکر کی دعوت ضرور ہے۔

اس لحاظ سے یہ ترجمہ ایک عام آدمی کے لیے قرآن فہمی میں مدد بینے کے ساتھ علماء کے لیے بھی قرآن کے متعدد مقامات پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ پہلے یہ مکتبہ الشاب العلیمیہ لکھنؤ سے دو جلدیں میں شائع ہوا، پھر مکتبۃ السنۃ لکھنؤ نے شائع کیا۔

مکتبہ الشاب کی طرف سے نئی ترتیب اور مزید ہتر انداز سے ایک جلد میں زیر طبع ہے۔
 ☆ مشہور فقیہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی بھی ”آسان تفسیر قرآن مجید“ کے نام سے مختصر تفسیر لکھ رہے ہیں، جس کی ایک جلد شائع ہو چکی ہے، جو شروع قرآن سے سورہ کہف تک مختصر تفسیر پر مشتمل ہے۔ سرور ق پر اس کا تعارف اس طرح کرایا گیا ہے: ”آسان و سلیس اردو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تشریع، جس میں مستند احادیث کی روشنی میں قرآنی تعلیمات کو واضح کی گیا ہے، انبیاء اور ان کی اقوام سے متعلق واقعات کے ذیل میں دعوتی نکات اور سبق آموز پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، قرآن مجید سے مستنبط ہونے والے شرعی احکام اور خاص کر جدید مسائل پر توجہ دی گئی ہے، اہل مغرب کی جانب سے پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے اور عصر حاضر کے غیر اسلامی اور نادرست افکار و نظریات کے بارے میں قرآن مجید کے موقف کی وضاحت کی گئی ہے۔“
 تفسیر المهد العالی الاسلامی حیدر آباد سے چھپی ہے۔

باب پنجم

علمائے کبار کے تفسیری افادات

علماء کے کبار کے تفسیری افادات کی اہمیت

تفسیر کے لطیف نکات، اہل دل کے مفہومات اور علماء ربانیین کے اقوال و کلمات میں ملتے ہیں، تفسیر سے لچکی رکھنے والوں کو انھیں غیمت سمجھنا چاہیے، مگر ان سے استفادہ آسان نہیں، جب تک کہ ان کی تمام کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔ با غیمت ہے کہ عصر حاضر میں متعدد اہل علم نے اس طرف توجہ کی اور ان علماء ربانیین کے اقوال جمع کر کے شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ اس طرح متعدد علماء کے تفسیری اقوال و نکات مجموعے کی شکل میں سامنے آئے، غالباً اس سلسلے میں سب سے پہلا کام حضرت مولانا محمد اولیس نگرامی ندوی (متوفی ۲۷۱۹ھ) (۱) نے کیا۔ انہوں نے علامہ ابن قیم کے تفسیری فوائد جمع کر کے اس کی طرح ذاتی۔ اب ہم چند کبار علماء اسلام کے تفسیری مجموعوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

(۱) سابق شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

پہلی فصل

چند قدیم علماء کے کبار کے تفسیری افادات کے مجموعے امام شافعی کے تفسیری افادات:

فقہ و حدیث میں امامت سے قطع نظر دوسرے بہت سے علوم میں مہارت تمام کے ساتھ ساتھ تفسیر قرآن میں بھی امام شافعی بے نظیر تھے۔ یہاں تک کہ ان کے استاد سفیان بن عینہ (جن کے تفسیر میں مقام کا ہم ذکر کرچکے ہیں) کے پاس جب تفسیر سے متخلق کوئی سوال آتا تو امام شافعی سے پوچھنے کے لیے کہتے، امام شافعی کے شاگرد یوسف بن عبدالاعلیٰ کے بقول: امام شافعی جب تفسیر بیان کرتے تو ایسا لگتا کہ گویا قرآن آپ کے سامنے نازل ہوا ہے۔ ان کے معاصرین سمجھتے تھے کہ امام شافعی کے زمانے میں قرآن کے معانی و دو قائق کو جاننے والا ان سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا (۱)۔

احکام قرآن کے سلسلے میں امام شافعی کی بحثوں کو سب سے پہلے امام نیہجی نے احکام القرآن کے نام سے جمع کیا تھا، جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، پھر منصور بن سید الشوری نے تفسیر الشافعی کے نام سے کتاب مرتب کی تھی جو ۱۳۶/۱۹۹۵ھ میں دارالكتب العلمیہ بیروت سے شائع ہوئی تھی۔ مگر امام شافعی کے تفسیری افادات کا سب سے جامع مجموعہ تفسیر الإمام الشافعی جمع و تحقیق الدكتور احمد بن مصطفی الفرزانی ہے (۲)۔ اس کتاب میں اس کے جامع و محقق نے احکام کے علاوہ تفسیر کے سلسلے میں امام شافعی کے تمام موجود اقوال کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

(۱) تفسیر میں امام شافعی کے مقام اور اس سلسلے میں علماء کے اقوال کے لیے دیکھیے راتم کی کتاب امام شافعی کا علمی مقام، ص: ۹۸-۹۳ (۲) دارالحدیث مریٹہ، الریاض ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

۲۔ امام ابن قتیبہ دینوری کے تفسیری افادات:

امام ابن قتیبہ (عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ المروزی الدینوری المتوفی: ۲۶۷ھ) کا شمار تاریخ اسلام کے نہایت تبحر، مختلف علوم و فنون کے ماہر علماء میں ہوتا ہے۔ قرآنیات میں غریب القرآن، مشکل القرآن، اعراب القرآن وغیرہ ان کی کتابیں ہیں، ان کے علاوہ مختلف موضوعات پر ان کی تصنیفات سینکڑوں سے متجاوز ہیں۔ ان کے تنوع اور مکمال علمی کو دیکھتے ہوئے بعض لوگوں نے یہاں تک کہا ہے کہ وہ اہل سنت کے لیے ویسے ہی ہیں جیسے معززہ کے لیے جا حظ (۱) تو ان کے تفسیری اقوال کی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں، اسی ضرورت کو محض ایسا کرتے ہوئے قسم الكتاب والسنۃ، کلیۃ الدعوۃ واصول الدین جامعۃ ام القری نے اپنے دو طالب علموں سے یہ کام کروایا، چنان چہ علی بن جرید بن ہلال^۱ حزی نقہ وال الإمام ابن قتیبہ فی التفسیر جمیعاً و دراسة، من أول القرآن الکریم إلى نہایۃ سورۃ الأنبیاء کے عنوان سے ڈاکٹریٹ کا مقابلہ لکھا (۱۳۲۸-۱۳۲۹ھ) اس کے اگلے سال (۱۳۲۹-۱۳۳۰ھ) عبدالماجد بن محمد علی بن محمد علی ابراہیم نے اسی عنوان سے سورہ حج سے سورہ ناس تک ڈاکٹریٹ کا مقابلہ لکھ کر یہ کام مکمل کیا۔

۳۔ امام ابن حزم ظاہری کے تفسیری افادات:

اسلام کی علمی تاریخ میں امام ابن حزم (ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی الظاہری المتوفی ۲۵۶ھ) کا مقام بہت اونچا ہے، قرآن و حدیث پر جوان کی گہری نظر تھی، وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں، بیہیں سے ان کے تفسیری اقوال و آراء کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، چنان چہ جامعۃ القری میں کلیۃ الدعوۃ واصول الدین میں قسم الكتاب والسنۃ کے تحت متعدد اسکالروں نے قرآن کے مختلف اجزاء کو لے کر ”آراء الإمام ابن حزم الظاهری فی التفسیر“ عنوان کے تحت کام کیا ہے۔

۴۔ امام غزالی کے تفسیری افادات:

(۱) دیکھیے فتاویٰ شیخ الاسلام ابن قتیبہ ۱/۲۹۲

امام غزالی (محمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ) کی عظمت و مقام اور ان کی خدمات سے ہرچس واقف ہے، فقہ و تصوف اور فلسفہ و کلام میں ان کی مہارت و کمال چہار دنگ عالم میں مسلم ہے۔ یہاں تک کہ وہ جنتۃ الاسلام کے لقب سے معروف ہیں، لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ تفسیر قرآن میں بھی وہ نہایت بلند پایہ رکھتے تھے، انہوں نے ”یاقوت التأویل فی تفسیر التنزیل“ کے نام سے چالیس جلدوں میں ایک تفسیر لکھی تھی (۱) علامہ مرتضی زبیدی نے ”تفسیر القرآن العظیم“ کے نام سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ (۲)

اس تفسیر کا کچھ حصہ انڈیا آفس (لندن) کی لائبریری میں موجود ہے، نیز امام غزالی کی لکھی ہوئی تفسیر سورہ یوسف کا مخطوطہ (محررہ ۱۱۶۱ھ) پنجاب یونیورسٹی لاہور کی لائبریری میں موجود ہے۔ (۳) مگر اس وقت امام غزالی کی تمام کتابوں میں موجود کل تفسیری افادات کا مجموعہ ”تفسیر الإمام الغزالی“ جمع و توثیق و تقدیم الدکتور محمد الریحانی کے نام سے شائع ہوا ہے۔ (دارالسلام، القاهرۃ— مؤسسة البحوث والدراسات العلمية، فاس، المغرب، الطبعة الأولى ۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰)

۵- شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے تفسیری افادات:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ (احمد بن عبد الحکیم المتوفی ۷۲۸ھ) کا شمارتاریخِ اسلام کے چند ممتاز ترین علماء میں ہوتا ہے، تفسیر میں انھیں خصوصی درک حاصل تھا۔ ان کے تفسیری اقوال و افادات جمع کرنے کی طرف غالباً شیخ عبد الصمد شرف الدین (وفات: ۱۹۹۰ء) نے سب سے پہلے توجہ کی، پھر متعدد لوگوں نے اس میدان کو سر کرنے کی کوشش کی، اس طرح علامہ ابن تیمیہ کے تفسیری فوائد کے کم سے کم چھ مجموعے شائع ہو چکے ہیں:

(الف) ”مجموعۃ تفسیر شیخ الإسلام ابن تیمیہ“

(۱) نقایات الانس، ص: ۳۳۳ (فارسی) یا ج ۲، ص: ۵۱۷ (عربی ایڈیشن) و تعریف الاحیاء بفضائل الاحیاء لعبدالقادر العیدروں، ملحق بہ راجیہ العلوم (۵/۲۲۵) (۲) اتحاف السادة المتقین ۱/۴

(۳) دیکھیے تذکرۃ المفسرین، ص: ۱۵۲، ازمولانا قاضی محمد زادہ حسینی

(من ست سور: الأعلى، الشمس، الليل، العلق، البينة، الكافرون) صححه
وعلق عليه عبد الصمد شرف الدين، الدار القيمة، بهيمري (بهيونڈی)
تهاں، بمبائی (١٣٧٤ھ / ١٩٥٤م)

علامہ ابن تیمیہ نے مکمل تفسیر تو نہیں لکھی تھی، البتہ متعدد سورتوں کی باقاعدہ تفسیر لکھنے
کا ثبوت خود ان کی تحریروں سے ملتا ہے، انھی میں سے مذکورہ سورتیں بھی ہیں، محقق کے خیال
کے مطابق: یہ ان سورتوں میں سے ہیں، جن کی تفسیر انہوں نے قید خانے سے لکھ کر اپنے
شاعر و کاتب ابن رشیق (عبدالله بن رشیق الغزی المغری المتوفی: ٢٩٧ھ) کے پاس
بیسچھی تھی، اس کا کچھ حصہ تو ضائع ہو گیا، بقیہ حصے کو شیخ علاء الدین ابو الحسن علی بن الحسین بن
عروہ الدمشقی الحنفی (المتوفی ٨٣٧ھ) نے اپنی کتاب الكواكب الدراري
فی ترتیب مسنند الإمام أحمد علی أبواب البخاری (کہتے ہیں کہ شیخ
علاء الدین حنبلی نے مسنند احمد کی ایک سو بیس جلدیوں میں شرح بھی لکھی تھی)
دارالكتب المصرية میں محفوظ اس کی کچھ جلدیوں کے درمیان تفسیر کا یہ حصہ محفوظ تھا،
جس کو شیخ عبد الصمد شرف الدين نے حاصل کر کے اپنی تصحیح و تعلیق کے ساتھ شائع کیا۔

(ب) "تفسیرات شیخ الإسلام ابن تیمیہ" جمع و ترتیب: محمد
إقبال الأعظمی (مطبوعہ علمی پریس، مالیگاؤں، ۱۹۷۱ء)۔

مولانا محمد اویس نگرامی ندوی نے جب علامہ ابن قیم کے تفسیری افادات کا مجموعہ
التفسیر القیم کے نام سے شائع کیا (جس کا تذکرہ آگے آرہا ہے) تو انہوں نے مولانا اقبال
احمد اعظمی کے علامہ ابن تیمیہ کی کتابوں کے ساتھ شفف و دیکھ کر یہ مشورہ دیا کہ وہ التفسیر القیم
کے طرز پر علامہ ابن تیمیہ کے تفسیری افادات جمع کریں، چنان چہ انہوں نے یہ مجموعہ جمع کر
کے ایک جلد میں شائع کیا، جو ۲۶۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

(ج) "قصائق التفسير الباجامع لتفسیر لابن تیمیہ" جمع و تحقیق
وتقدیم: د/الحلیند (الطبعة الاولى ١٩٧٨، القاهرة، الطبعة الثانية: مؤسسة

علوم القرآن، دمشق و بيروت نے چھ جلدوں میں شائع کیا، ۱۴۰۲ھ)

(د) "التفسیر الكبير لابن تيمية" جمع و تحقیق: د/ عبدالرحمن عمریہ (دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولی ۱۴۰۸ھ) یہ سات جلدوں میں ہے۔

(ه) "التفسیر الكامل لابن تيمية" جمع و دراسة و تحقیق و تحریج: أبي سعید عمر بن غرامة العمروی، (دار الفکر، بيروت، الطبعة الاولی ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲م) یہ نو جلدوں میں ہے۔

(و) "تفسير شیخ الإسلام ابن تیمیہ" جمع: إیاد بن عبد اللطیف القیسی (دار ابن الجوزی، السعودية، الطبعة الاولی ۱۴۳۲ھ)

۶- علامہ ابن قیم کے تفسیری افادات:

علامہ ابن قیم (محمد بن أبي بکر الزرعی الدمشقی المتوفی ۱۵۷۷ھ) نہایت مشہور اور کیا جاری رائخین میں ہیں، اللہ نے انھیں بڑی دور رس نگاہ عطا کی تھی، تفسیر میں خاص طور پر انھیں دستگاہ حاصل تھی، ان کی تفسیر کے کم سے کم تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں:

(الف) پہلا مجموعہ "التفسیر القيم" ہے، جمع و ترتیب مولانا محمد اویس نگرامی ندوی (متوفی: ۱۹۷۶ء)، تحقیق و تعلیق محمد حامد الفقی (مطبعة السنة المحمدية، القاهرة، الطبعة الاولی ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۹م)

(ب) علامہ ابن قیم کے تفسیری فوائد کا اس سے جامع ایک مجموعہ "بدائع التفسير الجامع لمافسر الإمام ابن قیم الجوزیة" کے نام سے شائع ہوا ہے، جس کے جامع یہ مریضی السيد محمد ہیں اور مرتب صالح الشامی ہیں، جمع و ترتیب کے ساتھ تخریج حدیث کا بھی اہتمام کیا گیا ہے، یہ مجموعہ تین جلدوں میں ہے۔ (دار ابن الجوزی، السعودية، الطبعة الاولی ۱۴۲۷ھ)

(ج) ایک اور مجموعہ مؤسسة النور، عنیزہ (السعودیہ) نے مکتبۃ دار السلام،

ریاض کے اشتراک و تعاون کے ساتھ چھ جلدیوں میں "الضوء المنير على التفسير" کے نام سے شائع کیا ہے، اس کے جامع و مرتب: علی الحمد محمد الصالحی ہیں۔ اردو میں بھی امام ابن قیم کے تفسیری افادات پر مشتمل ایک کتاب "تفسیری نکات و افادات" کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے جامع و مرتب مولانا عبدالغفار حسن ہیں، ہندوستان میں البلاغ پبلی کیشنز نئی دہلی نے اس کو شائع کیا ہے (۲۰۱۲ء)۔

۷۔ امام ذہبی کے تفسیری افادات:

امام ذہبی (محمد بن احمد بن عثمان الدمشقی الذہبی المتوفی ۳۸۴ھ) حدیث و تاریخ کے بہت ہی معتمد اور عظیم علماء میں سے ہیں، کثیر التصانیف ہیں، ان کے تفسیری فوائد کا مجموعہ "تفسیر الإمام الذہبی" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ جمع و ترتیب و توثیق: اللہ کتور سعود بن عبد اللہ الفنیسان (مکتبۃ العبیکان، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء)

۸۔ علامہ ابن رجب حنبلی کے تفسیری افادات:

علامہ ابن رجب حنبلی (عبد الرحمن بن شہاب الدین البغدادی ثم الدمشقی المتوفی ۹۷۶ھ) نہایت ممتاز علماء اسلام میں سے ہیں، وہ علامہ ابن قیم کے خاص شاگرد تھے، اللہ نے انھیں قرآن و حدیث سے معواني کے اخراج واستنباط کا عجوب ملکہ عطا کیا تھا، ان کے تفسیری اقوال کا مجموعہ "تفسیر ابن رجب الحنبلي" کے نام سے طارق بن عوض اللہ بن محمد نے ترتیب ریے کردار العاصمه، ریاض سے دو جلدیوں میں شائع کیا ہے (الطبعۃ الاولی ۱۳۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء)۔

ووسری فصل

عصر حاضر کے بعض علماء عرب کے تفسیری افادات کے مجموع
عصر حاضر کے بعض عرب علماء کے تفسیری افادات کے مجموع شائع ہو چکے ہیں
جن میں سے دو مجموعے ہمارے سامنے ہیں:

۱- تفسیر ابن بادیس فی مجالس التذکیر من کلام الحکیم الخبر،
لإمام السعراة عبدالحمید بن محمد ابن بادیس
الصنهاجی (المتوفی: ۱۳۵۹ھ) جمع و ترتیب: دکتور توفیق محمد
شاهین (جامعة الأزهر) و محمد الصالح رمضان (أستاذ بوزارة التربية الجزائرية)
علق علیہ و خرج آیاتہ و أحادیثه: أحمد شمس الدین (دار الكتب العلمية،
بیروت - لبنان، الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۰م)

۲- العذب المنیر من مجالس الشنقيطي فی التفسیر، للشيخ محمد
الأمين الشنقيطي (المتوفی: ۱۳۹۳ھ) تحقیق: خالد بن عثمان السبت، إشراف:
بکر بن عبد الله أبو زید، دار عالم الفوائد، مکة المکرمة، الطبعة
الشانیة ۱۴۲۶ھ) یہ کتاب شیخ شنقطی کے دروس پر مشتمل ہے، جن کو شیخ خالد بن عثمان
السبت نے ثیب رکارڈ کی مدد سے لکھ کر پانچ مختصر جلدیوں میں شائع کیا ہے، آخری جلد سورہ
توبہ کی آیت نمبر ۷۸ (اللَّمُ يَسْأَلُهُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمٌ نَّوْرٌ وَّ عَادٌ
وَثَمُودٌ.....الآیہ) کی تفسیر پر ختم ہوتی ہے۔

تیسرا فصل

ہندوستانی علماء کے کبار کے تفسیری افادات

ہمارے ہندوستانی علماء میں بھی ایسے متعدد حضرات گزر چکے ہیں، جن کو خاص قرآنی ذوق عطا ہوا تھا، ان کی کتابوں، ملفوظات، تقریروں، دروس اور تفرق تحریروں میں قرآنی آیات کے دقيق نکات اور لطیف اشارات ہاتھ آ جاتے ہیں، جن سے کبھی مشکلات قرآنی کا حل ملتا ہے تو کبھی زندگی کے مختلف مسائل و معاملات میں رہنمابی میں معلوم ہوتی ہیں، اس طرح کی کچھ چیزیں مرتب ہو کر سامنے آ چکی ہیں، اور متعدد علماء کے تفسیری افادات مرتب ہو کر شائع ہونے کے لیے باہم لوگوں کے منتظر ہیں۔

حضرت تھانوی کے دیگر تفسیری افادات:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (وفات: ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کو اللہ نے بڑی خصوصیات اور کمالات سے نوازا تھا، تفسیر کا تو انھیں خصوصی ذوق عطا ہوا تھا، ان کی عظیم الشان تفسیر بیان القرآن کا مطالعہ کرنے والے جس کو محسوس کرتے ہیں، وہ سراپا علم اور سراپا دعوت و اصلاح تھے، ان کی مجلسوں میں موقع کی مناسبت سے تفسیری نکتے کثرت سے بیان ہوتے تھے، جوان کے مواعظ و ملفوظات کی تمیں چالیس ضخیم جلدوں کے ہزاروں صفحات میں بکھرے ہوئے تھے، اب حضرت مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا محمد اسحاق ناظم ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کی مشترکہ کاوش سے منتشر تفسیری نکات اکٹھے ہوئے اور ”اشرف التفاسیر“ کے نام سے چار جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں ادارہ فکر اسلامی دیوبند نے اس کو شائع کیا ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی کے تفسیری افادات:

اسی طرح علامہ سید سلیمان ندوی (وفات: ۱۹۵۳ھ/۱۹۷۳ء) جن کی شہرت تاریخ وادب میں ہوئی، لیکن حضرت مولانا علی میاں صاحب اپنے ذاتی تاثر اور تجربے کی بنیاد پر فرماتے تھے کہ سید صاحب کا اصل موضوع اور اقتیازی مضمون قرآن مجید تھا، ان کی کتابوں میں تفسیری نکتے بکھرے ہوئے تھے، مولانا محمد فرمان ندوی (استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) نے ”علامہ سید سلیمان ندوی کے تفسیری نکات“ کے نام سے ان کو جمع کیا ہے، جس کی ایک جلد حال میں مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری کے تفسیری افادات:

علامہ انور شاہ کشمیری (وفات: ۱۹۳۲ھ/۱۹۵۲ء) جن کے علم و فضل کا شہرہ چہار دائیگ ب عالم میں ہے، انھیں علم حدیث میں مہارت کے ساتھ قرآن کریم میں تدبر کا بھی خاص ذوق عطا ہوا تھا۔ مشکلات القرآن کے نام سے ان کی جو کتاب شائع ہوئی ہے (جس کا ذکر آگے آرہا ہے) اس کے علاوہ ان کی دیگر تصنیفات میں قرآنی نکات اور تفسیری افادات بھرے ہوئے ہیں، (۱) ان کو اگر کوئی صاحب ہمت جمع کر لے تو اہل علم کے لیے استفادہ آسان ہوگا۔

مولانا مناظر احسن گیلانی کے تفسیری افادات:

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی (وفات: ۱۹۵۶ھ/۱۹۷۵ء) کو اللہ تعالیٰ نے خاص نکتہ آفریں دماغ عطا کیا تھا۔ ان کی نکتہ آفرینیاں قرآن کریم میں کچھ زیادہ ہی ہوتی تھیں، جوان کی دسیوں تصنیف اور سینکڑوں مفتبا میں و مقالات میں بکھری ہوئی ہیں، اگر کوئی انھیں جمع کر دے تو دین کی بڑی خدمت ہو جائے اور ملت کو بڑا فائدہ پہنچے۔ (۱)

مولانا علی میاں کے تفسیری افادات:

(۱) ڈاکٹر سید محمد فاروق بخاری (شعبہ عربی امر نگہ کالج سری نگر) نے بہت پہلے معارف میں علامہ محمد انور شاہ کشمیری کی قرآن فہمی کے عنوان سے دو قسطوں میں ایک وقیع مضمون لکھا تھا، جس سے علامہ کشمیری کی قرآن فہمی کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے (معارف، ج: ۱۳، شمارہ: ۴۵ و ۴۶، اپریل و مئی ۱۹۸۳ء)

اسی طرح مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسینی ندوی (وفات: ۱۳۲۰ھ/۱۹۹۹ء) کی قرآن فہمی اور اس میں نکتہ آفرینی ان کی تحریروں اور تقریروں میں جا بجا نظر آتی ہے، مولانا کے تفسیری نکات ان کے دروس (جس کا خاصا حصہ محفوظ ہے)، تقریروں اور متفرق تحریروں سے جمع کر کے مرتب طور پر اگر شائع کیے جائیں تو بہت کام کی چیز ہاتھ آئے گی۔ اگرچہ متعدد موقعوں پر اور مختلف مناسبوں سے خاص خاص آیات کو سامنے رکھ کر کی ہوئی تقریریں اور مختلف آیتوں کو موضوع بنانے کا کام ہوئے مضافاً میں، اسی طرح دروس قرآن کے بعض افادات بھی مختلف عنوانات کے تحت جمع ہو کر ”قرآنی افادات“ کے نام سے شائع ہو چکے ہیں، جس کی دو جلدیں سامنے آچکی ہیں۔ مرتب: رسال الدین احمد حقانی ندوی (ناشر: محمد الحسینی ٹرست رائے بریلی)۔

مولانا سید سلمان حسینی ندوی کے دروس قرآن کا پورا ریکارڈ محفوظ ہے۔ اگر کوئی ان کو لکھ کر مرتب کر کے شائع کرے تو بہت قیمتی سوغات ملت کے ہاتھ آئے گی۔ اسی طرح متعدد ماہرین قرآن علماء کے قرآنی دروس محفوظ ہوں گے، ان کی اشاعت کا اہتمام ہونا چاہیے۔ نیز بعض علماء کے قرآنی مضافاً میں اور قرآنی مقالات انھی ناموں سے شائع ہو چکے ہیں۔

اس طرح کی کتابوں سے قرآن فہمی میں بڑی مدد ملتی ہے اور قرآن کریم پر غور و فکر کے راستے کھلتے ہیں۔

(۱) رقم السطور عرصے سے اس کا ارادہ کپے ہوئے ہے، اس کے لیے اس نے مختلف رسالوں کی نکلوں سے مولانا کے مضافاً میں بھی جمع کرنے شروع کیے تھے، مگر اب تک اس کے لیے فارغ نہ ہوا کا۔ اللہ آسان فرمائے۔

باب ششم

فہم قرآن کے لیے ضروری موضوعات
اور اس سلسلے میں اہم کتابیں

فہم قرآن کے لیے ضروری موضوعات پر ایک نظر

قرآن کریم سے متعلق بعض موضوعات ایسے ہیں کہ قرآن مجید کے صحیح فہم کے لیے ان سے واقف ہونا ضروری ہے، ان موضوعات میں ناسخ و مفسوخ، اسباب نزول، اقسام قرآن، امثال قرآن، فقصص القرآن، اعجاز القرآن، تکرار قرآن، ربط ونظم قرآن، اسرائیلیات، اور مجموعی طور پر مشکلات القرآن ایسے موضوعات ہیں، جن سے ایک حد تک واقفیت ناگزیر ہے، اگرچہ مفسرین اپنے اپنے ذوق کے مطابق ان میں سے متعدد باتوں کی کبھی مختصر اور کبھی مفصل اپنی تفسیروں میں وضاحت کرتے ہیں؛ تاہم ان تمام موضوعات پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں، جن میں ان کے تمام متعلقات سے عموماً بحث کرتے ہیں۔ تو ان موضوعات پر مستقل لکھی جانے والی چند قدیم و جدید اہم کتابوں کا ہم یہاں مذکورہ کرتے ہیں:

پہلی فصل

ناسخ و منسوخ اور اس سے متعلق اہم کتابیں

یہ موضوع شروع سے بہت اہمیت کا حامل رہا ہے، متقدیں میں اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ایک واعظ اور قصہ گو سے پوچھا: اُتے عرف الناسخ والمنسوخ؟ تھیں ناسخ و منسوخ کا علم ہے؟ اس نے کہا: نہیں، تو حضرت علیؑ نے فرمایا: ہلکت و اہلکت تم بھی تباہ ہوئے اور دوسروں کو بھی تباہ کیا۔ حضرت ابن عباس سے بھی اسی طرح کی بات مردی ہے (۱)۔

اسی وجہ سے بڑے بڑے علماء نے فرمایا ہے: جو ناسخ و منسوخ کا علم نہ رکھتا ہو، اس کے لیے قرآن کی تفسیر کرنا جائز نہیں (۲)۔

متقدیں اور متاخرین کے درمیان نسخ کے مفہوم میں فرق ہے، اس لیے متقدیں کثرت سے آئیوں کو منسوخ کہتے ہیں۔ متقدیں میں اس لفظ کے کثرت استعمال، ہی کی وجہ سے اس کی اہمیت تفسیر کے سلسلے میں بہت بڑھ جاتی ہے؛ ورنہ متاخرین نے نسخ کی حقیقت پر نظر کھتے ہوئے چند ہی آئیوں میں نسخ تسلیم کیا ہے۔ ابن العربي (محمد بن عبد اللہ المالکی المتوفی ۵۳۳ھ) نے بیس اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۲۷۱۱ھ) نے صرف پانچ آئیوں کو منسوخ مانا ہے۔ شاہ ولی اللہ نے الفوز الکبیر میں اس سلسلے میں ایک حد تک شافی و کافی بحث کی ہے (۳)۔

اس بات کو دیکھتے ہوئے اس سلسلے میں مزید کسی کتاب سے واقفیت یا اس کی مراجعت کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی، تاہم تفسیر میں دلچسپی اور اس میں اختصاص کی خواہش

(۱) دیکھیے الناصح والمنسوخ لا بی عبید، ص: ۳ (۲) البران ۲/۳۸

(۳) عام ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ بات منسوخ ہے تو اس کو قرآن میں کیوں باقی رکھا گیا ہے، اس اشکال سے پچھے کے لیے کچھ لوگ دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ قرآن میں کوئی آیت منسوخ نہیں، ”لانسخ فی القرآن“ کے نام سے مصر کے مشہور فاضل احمد جازی السقا کی مستقل کتاب ہے

رکھنے والوں کی خاطر ہم یہاں چندراہم مطبوعہ کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

- ١- الناسخ والمنسوخ ، قتادة بن دعامة السدوسي (المتوفى: ١١٧هـ) تحقيق د/حاتم صالح الضامن، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الاولى ٤٠٤-١٩٨٥م.
- ٢- الناسخ والمنسوخ في القرآن العزيز ، أبو عبيد القاسم بن سلام (المتوفى: ٢٢٤هـ) تحقيق محمد بن صالح المديفر، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ/١٩٩٧م.
- ٣- الناسخ والمنسوخ ، أبو جعفر النحاس (أحمد بن محمد بن إسماعيل المرادي المتوفى: ٣٣٨هـ) تحقيق شعبان محمد إسماعيل، مكتبة عالم الفكر، القاهرة، الطبعة الاولى ١٤٠٧هـ، وتحقيق محمد عبد السلام محمد، مكتبة الفلاح، الكويت، الطبعة الاولى ١٤٠٨هـ، ومؤسسة الكتب الثقافية، بيروت، الطبعة الاولى ١٤٠٩هـ.
- ٤- الناسخ والمنسوخ ، ابن العربي (أبو بكر محمد بن عبدالله المعافري المتوفى: ٤٣٥هـ) تحقيق د/عبدالكبير العلوى المدعرى، مكتبة الثقافة الدينية، القاهرة.
- ٥- نواسخ القرآن ، ابن الجوزى: أبو الفرج عبد الرحمن بن علي التيمي القرشي البغدادي (المتوفى: ٥٩٧هـ)، تحقيق محمد أشرف علي الملباري، الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة الاولى ٤٠٤هـ/١٩٨٤م.
- ٦- المصفي بأكف أهل الرسوخ من علم الناسخ والمنسوخ ، ابن الجوزى: أبو الفرج عبد الرحمن بن علي المتوفى ٥٩٧هـ، تحقيق د/حاتم صالح الضامن، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ (یہ کتاب ان کی پہلی کتاب کا اختصار ہے، اصل اور مختصر دونوں مختلف ناموں سے معروف ہیں، جن کا تذکرہ نواسخ القرآن کے محقق نے اپنے مقدمے میں کیا ہے)۔
- ٧- النسخ في القرآن الكريم ، د/مصطفى زيد، دار الوفاء، المنصورة، مصر، الطبعة الثالثة ١٤٠٨هـ، نيزدار الفكر بيروت -

دوسرا فصل

اسباب نزول اور اس سے متعلق اہم کتابیں

اسباب نزول کی روایتیں کثرت سے ہیں، اور مفسرین نے اس فراؤانی سے ان کا ذکر کیا ہے جس کا فہم قرآن سے کوئی تعلق نہیں، نہ ان کی ضرورت محسوس ہوتی ہے؛ بلکہ خطرہ ہے کہ اسباب نزول کا کثرت سے تذکرہ کہیں قرآن کریم کی تعلیمات وہدیات کی محدودیت کا ذہن نہ بنادے! تاہم معدودے چند مقامات ایسے ہیں جہاں اسباب نزول سے واقفیت کے بغیر چارہ نہیں، اور ان موقعوں پر اسباب نزول کا عالم نہ رکھنے سے قرآن کا مطلب غلط سمجھنے کا اندریشہ ہوتا ہے، اس لیے علماء نے اس موضوع پر بڑی توجہ دی، ہم چند اہم کتابوں کا یہاں تذکرہ کرتے ہیں:

۱- **أسباب النزول**، للواحدی: أبْنَى الْحُسْنِ عَلَى بْنِ أَحْمَدَ الْوَاحْدِي
النسیابوری (المتوفی: ۴۶۸ھ) یہ اس موضوع کی سب سے مشہور کتاب ہے، متعدد اہل علم کی تحقیق کے ساتھ، متعدد ناشرین نے اس کو شائع کیا ہے، ایک اچھا نسخہ / مصطفیٰ دیب البغا کی تعلیق و تخریج کے ساتھ دارا بن کثیر دمشق و بیروت نے شائع کیا ہے۔
نیز واحدی کے شاگرد بدر الدین ابونصر محمد بن عبد اللہ الأرغیانی (المتوفی: ۵۲۹ھ) کی روایت والا اس کا ایک معترض ترین نسخہ پچھے حصے قبل پہلی دفعہ / ماہر یاسین الحفل کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ (دار المیمان، الریاض، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء)

۲- **العجب في بيان الأسباب**، لابن حجر: أَحْمَدُ بْنُ عَلَى الْعَسْقَلَانِي
(المتوفی: ۸۵۲ھ) تحقیق عبدالحکیم الأنیس، دار ابن الجوزی، الدمام
والریاض، الطبعة الاولی ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷م، اور ایک ایڈیشن فواز احمد زمرلی کی تحقیق

کے ساتھ دار ابن حزم بیروت نے شائع کیا ہے۔ (الطبعة الاولى ١٣٢٢ھ / ٢٠٠٢ء)۔
یا اسباب نزول کے سلسلے میں بہت جامع کتاب ہے، اس کے ساتھ حافظ ابن حجر
نے اس کتاب کے شروع میں تفسیر سے متعلق اہم بحثیں کی ہیں۔

٣- **باب النقول فی أسباب النزول**، للسيوطی: عبد الرحمن بن أبي
بکر (م ٩١١ھ) اس کے متعدد ایڈیشن مختلف محققین کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔

٤- **المحرر فی أسباب نزول القرآن** (من خلال الكتب التسعة)
دراسة الأسباب رواية و درایة، د/ خالد بن سليمان المزیني، دار ابن الجوزي،
الدمام، الطبعة الأولى ١٤٢٧ھ

٥- **الاستيعاب فی بيان الأسباب** (أول موسوعة علمية حديثية محققة
فی أسباب نزول أي القرآن)، سليم بن عيدالهلالی و محمد بن موسی آل نصر،
دار ابن الجوزي، الطبعة الاولى ١٤١٥ھ

٦- **الجامع العام الصحيح لأسباب نزول آي القرآن**، طارق بن
عاطف، مكتبة ابن عباس، المنصورة، مصر، ٢٠١١م

٧- **ال صحيح المستند من أسباب النزول**، أبو عبد الرحمن مقبل بن
هادی الوادعي، دار الآثار، صنعاء، الطبعة السابعة (مزيدة) ١٤٣٠ھ / ٢٠٠٩م

٨- **ال صحيح من أسباب النزول**، عاصم بن عبد المحسن الحميدان،
مكتبة المجتمع، الخبر، السعودية، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ / ١٩٩٩م

٩- **تسهيل الوصول إلى معرفة أسباب النزول**، خالد العك،
دار المعرفة، بیروت، الطبعة الثانية ٢٠٠٠م

١٠- **صحيح أسباب النزول**، إبراهيم محمد العلي، دار القلم، دمشق،
الطبعة الأولى ٢٠٠٣م

تیری فصل

اقسام القرآن کی اہمیت اور اس سے متعلق اہم کتابیں

قرآن کریم میں بات کو وکارنے کے لیے مختلف چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے، ان قسموں کی حقیقت اور سیاق و سباق سے اس کی مناسبت جاننے سے صحیح فہم قرآن میں مدد ملتی ہے۔ عام طور پر یہ غلط فہمی ہے کہ قسم، مقسم بہ کی عظمت کی وجہ سے کھائی جاتی ہے، جب کہ اصل بات یہ ہے کہ مقسم بہ اور مقسم علیہ کے درمیان نہایت گہرا تعلق ہوتا ہے، اور اس تعلق کے پس منظر میں عجیب و غریب حقائق بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں پانچ کتابیں ہمارے علم میں ہیں:

۱- *البيان في أقسام القرآن*، ابن القیم: محمد بن أبي بكر الزرعی الدمشقي (المتوفى: ۷۵۱ھ)۔ مکتبۃ الریاض الحدیثة، الریاض (۱۳۸۸ھ)۔ و بتتعليق محمد حامد الفقي، دار المعرفة، بيروت، و بتتعليق محمد زهري النجار، المؤسسة السعیدیة بالریاض، و بتحقيق محمد شریف سکر، دار إحياء العلوم بيروت (الطبعة الاولی ۱۴۰۹ھ) و بتحقيق فواز أحمد زمرلي، دار الكتاب العربي، بيروت (الطبعة الاولی ۱۴۱۴ھ) و بتحقيق أبو صہیب الکرمی، بیت الأفکار الدویلیة (۲۰۰۴م)

علامہ ابن قیم نے اپنی اس کتاب میں اکثر موقعوں پر آیات قسم کی تفسیر اسی طرح کرنے کی کوشش کی ہے جس سے مقسم بہ اور مقسم علیہ کے درمیان تعلق کی نوعیت واضح ہو، کہیں کہیں مقسم بہ کی عظمت کی بات بھی کہی ہے۔

۲- *الإعuan في أقسام القرآن*، حمید الدین (عبدالحمید) الفراہی

(المتوفى ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰م) دار القرآن الكريم، الكويت،
دار القلم، دمشق (الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴م) اس سے پہلے مدرسة
الاصلاح سرائے میرا عظیم گڑھ سے شائع ہوئی تھی۔

یہ اپنے موضوع پر بنے نظری کتاب ہے، اس کا اردو ترجمہ مولانا امین احسن اصلاحی
کے قلم سے اقسام القرآن کے نام سے شائع ہوا ہے۔ (دارالرہ جمیلیہ مدرسۃ الاصلاح،
سرائے میرا عظیم گڑھ)

۳- آیات القسم فی القرآن الکریم، احمد کمال
محمد المهدی، انھوں نے اس عنوان پر ماجستیر (ایم-۱ے) کا مقالہ لکھ کر جامع ازہر
کے کلیہ اصول الدین میں پیش کیا، ۱۹۶۸ء۔ (۱) یہ کتاب غالباً بھی شائع نہیں۔

۴- القسم فی القرآن الکریم، آفتاب عالم منتظر الندوی، انھوں نے لکھنؤ
یونیورسٹی سے ۱۳۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء میں اس عنوان پر پی-ارچ-ڈی کا مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی
ڈگری حاصل کی۔

انھوں نے اس میں قسم کے تمام متعلقات پر علمی انداز سے وقیع گفتگو کی ہے۔ خاص
طور پر مقسم بہ اور مقسم علیہ میں جو تعلق ہوتا ہے، اس کی وضاحت کی کوشش کی ہے۔
غالباً یہ کتاب تک شائع نہیں ہوئی، اصل مقالے کی ایک فوٹو کا پی علامہ شبیلی
لاجبری ندوۃ العلماء میں موجود ہے۔

۵- قرآن کی قسموں کا ادبی اور سائنسی جائزہ، از ڈاکٹر مرضیہ عارف، بھوپال،
(ملنے کا پتا: ۴۶۲۰۰-۴۶۲۰۰، 20, Ghati Bharboonja Road, Talayya Bhopal)
مصنفہ ڈاکٹر مرضیہ عارف بھوپال کے معروف اسلامی صحافی جناب عارف
عزیز صاحب کی صاحبزادی ہیں۔ یہ ان کا پی-ارچ-ڈی-کا مقالہ ہے، یہ ایک قابل
قدر علمی و تحقیقی کاوش ہے، اس سے قرآن کریم کے طالب علموں کو ضرور مستفید ہونا چاہیے۔

(۱) دیکھیے دراسات فی علوم القرآن الکریم، ص: ۳۱۹۔

چوہی فصل

امثال القرآن کی اہمیت اور اس سے متعلق اہم کتابیں

امثال قرآن کا علم رکھنا اور اس کی حقیقت جاننا فہم قرآن کے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے، متعدد علمائے کبار نے اس کی اہمیت بیان کی ہے (۱)۔

امام شافعی تو مجتهد کے لیے امثال قرآن کا علم ضروری قرار دیتے تھے (۲)۔

امثال القرآن پرسب سے پہلی کتاب امثال القرآن کے نام سے جنید بن محمد القواریری (المتوفی ۲۹۸ یا ۲۹۷ھ) نے لکھی، پھر متعدد لوگوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھیں، ہم یہاں اس سلسلے کی چند اہم کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں، اکثر کتابیں جدید مصنفوں کی ہیں:

۱- **امثال القرآن**، لا بن القييم (۱۵۸ھ) تحقیق ناصر بن سعد الرشید، مطابع الصفا، مکہ المکرمة، الطبعة الثانية ۲۰۱۴ھ / ۱۹۸۲م، ایک ایڈیشن الأمثال فی القرآن الکریم کے نام سے سعید محمد نصر الخطیب کی تحقیق کے ساتھ دارالعرفہ بیروت نے شائع کیا ہے (۱۹۸۱ء)

یہ کتاب دراصل ان کی مشہور کتاب **أعلام المؤعنین** کا ایک حصہ ہے۔

سید محمد غیاث الدین مظاہری اللہ آبادی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے (دار الترجمۃ والتألیف، خیرآباد، سلطان پور، ۱۳۰۷ھ)

۲- **الأمثال في القرآن**، محمود بن الشریف، دارالمعارف، مصر، ۱۹۶۵م

۳- **الأمثال القرانية** (دراسة وتحليل وتصنيف ورسم لأصولها

(۱) دیکھیے الاتقان، ص: ۲۳۵ (۲) دیکھیے البرہان، ۱/ ۶۸۰

وقواعدها ومناهجها) عبد الرحمن حسن جبنكه الميداني، دار القلم، دمشق
وبيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٠ هـ / م ١٩٨٠

٢- الأمثال في القرآن الكريم، سميحة عاطف الزين، دار الكتاب اللبناني؛ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧ هـ

٣- ضرب الأمثال في القرآن: أهدافه التربوية وآثاره، عبد المجيد
البيانوي، دار القلم، دمشق، والدار الشامية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١١ هـ

٤- موسوعة الأمثال القرآنية، د/ محمد عبدالوهاب عبد اللطيف، بيه
كتاب وحصلوا ملی ہے۔

٥- أمثال القرآن، للشريف منصور بن عون العبدلي، بیان کے مجتیر
(ایم-۱۷) کا مقالہ ہے، جوانبون نے كلیۃ الشریعۃ مکۃ المکرہ میں پیش کیا تھا،
(۱۳۹۲ھ) معلوم نہیں شائع ہوا ہے یا نہیں۔

٦- المدلولات التربوية للأمثال القرآنية، دراسة تحليلية لنصوص
القرآن، إعداد: يزيد حمزاوي، بیان کے مجتیر کا مقالہ ہے جوانبون نے قسم علم
النفس وعلوم التربية والأرطوفونيا، كلية العلوم الإنسانية والاجتماعية، جامعة
الجزائر میں لکھا تھا (٢٠٥٤ء-٢٠٥٦ء)

٧- الأمثال القرآنية (القياسية المضروبة للإيمان بالله) د/عبد الله بن
عبد الرحمن الحبروع، أنجحون نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں اس عنوان سے
پی-انجح-ڈی کا مقالہ لکھا تھا، عمادة البحث العلمي، الجامعۃ الإسلامية بالمدینۃ
المنورۃ نے ١٤٣٦ھ میں اس کو تین جلدیں میں شائع کیا ہے۔

پانچویں فصل

قصص القرآن اور اس سے متعلق اہم کتابیں

قرآن کریم نے عبرت و نبیحت کے لیے کثرت سے قصے بیان کیے ہیں، انہیاے سابقین اور ان کی اقوام کے علاوہ دوسرے بعض صلحاء کے قصے بھی اس میں وارد ہوئے ہیں، قرآن کریم نے اپنے اسلوب کے مطابق اکثر قصوں کے بعض ضروری حصے بیان کیے ہیں، اور کبھی قصے کا ایک حصہ ایک جگہ اور دوسرا حصہ دوسری جگہ ہے اور کہیں اجمال و ابهام سے کام لیا ہے، ان قصوں کی پوری واقفیت فہم قرآن کے لیے ضروری ہے، اگرچہ عام مفسرین اپنی حد تک اس کو بیان کرتے ہیں، تاہم متعدد علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، اس طرح کی چند کتابیں یہ ہیں:

۱- *قصص القرآن*، تالیف محمد احمد جاد المولی و محمد أبو الفضل إبراهیم و علی محمد البجاوی والسيد شحاته، المکتبة التجارية الكبرى مصر، الطبعة العاشرة (۱۹۷۹ھ/۱۳۸۹ء) اس کا ایک ایڈیشن جس کے غلاف پر بحیثیت مؤلف صرف محمد احمد جاد المولی کا نام ہے، المکتبة الامومیہ دمشق و بیروت نے شائع کیا ہے، اور جدید ایڈیشن ابتدائی تین ناموں کے ساتھ المکتبۃ الحصریۃ، صیدا - بیروت نے شائع کیا ہے (۱۳۳۶ھ/۱۹۵۴ء)۔ اس کتاب میں کوئی تحقیق معلوم نہیں ہوتی، صرف مرتب انداز میں قصے بیان کیے گئے ہیں۔

۲- *القصص القرآني: عرض وقائع و تحليل أحداث* ، تالیف د/صالح الحالدى دار القلم دمشق، ۱۹۹۸ھ/۱۴۱۹ء۔

یہ کتاب چار جلدیں میں ہے اور اپنے موضوع پر مفید ہے، مگر اس میں صرف قرآن میں مذکور انہیاء کے قصے ہیں، دوسرے قصوں کا انہوں نے تذکرہ نہیں کیا۔

۳- *القصص القرآني في مفهومه ومنطقه*، عبدالکریم الخطیب، دار الفکر العربي۔

۲- الفن القصصي في القرآن الكريم، محمد أحمد خلف الله، مكتبة الانجلو المصرية.

۵- نظرات تحليلية في القصة القرآنية، محمد المجنوب، دار الشواف، الرياض.

۶- بحوث في قصص القرآن، السيد عبدالباسط عبدربه، دار الكتاب اللبناني.

۷- معالم الدعوة في قصص القرآن الكريم، الدكتور عبد الوهاب بن لطف الدين، دار المجتمع، جدة، الطبعة الأولى ۱۴۸۶ھ/۱۳۰۲ء

یہ دو جلدیں میں ایک بہت مفید کتاب ہے، یہ دراصل ان کا پی-ائچ-ڈی کا مقالہ ہے، اس میں انہوں نے چار ابواب کے تحت بحث کی ہے: ۱- أسس الدعوة فی القصص القرآنى ۲- أسالیب الدعوة ۳- مواقف الأمم من الدعوة ۴- انتصار الحق۔
۸- المستفاد من قصص القرآن، الدكتور عبد الكريم زيدان، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۶ھ/۱۳۰۵ء

کتاب دو جلدیں میں ہے اور نہایت مفید ہے، پہلے ”المبحث الاول خلاصة القصص و تفسير آياتها“ کا عنوان قائم کر کے قصہ بیان کرتے ہیں اور متعلقہ آیات کی تفسیر کرتے ہیں، پھر ”المبحث الثاني ما يستفاده من قصة إبراهيم (مثلاً) للدعوة والدعاة“ کا عنوان قائم کر کے قصے کے فوائد اور سبق آموز پہلوؤں کا حسن سلیقہ سے تذکرہ کرتے ہیں، ضرورتاً انہوں نے تینیں المبحث الثالث، المبحث الرابع وغیرہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ آخری بحث قصے کے فوائد پر مشتمل ہوتی ہے۔

۹- قصص القرآن، از مولانا حافظ الرحمن سیوطی (المتوفی ۱۴۶۲ء) ندوۃ المصطفیین ولی۔

کتاب چار جلدیں میں ہے اور اپنی بعض تحقیقات میں بے نظیر ہے، کتاب کی زبان اردو ہے، مگر اپنی متعدد تحقیقات کے لحاظ سے عربی میں بھی اس کی کوئی مثال نہیں۔ ساتھ مولانا نے ہر قصہ کے اخیر میں نتائج و عبریاً عبر و بصائر کے عنوان سے قصے سے حاصل ہونے والے عبرت و بصیرت کے پہلوؤں کو خاص طور پر نمایاں کیا ہے۔

مطالعہ قرآن سے دلچسپی رکھنے والوں کو ان آخری تین کتابوں سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔

چھٹی فصل

تکرار قرآن اور اس سے متعلق اہم کتابیں

قرآن کریم کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ قرآن مجید میں ایک بات بار بار اور مختلف سورتوں میں کہی گئی ہے، قصوں میں کچھ زیادہ ہی یہ بات نظر آتی ہے، ناسمجھ نہیں جانتے کہ اس کی حقیقت کیا ہے، اور مفترضین تو اس کو قرآن مجید کی زبان پر اعتراض کا ذریعہ بناتے ہیں کہ یہ بلاغت کے خلاف ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کی بلاغت اور انوکھے اور نہایت موثر اسلوب کی روشن ولیل ہے۔

بعض مفسرین تکرار کے اسرار کی وضاحت کرتے ہیں مگر عام مفسرین ایسے موقعوں سے یوں ہی گزر جاتے ہیں، کوئی اس کی حقیقت پر نظر کرے اور اس کے مقاصد سے واقفیت حاصل کرے تو قرآن کریم کے اسلوب کی چدت اور غایبت بلاغت کے نئے پہلو اس کے سامنے آ جاتے ہیں؛ اس لیے بعض اہل علم نے اس پر مستقل لکھا ہے، اس طرح کی کچھ کتابیں حسب ذیل ہیں:

۱- أسرار التكرار في القرآن، محمود بن حمزہ بن نصر الكرمانی (المتوفى ۵۰۵هـ) تحقيق عبد القادر أحمد عطا، دار الاعتصام، القاهرة، الطبعة الثانية ۱۳۹۶هـ، نizer دار الفضيلة، القاهرة۔

۲- أسرار التكرار في لغة القرآن، د/ محمود السيد شيخون، مكتبة الكليات الأزهرية، القاهرة، ۱۴۰۳هـ / ۱۹۸۳م۔

۳- قضایا التکرار فی القصص القرآني، للدکتور القصبي محمود زلط،

دارالأنصار، القاهرة، الطبعة الأولى ۱۳۹۸ھ۔

۳- مكررات قرآن: قرآن کریم میں آیات و فصوص کا مکرر نزول اسباب و اسرار، مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ، عرشی پبلیکیشنز انڈیا، چوڑی والا، دہلی، بار اول ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

۵- یہاں ایک کتاب "ملائک التأویل" قابل ذکر ہے، اس کا پورا نام "ملائک التأویل القاطع بذوی الإلهاد والمعطيل في توجيه المستشابه اللفظ من آیي التفسریل" ہے۔ اس کے مصنف ابو جعفر احمد بن ابراہیم بن الزیر الشقی الغرناطی (م ۸۰۷ھ) ہیں، مطبوع تحقیق سعید الغلاح، دارالغرب الاسلامی، الطبعة الاولى ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء، اور ایک ایڈیشن د/ محمود کامل احمد کی تحقیق کے ساتھ دار النہضۃ العربیۃ، بیروت نے شائع کیا ہے، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

یہ ایک نہایت وقیع کتاب ہے۔ اس کتاب کا احتیاز یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایک قصہ مختلف انداز سے جو بار بار آیا ہے، یا ایک بات الگ الگ انداز سے جو بیان ہوئی ہے، کبھی تقدم و تاخر کے ساتھ، کبھی الفاظ کا فرق اور کبھی الفاظ کی کمی اور کبھی زیادتی، ان میں کیا معانی پہنچاں ہیں، اور کیا فوائد اور حکمتیں پوشیدہ ہیں؟ مصنف نے اپنی اس کتاب میں ان حقائق کو جاگر کیا ہے اور بہت شاہد ار انداز سے کیا ہے کہ قرآن کا اعجاز ظاہر ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ مختلف ویب سائٹس پر تکرار فی القرآن کے موضوع پر ایجھے ایجھے مفصالتیں ہیں، مثلًا ظاهرة التکرار فی القرآن (موقع الأرقام)، التکرار فی القرآن الكريم (منتدى التوحید)، التکرار فی القرآن: أنواعه وفوائده (الإسلام سؤال وجواب)۔

ساتویں فصل

رابط و نظم قرآن اور اس سے متعلق اہم کتابیں

قرآن مجید کا ایک بہت بڑا اعجاز اس کی ترتیب اور کلام کے درمیان پایا جانے والا ربط و نظم ہے، سب جانتے ہیں کہ قرآن تیس سال کے طویل عرصے میں مختلف اوقات اور مختلف حالات میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا، اس کے باوجود اس کی سورتوں کے درمیان ہی نہیں ہر سورت کی آیتوں کے درمیان بھی جو ربط اور حسن ترتیب ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، اور قرآن کریم کا ایک بہت بڑا مجزہ ہے۔ کسی انسان سے یہ ممکن نہیں، اسی لیے اکثر علماء کی رائے ہے کہ قرآن کریم کی پوری ترتیب تو قیمتی ہے۔ اور جن علماء کا خیال ہے کہ سورتوں کی ترتیب صحابہ کے اجتہاد کا نتیجہ ہے، انھیں شاید اس حدیث سے قرآن کریم کے اعجاز پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا، یا انھوں نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی، مگر جو اس حدیث سے غور کرتے ہیں انھیں کوئی شبہ نہیں ہوتا کہ قرآن کی سورتوں اور آیتوں کی ترتیب پوری کی پوری من جانب اللہ ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تمیین وحی سے فرماتے تھے کہ فلاں آیت کو فلاں آیت کے بعد اور فلاں سورت کو فلاں سورت کے بعد رکھنا (۱)۔

پھر اسی کے مطابق حضرت ابو بکر کے دور خلافت میں مصحف کی صورت میں جمع کیا گیا۔

نظم قرآن کو جانتے سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں:

(۱) اس سے سورت کے مقاصد اور آیات کی غرض و غایت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

(۲) قرآن کی بعض مشکلات اس سے حل ہوتی ہیں۔

(۳) آیات کی تفسیر میں مختلف آراء ہوں تو ربط معلوم ہونے سے کسی مفہوم کی ترجیح

(۱) اس سلسلے میں روایتوں کے لیے دیکھیے الاقان، ص: ۱۵۹-۱۶۰ اور ۱۶۲-۱۶۶

آسان ہوتی ہے۔

(۳) اور سب سے بڑھ کر اس سے قرآن کریم کے عجیب و غریب اور حیرت انگیز اعجاز کا پتا چلتا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں: "أَكْثَرُ لِطَائِفَ الْقُرْآنِ مُوَدِّعَةٌ فِي التَّرْتِيَّاتِ وَالرَّوَايَاتِ" یعنی قرآن کریم کے لطائف و نکات کا بڑا حصہ اس کے ربط و ترتیب میں پوشیدہ ہے (۱)۔

نظم قرآن کا یہ اعجاز کئی طرح سے ظاہر ہوتا ہے، مثلاً:

(الف) آیتوں کے مابین ربط و نظم (ب) ہر سورت اور اس سے متصل سورت کے درمیان مناسبت (ج) ہر سورت کے شروع اور اس کے خاتمه کے درمیان مناسبت (د) سورت کے خاتمه اور متصل سورت کے آغاز کے درمیان مناسبت۔

اس موضوع پر لکھنے والوں نے ان تمام اقسام پر عموار و شنی ڈالی ہے اور بعض نے کسی خاص پہلو پر بھی لکھا ہے۔

قرآن کریم کے اس مجزء انہ پہلو پر متعدد مفسرین نے تجویدی ہے، خاص طور پر امام رازی (م ۶۰۶ھ) اور مخدوم فقیہ مہماگی (م ۸۳۵ھ) نے پھر دو اخیر میں مولانا تھانوی (م ۱۳۲۲ھ)، مولانا حسین علی وان بچھرانوی (م ۱۳۴۲ھ)، مولانا تمیم الدین فراہی (م ۱۳۲۹ھ) اور ان کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحی (م ۱۹۹۷ء)، نیز علامہ ابن عاشور (م ۱۹۷۳ء)، شیخ وہبہ زحلی (م ۱۹۱۵ء) اور شیخ محمد لا مین اھری نے اپنی تفییروں میں خصوصی طور پر اس پہلو کو فرمایا کیا ہے (۲) اور متعدد علماء نے خاص اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں:

۱- البرهان فی تناسب سور القرآن (ویسمی البرهان فی ترتیب

(۱) الفیہر الکبیر ۱۰/۱۱

(۲) امام رازی کی تفسیر کبیر مولانا تھانوی کی بیان القرآن، مولانا اصلاحی کی تدریس قرآن، مولانا عاشور کی التحریر والتفویر، وہبہ زحلی کی افسیر المیر اور شیخ محمد لا مین اھری کی تفسیر حدائق الروح والریحان کے تعارف کے ضمن میں ہم یہ بات واضح کر کچے ہیں، مولانا حسین علی کی خاص اس موضوع پر کتاب کا آگے ذکر آ رہا ہے، نیزان کے متذکر شاگرد شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان (م ۱۹۸۰ھ/۱۹۰۰ء) نے اپنے استاد کے اسلوب کے مطابق، بلکہ ان کے افادات پر مشتمل تفسیر جواہر القرآن مرتب کی ہے، جس میں اس پہلو پر بہت زور دیا گیا ہے۔ یہ کتاب ملکتبہ رشیدیہ، راولپنڈی سے تین جلدیوں میں شائع ہو چکی ہے۔

سور القرآن)، لأبي جعفر أحمد بن إبراهيم بن الزبير الثقفي الغرناطي (المتوفى: ۸۰۷هـ) تحقيق محمد شعبانى، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، المغرب، ۱۴۱۰هـ/ ۱۹۹۰م، وتحقيق سعيد الفلاح، دار ابن الجوزى ۲۸۱۴هـ.

۲-نظم الدرر في تناصي الآيات والسور، لبرهان الدين البقاعي (إبراهيم بن عمر المتوفى: ۸۸۵هـ) دائرة المعارف العثمانية حيدر آباد سے ۲۲ جلدوں میں شائع ہوئی، بعد میں اسی کا عکس ایڈیشن دارالكتاب الاسلامی مصر نے شائع کیا۔ پھر عبد الرزاق المهدی کی تحقیق سے دارالكتب العلمیہ بیروت سے آٹھ جلدوں میں شائع ہوئی (الطبعة الاولی ۱۳۱۵هـ)۔

۳-تناصي الدرر في تناصي السور، للسيوطی (المتوفى: ۹۱۱هـ) تحقيق: عبداللہ محمد الدرویش، دارالكتاب العربي، سوريا، ۱۹۸۳م وتحقيق: عبد القادر أحمد عطا.

اور ایک ایڈیشن ”أسرار ترتیب القرآن“ کے نام سے دارالفضیلۃ، القاهرة نے شائع کیا ہے، جس میں بحثیت محقق عبد القادر احمد عطا و مرزوق علی ابراهیم کا نام ہے۔

۴-مراده المطالع في تناصي المقاطع والمطالع، للسيوطی، تحقيق د/محمد بن عمر بن سالم بازمول، المکتبۃ المکیۃ، مکة المکرمة (الطبعة الاولی ۱۳۲۳هـ/ ۲۰۰۲ء) اور ایک ایڈیشن بتحقيق د/عبدالمحسن بن عبد العزیز العسكر، مکتبۃ دارالمنهاج، الریاض (الطبعة الاولی ۱۳۲۶هـ)

اس کتاب میں سیوطی نے سورتوں کے اول و آخر میں مطابقت کا ذکر کیا ہے، اور خاص اس پہلو پر یہ منفرد کتاب ہے (۱)۔

(۱) بعض لوگوں نے نظم قرآن کے سلسلے میں سیوطی کی ایک اور کتاب ”أسرار التأويل“ کا بھی ذکر کیا ہے، جس کا پورا نام ”قطف الأزهار في كشف الأسرار“ ہے، مگریہ کتاب خاص اس موضوع پر نہیں ہے، بلکہ اس کا موضوع قرآن کریم کے تمام اسرار کی نقاب کشائی ہے، اس میں انہوں نے ہر سورت کو لے کر اس کے مختلف قسم کے اسرار سے بحث کی ہے، تقديم و تاخیر، حذف و زيارة، ایجاد و اطناب، تشییه و استعارہ، کنایہ و تعریض، اور بلاغت کے تمام اقسام کی مجرا ان رعایت۔ اسی ضمن میں ہر سورت کے اس کے بعد والی سورت سے ربط، اور تمام قسم کے اسرار و حکم کو موضوع بحث بنایا ہے۔ اس طرح قرآن کے اعجاز پر یہ ایک بے نظیر اور منفرد کتاب ہے۔ دکتور احمد بن محمد الحماری کی تحقیق کے ساتھ وزارت الأوقاف والشئون الإسلامية، قطر نے دو جلدوں میں شائع کیا ہے (الطبعة الاولی ۱۳۱۳هـ/ ۱۹۹۲ء)۔

۵- سبق الغایات فی نسق الآیات، از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی
خانوی (ت ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) اس کا پہلا ایڈیشن مطبع محتبائی دہلی سے ۱۳۱۷ھ میں شائع
ہوا تھا، اب جدید ایڈیشن مولانا عبد اللہ سعدی کی تحقیق کے ساتھ ایفا پبلیکیشنز نئی دہلی نے
شائع کیا ہے (الطبعة الاولی ۱۳۳۲ھ / ۲۰۱۳ء)

۶- بلغة الحیران فی ربط آیات القرآن، از شیخ الشفیر مولانا حسین علی
وال پچھرانوی (المتوفی ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء) یہ کتاب اردو میں ہے۔ اس کے جامع مولانا
کے ممتاز شاگرد شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان (ت: ۱۳۰۰ھ / ۱۹۸۰ء) اور مولانا محمد نذر
شاہ ہیں، یہ کتاب کئی بار شائع ہو چکی ہے، مکتبہ اخوت اردو بازار، لاہور نے بھی اس کا ایک
ایڈیشن شائع کیا ہے (۲۰۰۳ء)۔

مولانا حسین علی نے پوری زندگی قرآن مجید پر غور کرنے میں گزاری، اس طویل غور
و خوض کے بعد قرآن کریم کی آیات کے درمیان ربط کا بقول ڈاکٹر محمود احمد غازی: انہوں نے
ایک نیا سُتم دریافت کیا جو سابقہ دریافت شدہ نظاموں سے بالکل الگ اور منفرد ہے (۱)۔

۷- جواهر البیان فی تناسب سور القرآن، للشيخ عبدالله بن محمد
الصدیق الغماری (المتوفی ۱۴۱۳ھ) عالم الكتب، بیروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۶ھ.

۸- إمعان النظر في نظم الآي والسور، از عنایت اللہ سبحانی، مؤسسة نظام
القرآن، بلیریا گنج، عظیم گڑھ (الطبعة الاولی ۱۳۲۱ھ / ۲۰۰۰ء)۔

۹- انھی کی ایک کتاب ہے البرهان فی نظام القرآن، دارالکتب
و دارالمجتمع، جدة، الطبعة الأولى ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء م.

اس کتاب میں انہوں نے سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ اور آل عمران میں آیتوں کے
درمیان جو حسن ترتیب ہے، اس کو بیان کیا ہے (یہ دراصل ان کی پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے
اور پہلی کتاب ایم اے کا مقالہ)۔

- ۱۰- النظم الفني في القرآن، عبد المتعال الصعيدي، مكتبة الآداب، القاهرة، ۱۹۹۲م (اس سے پہلے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں)۔
- ۱۱- النظم القرآني وأثره في أحكام التشريع، د/ابراهيم رحماني، دار البشائر الإسلامية، الطبعة الأولى ۱۴۳۱هـ/۲۰۱۰م.
- ۱۲- الإعجاز البیانی فی ترتیب آیات القرآن الکریم و سورہ، د/محمد احمد یوسف القاسم، دار المطبوعات الدولیة، ۱۹۷۹م۔
- اس علم کی اہمیت اور اس کے فوائد پر دکتور محمد بن عمر بن سالم بازمول نے علم المناسبات فی السور والآیات کے نام سے کتاب لکھی ہے اور اسی کے ضمیمے کے طور پر سیوطی کی مراصد المطالع تحقیق نے شائع کی ہے (المکتبۃ المکرمة، مکہ المکرمة، الطبعة الأولى ۱۴۲۲هـ/۲۰۰۲ء)۔
- اسی طرح اس سلسلے میں اردو میں ایک کتاب نظم قرآن ایک تعارف (افادات علامہ ابن تیمیہ، امام زرکشی، مولانا فراہی اور مولانا اصلاحی) کے نام سے دائرة حمیدیہ مدرسة للإصلاح سرائے میر، عظیم گڑھ نے شائع کی ہے (۱۹۹۳ء)۔
- نیز اس علم کی اہمیت کے سلسلے میں وقیع مقالات بعض عربی مجلات میں شائع ہو چکے ہیں، مثلًا علم المناسبات وأہمیته فی تفسیر القرآن الکریم، للدکتور نور الدین عتر، مجلة كلية الدراسات الإسلامية والعربية (العدد: ۱۱، ۱۴۱۶هـ/۱۹۹۵م)
- أضواء على ظهور علم المناسبة القرآنية، لعبد الحكيم الأنبيس، مجلة الأحمدية، دبي (العدد: ۱۱، جمادی الأولى ۱۴۲۳هـ/۲۰۰۲م)
- المناسبات وأثرها على تفسير القرآن الکریم، لعبد الله الخطيب ومصطفى مسلم، مجلة جامعة الشارقة للعلوم الشرعية والإنسانية (المجلد: ۲، العدد: ربیع الثانی ۱۴۲۶هـ/يونیو ۲۰۰۵م)

آٹھویں فصل

اسرا ائمیلیات، اس کا حکم اور اس سلسلے میں اہم کتابیں

علم تفسیر میں ایک اہم ترین مسئلہ اسرائیلی روایات کا وجود ہے، اسرائیلی روایات کی ایک قسم تودہ ہے جس سے قرآنی حقائقوں اور ہماری روایتوں کی تائید و تصدیق ہوتی ہے، اگرچہ اصولی لحاظ سے ہمیں ان روایتوں کی ضرورت نہیں، لیکن ہم ان سے پورا فائدہ اٹھاسکتے ہیں، اور یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں بطور جھٹ پیش کر سکتے ہیں۔

دوسری قسم ان روایتوں کی ہے جن کے صحیح یا غلط ہونے کی ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی، ان روایتوں کو بیان کرنا جائز ہے، اگرچہ اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں۔ اسی قسم کی روایتوں کے بارے میں ہے: حدثوا عن بنی إسرائیل ولا حرج (۱) یعنی بنی اسرائیل سے باقی نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور انھی روایتوں کے بارے میں فرمایا گیا: إذا حدثكم أهل الكتاب فلا تصدقوهם ولا تكذبوا هم (۲) جب اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ تم سے کچھ بیان کریں تو نہ ان کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو۔ یہ واقعات عموماً ایسے ہوتے ہیں جن کے سچ ہونے کا بھی احتمال ہوتا ہے اور جھوٹ ہونے کا بھی گمان ہوتا ہے، لیکن بسا اوقات اس قدر عجیب و غریب اور حیرت انگیز باتیں ہوتی ہیں، جن کے غلط ہونے کا گمان غالب ہوتا ہے، ایسی باتوں کو بیان کرنے میں حتی الامکان احتیاط کرنی چاہیے۔

تیسرا قسم میں وہ روایتیں ہیں جن کے بارے میں ہر صاحب ایمان فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ غلط ہیں، صریح جھوٹ ہیں، باطل ہیں، جیسے انبیاء کے بارے میں نازیبا بیانات۔

(۱) بخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، رقم ۳۲۶۱ (۲) مسلم ۱۳۶/۲ و سنن ابو داؤد، رقم ۳۶۳۲

یہ دراصل یہود کی گھری سازش کا نتیجہ ہیں، ہو سکتا ہے کہ کچھ یہودیوں نے اسلام قبول ہو سکتا ہے کہ یہودیت سے اسلام قبول کرنے والے نو مسلموں نے نادانی میں ان روایات کو پھیلانے اور عام کرنے میں بڑا کردار ادا کیا ہو۔ افسوس کہ تفسیر کی بہت سی کتابیں ان سے آلودہ ہیں، ان کو بغیر تردید کے بیان کرنا جائز نہیں، اس کے باوجود متعدد مفسرین سے اس سلسلے میں چوک ہوئی ہے۔

تفسیر کا مطالعہ کرنے والوں اور تفسیر بیان کرنے والوں کو اسرائیلی روایات کے بارے میں بہت محتاط رہنا چاہیے۔ متعدد اہل علم نے اس سلسلے میں مستقل کتابیں لکھی ہیں، چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں:

- ۱- الإسرائیلیات والمواضیعات فی کتب التفسیر، محمد بن محمد أبو شہبہ (المتوفی ۱۴۰۴ھ) مجمع البحوث الإسلامية (القاهرة) الطبعة الأولى ۱۳۹۳ھ، و مكتبة السنة، القاهرة، الطبعة الرابعة، ۱۴۰۸ھ.
- ۲- الإسرائیلیات وآثارها فی التفسیر، د/رمزي نعنانة، دارالضیاء، بیروت، ۱۹۷۰م.
- ۳- الإسرائیلیات فی التفسیر والحدیث، محمد حسین الذہبی، مکتبة وہبة، القاهرة، الطبعة الثالثة، ۱۴۰۶ھ.
- ۴- تفسیروں میں اسرائیلی روایات، مولانا نظام الدین اسیر ادروی، مرکز دعوت اسلام، دیوبند ۱۳۰۵ھ/۱۹۸۵ء

نویں فصل مشکلات القرآن اور اس سلسلے میں اہم کتابیں

مشکلات القرآن یعنی قرآن عظیم کے وہ مقامات جہاں پہلی نظر میں اشکال ہوتا ہے اور غور سے پڑھنے والا تھوڑی دیر کے لیے رک جاتا ہے، پھر اگر وہ فہم قرآن کے لیے ضروری علوم سے واقف اور ذہین ہے تو ان بہت سے دشوار مقامات کو خود غور و تدبیر سے حل کر لیتا ہے، یا ماہرین قرآن نے جو حل پیش کیے ہیں، ان سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اپنا اشکال دور کرتا ہے۔

مشکلاتِ قرآن کی دو قسمیں ہیں: ایک اعرابی مشکلات، دوسری معنوی مشکلات، ان کی پھر ضمنی اقسام ہوتی ہیں، متعدد مفسرین نے اپنی تفسیروں میں مشکلاتِ قرآنی پر خصوصی توجہ دی ہے، اسی طرح ہم نے یہاں فہم قرآن کے لیے ضروری موضوعات سے واقفیت کے تحت جن موضوعات کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے بعض موضوعات کا تعلق دراصل مشکلاتِ قرآن ہی سے ہے اور ان سے واقفیت سے بعض مشکلات کا حل مل جاتا ہے۔ مثلاً بعض جگہوں پر نسخ و منسخ سے واقفیت اور بعض آیتوں میں اسبابِ نزول کا علم، اسی طرح تکرار قرآن کی حقیقت اور نظم قرآن کے علم سے بہت سی مشکلات حل ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے عصر صحابہ سے لے کر عصر حاضر تک متعدد کبار علماء اور ماہرین قرآن نے مشکلاتِ قرآن کے موضوع پر خصوصی توجہ دی ہے۔ اس طرح اس موضوع پر دسیوں کتابیں وجود میں آئیں (۱)۔

متقدِ میں نے زیادہ تر اعرابی مشکلات پر توجہ صرف کی ہے، متوسطین نے عموماً اعرابی اور معنوی دونوں مشکلات سے بحث کی ہے، اور عصر حاضر کے علماء نے اکثر معنوی مشکلات کو موضوع بنایا ہے، ہم یہاں مشکلاتِ قرآن پر لکھی ہوئی چند اہم مشہور کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جو طبع شدہ ہیں تاکہ ان سے استفادہ آسان ہو:

(۱) عبد اللہ بن حمد المنصور نے "مشکل القرآن الکریم: اسبابہ و انواعہ و طرق دفعہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، اس میں انہوں نے مشکلِ القرآن پر پچاس کتابوں کا تذکرہ کیا ہے (دار ابن الجوزی ۱۴۲۶ھ)

استأويل مشكل القرآن، لابن قتيبة: عبدالله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (المتوفى ۲۷۶ھ) تحقيق السيد أحمد صقر، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱م ومكتبة دار التراث، القاهرة، اورايك ایڈیشن بتحقيق إبراهيم شمس الدين، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲م: يہ کتاب مشکل القرآن کی اولین کتابوں میں ہے اور نہایت وقیع ہے، مختلف طرح کی مشکلات سے انہوں نے بحث کی ہے۔

۲- فوائد في مشكل القرآن، لسلطان العلماء عز الدين عبد العزيز بن عبد السلام (المتوفى ۶۶۰ھ) تحقيق د/ سيد رضوان على، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت، الطبعة الأولى ۱۳۷۸ھ/۱۹۶۷م - اور دوسرا ترميم واصلاح شده ایڈیشن دارالشوق جده نے شائع کیا۔ ۱۹۸۲ھ/۱۳۰۲ء۔ اعرابی اور معنوی دونوں طرح کی مشکلات سے اس میں بحث کی ہے۔

۳- أسئلة القرآن المجيد وأجوبتها (أنموذج جليل في أسئلة وأجوبة من غرائب آي التنزيل) لمحمد بن أبي بكر بن عبد القادر الرازي صاحب مختار الصحاح (المتوفى بعد ۶۶۶ھ) پہلے نام سے يہ کتاب نجيب ماجدی کی تحریق سے شائع ہوئی ہے (المكتبة العصرية، صیدا، بيروت (۲۰۰۹ھ/۱۳۳۰ء) اور بین القوسيں نام سے محمد رضوان الدائیہ کی تحریق کے ساتھ دارالفکر المعاصر، بيروت اور دارالفنون، سوریا نے مشترک طور پر شائع کیا ہے (الطبعة الثانية ۱۳۱۶)۔

یہ اس موضوع کی جامع ترین کتابوں میں ہے، بارہ سو چھتیس (۱۲۳۶) سوال وجواب پر مشتمل ہے، ”فإن قيل“ سے سوال قائم کرتے ہیں اور ”قلنا“ سے جواب دیتے ہیں اور تقریباً سب معنوی اشکالات ہی ہیں، کتاب کا اسلوب بہت سهل ہے اور ترتیب قرآن کے مطابق ہے، اشکالات اور جوابات دونوں سادہ اور آسان زبان میں ہیں کہ متوسط طالب علم بھی یاسانی سمجھ سکے۔

۴- تفسير آيات أشكالت (على كثير من العلماء حتى لا يوجد في طائفه من كتب التفسير فيها القول الصواب بل لا يوجد فيها إلا ما هو خطأ) لشيخ الإسلام ابن تيمية: أحمد بن عبد الحليم (المتوفى ۷۲۸ھ) تحقيق عبد العزيز بن محمد الخليفة،

مکتبۃ الرشد، الریاض، الطبعة الاولی ۱۴۱۷ھ، و دارالصمعی، الریاض، ۱۴۲۴ھ۔
الگ الگ فصلیں قائم کر کے متفرق آیات کے سلسلے میں ہونے والے اشکالات کا
بہت تفصیل ووضاحت سے جواب دیا ہے۔

۵-الروض السریان فی أسلة القرآن، للشيخ شرف الدين الحسین بن سلیمان زیان الطائی الحلی (المتوفی ۷۷۰ھ) تحقیق عبدالحلیم بن محمد نصار السلفی، مکتبۃ العلوم والحكم، المدینۃ المنورۃ، الطبعة الاولی ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴م
قرآن کریم میں جہاں اشکال یا تشابہ ہوتا ہے، یا جہاں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے، ان موقعوں پر سوال قائم کر کے نہایت آسان اسلوب میں علمی انداز سے جوابات دیتے گئے ہیں، ۱۰۱ سوالات اور ان کے جوابات پر مشتمل یہ کتاب دو جلدوں میں پھیپھی ہے، اور نہایت مفید ہے۔

۶-فتح الرحمن بكشف ما يلتبس من القرآن، للشيخ الإسلام زكريا بن محمد الأنصاري (المتوفى ۹۲۶ھ) ایک ایڈیشن شیخ محمد علی الصابوی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ (دار الجیل، بیروت، ۱۳۰۲ھ، از مقدمہ محقق) اور ایک ایڈیشن عبدالسمیع حسین کی تحقیق کے ساتھ مکتبۃ الریاض الحدیثہ نے شائع کیا ہے (الطبعة الاولی ۱۳۰۲ھ)
زیادہ تر معنوی اشکالات کا جواب ہے، اعراب و اسلوب کے اشکال کا حل بھی کثرت سے ہے، ترتیب قرآن کے مطابق ہونے کی وجہ سے استفادہ آسان بھی ہے۔

۷-مشکلات القرآن الکریم، للشيخ محمد عبدہ (المتوفى ۱۳۲۳ھ)، دار مکتبۃ الحیاة، بیروت، ۱۹۷۹م.

۸-مشکلات القرآن، للشيخ محمد انور شاہ الكشمیری (المتوفى: ۱۳۵۳ھ) مجلس لعلی دا بھیل گجرات، ۱۳۵۷ھ، نیزا مجلس لعلی جنوبی افریقیہ، تقسیم کار: ادارۃ القرآن کراچی، الطبعة الثالثة ۱۳۱۹ھ۔

۹-دفع لیہام الاضطراب عن آیات الكتاب، للشيخ محمد الأمین الشنقطی (المتوفی: ۱۳۹۳ھ) ان کی مشہور تفسیر اضواء البيان کے اخیر میں بطور ضمیمه شائع ہوئی ہے۔

۱۰-مشکلات القرآن یا قرآنی مطالعہ بیسویں صدی میں، از مولانا عبد الماجد دریابادی (المتوفی: ۱۷۱۹ء) ایڈیشن کر ریسرچ فاؤنڈیشن، ۱۹ روپری ہائی روڈ، مدراس۔

باب هفتم

قرآن کا سائنسی اعجاز اور اس سلسلے میں اہم کتابیں

پہلی فصل

قرآن کے سائنسی اعجاز کی حقیقت اور اس سے واقفیت کی ضرورت عربی و اردو کی اہم تفاسیر و مفسرات سے واقفیت کے بعد عصر حاضر کے لحاظ سے قرآن کریم کی بُرَفِ ہمیں رخ کرنا چاہیے۔ قرآن ایک مجزانہ کتاب ہے۔ قرآن مجید کی اصل وجہ اعجاز کیا ہے؟ ہمارے قدیم علماء نے اس پر مفصل بحثیں کی ہیں: کوئی زبان کی فصاحت اور حسن انشاء کے لحاظ سے اس کو مجزہ قرار دیتا ہے تو کوئی معانی و مطالب کی بلندی و جامعیت کے لحاظ سے اس کو مجزہ سمجھتا ہے، کوئی کچھ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ جہاں لفظ کی جزالت اور تعبیر کی بلاغت کے لحاظ سے مجزہ ہے، وہیں معانی کی رفت، مطالب کی جامعیت اور مضامین کی ندرت کے لحاظ سے بھی مجزہ ہے، بلکہ اس کے وجود اعجاز کو مدد و نہیں کیا جاسکتا۔ خود قرآن کریم میں اس کی طرف اشارہ ہے ﴿مَا فَرَّطَنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ (۱) ہم نے اس قرآن میں کسی چیز کی کمی نہیں رہنے دی۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے ”لَا تَنْقُضِي عَجَابَه“ (۲) یعنی اس کے عجائب ختم ہونے کے نہیں۔

اس کے وجود اعجاز کی کوئی انہما نہیں، سیوطی نے لکھا ہے کہ بعض علماء نے قرآن کریم کے وجود اعجاز اسی تک بیان کیے ہیں، اس کو نقل کرنے کے بعد سیوطی فرماتے ہیں: والصواب أَنَّهُ لَأَنْهَايَةٌ لِوَجْهِ إِعْجَازِه (۳)

اور خود سیوطی نے مذکورہ کتاب میں پنٹیس وجود کا تذکرہ کیا ہے اور دوسرے علماء نے دیگر دوسرے وجہ بیان کیے ہیں (۴)۔

قرآن کریم کے تمام وجود اعجاز مسلم اور ان میں ہر وقت اور ہر زمانے میں اضافے

(۱) الأنعام: ۳۸ (۲) حدیث کا حوالہ شروع کتاب میں گزر چکا ہے (۳) مترک الأقران ۱/۳

(۴) ذاکر محمد احمد غازی نے المدخل الوجيز إلى دراسة الإعجاز في الكتاب العزيز کے نام سے کتاب لکھی ہے، اس میں انہوں نے بعض جدید وجود اعجاز کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ کتاب دارالطباطبائی الاسلامیہ، بیروت سے شائع ہوئی ہے۔ الطبعۃ الاولی ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۰ء

کے امکانات روشن؛ لیکن آج کے دور میں قرآن کے مجازانہ پہلوؤں میں سب سے موثر پہلو
قرآن کا سائنسی اعجاز ہے۔

علم جدید کے حقائق اور آیات قرآنیہ میں بیان کردہ حقائق کے درمیان توافق اور
سائنسیت کا نام قرآن کا علمی یا سائنسی اعجاز ہے۔ سائنس کے ہر انکشاف کو قرآنی حقائق پر
منطبق کرنے کی کوشش اور اس کے لیے الفاظ قرآنی کی بے سروپا تاویل کرنا یا سائنس کے
بیان کردہ ہر نظریہ اور اس کی ثابت کردہ ہر تحقیق کی تصدیق و تائید قرآن کریم میں تلاش کرنا
تو زیادتی ہے، اور یہ کوشش، ہدایت قرآنی سے بہت دور لے جائے گی اور قرآن کتاب ہدایت
اور دستور حیات ہونے کے بجائے سائنس کی محض ایک کتاب ہو کرہ جائے گا۔ سائنسی نظریات
(جن کو تحقیق کہہ کر پیش کیا جاتا ہے) آئے دن بدلتے رہتے ہیں، جب کہ قرآن کے بیانات
اٹل اور ناقابل تبدیل حقائق ہیں، تو اگر کسی دن وہ نظریہ بدل جائے تو قرآن کی آیات
میں شبہ ہونے لگ جائے گا! اس لیے اس معاملے میں احتیاط اور اعتدال کی ضرورت ہے۔
سائنس کے ہر نظریہ اور انکشاف کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کے بجائے، سائنس
کے تسلیم شدہ حقائق کو قرآنی حقائق کی تصدیق کرنے والے کے طور پر دکھانے کی ضرورت
ہے۔ قرآن اصل ہے، سائنس اس کی مویذنہ کہ سائنس کو اصل قرار دے کر قرآن کو اس کا
مویذن بنانے کی کوشش کی جائے! (۱)

یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے اور اللہ عالم الغیوب بلکہ علام الغیوب ہے،
اور قرآن پیش کرنے والے نبی سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم امی محض
تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے ایسے حقائق پیش کیے، جہاں سینکڑوں سال کی کوشش کے بعد

(۱) ڈاکٹر زغلول راغب النجار (جو قرآن کریم کے سائنسی اعجاز پر تحقیق کرنے والے سب سے بڑے محققین اور
مصنفوں میں سے ہیں) کی ایک کتاب ہے قضیۃ الإعجاز العلمی فی القرآن الکریم بین المؤید
والمعارض (جمعیۃ المحافظۃ علی القرآن الکریم، عمان-الأردن، الطبعۃ الثانية ۱۴۲۹ھ۔ ۲۰۰۸م)
اس میں انہوں نے قرآن کے سائنسی اعجاز کی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے۔

انسان پہنچ سکا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿سَنُرِيْهُمْ اِلَيْهَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي اَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ﴾ (۱) یعنی، ہم ان کو دکھائیں گے اپنی نشانیاں کائنات میں بھی اور ان کے اپنے اندر بھی، یہاں تک کہ یہ بات ان پر کھل جائے گی کہ یہ قرآن واقعی برحق ہے۔

تفسیر کا درس دینے والوں اور قرآنیات کا مطالعہ کرنے والوں کو اعجاز قرآن کا یہ پہلو سامنے رکھنا چاہیے؛ تاکہ خود اپنے ایمان میں بھی اضافہ ہو اور جدیدیت پسند، نئے فلسفوں سے متاثر، مادہ پرستانہ نظریات اور مخدانہ افکار و خیالات کے حامل یا اس سے متاثر افراد کے ایمان بچانے کی جدوجہد میں شامل ہو سکیں اور ان کے ذہن و دماغ کی تسلی و شفی کا سامان بہم پہنچا کر اپنے فرض منصبی سے عہدہ برآ ہو سکیں!

بیسویں صدی سائنس کی ترقی کی صدی تھی، جب سائنس نے ترقی کی چوٹیاں سر کیں اور ایک سے بڑھ کر ایک چیز مٹکش ف ہوئی، اور جوں جوں سائنس کی تحقیقات اور اکشافات سامنے آتے گے قرآن مجید کے اعجاز کا ایک نیا پہلو سامنے آیا؛ اس لیے کہ ان میں سے دسیوں چیزوں کے اشارے اور بعض چیزوں کی تفصیلات پہلے سے قرآن کریم میں موجود تھیں۔ قرآن کریم کے سائنسی اعجاز کا یہ پہلو اس قوت و وضاحت کے ساتھ سامنے آیا کہ دنیاے سائنس انگشت بدندراں ہو گئی۔ علمائے اسلام کو اللہ نے توفیق دی کہ ان قرآنی حقائق کو سائنس سے متاثر دنیا کے سامنے پیش کر کے قرآن کے کتاب الہی ہونے کا اس کی زبان سے اعتراف کروائیں!

دوسرا فصل

الجواهر في تفسير القرآن الکریم اور اس کا تعارف

سب سے پہلے اس کو موضوع بنا کر مصری عالم طنطاوی جو ہری (متوفی ۱۹۲۰ھ/۱۳۵۸ء) نے "الجواهر في تفسير القرآن الکریم" کے نام سے ایک مفصل کتاب لکھی جو چھیس جلدیوں میں شائع ہوئی ہے۔ پہلے مصر سے شائع ہوئی تھی (مطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۵۰ھ) اب نیا ایڈیشن محمد عبد السلام شاہین کے اعتناء کے ساتھ دارالكتب العلمیہ بیروت لبنان نے آٹھ جلدیوں میں شائع کیا ہے (۱۴۰۷ھ/۲۰۰۷ء)۔

اس میں انہوں نے فلکیات، طبقات الارض، ریاضی، طبیعیات، بنا تات، حیوانات، ما بعد الطبیعیات اور علم طب سے متعلق قرآنی آیات کی تشریح و ترجمانی کے ضمن میں سائنسی تحقیقات پیش کی ہیں۔

مگر وہ سائنسی اور دیگر عصری علوم کی تفصیلات میں جاتے ہوئے اکثر جگہوں پر تفسیر کی غرض و غایت سے بہت دور نکل گئے ہیں؛ یہاں تک کہ یہ کتاب سائنس اور علوم عصریہ کی کوئی کتاب معلوم ہوتی ہے؛ مگر چوں کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ عقلی و سائنسی علوم سے متعلق قرآنی آیات کی تشریح کر کے فہم قرآن کی راہیں کھولیں، کائنات کے اسرار سے لوگوں کو روشناس کرائیں، مسلمانوں کو سائنس اور علوم جدیدہ سے قریب کریں اور ان علوم سے متاثر لوگوں کو قرآنی حقائق سے آگاہ کریں۔ اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ایک بڑی خدمت انجام دی؛ چنانچہ علامہ سید سلیمان ندوی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا: اس تفسیر کی

تالیف سے انہوں نے زمانہ جدید کے علوم عصریہ کے مقابلے میں وہی خدمت انجام دی ہے، جو آج سے ساڑھے سات سو برس پیشتر امام فخر الدین رازی نے قدیم یونانی علوم کے مقابلے میں انجام دی تھی، اور اسی لیے یہ کہنا غیر موزوں نہ ہوگا کہ شیخ طنطاوی کی یہ تفسیر چودھویں صدی ہجری کی تفسیر کبیر ہے (۱)۔

تیری فصل

رابطہ عالم اسلامی کا شعبہ الإعجاز العلمی للقرآن اور اس کی خدمات

پھر جب رابطہ عالم اسلامی کا قیام (۱۹۶۲ء) عمل میں آیا تو اس نے کچھ عرصے کے بعد الإعجاز العلمی للقرآن (قرآن کا سائنسی اعجاز) کے نام سے مستقل شعبہ قائم کیا، جس کے تحت اس سلسلے میں مختلف موضوعات پر کتابیں شائع ہوئیں۔

(۱) معارف، جلد: ۲، شمارہ: ۲ (فروی ۱۹۳۸ء) ص: ۹۱

چوتھی فصل

قرآن کے سائنسی اعجاز پر کام کرنے والے قابل ذکر مصنفوں میں

پھر متعدد حضرات نے مقصد قرآن کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو اپنا موضوع بنایا کہ بڑی خدمت انجام دی، جن میں شیخ عبدالجید زندانی، ڈاکٹر زغلول نجار اور ڈاکٹر ہارون تھیں اور بر صغیر میں مولانا شہاب الدین ندوی (وفات: ۲۰۰۲ء) قابل ذکر ہیں۔

ہم یہاں پہلے ان مصنفوں کی قرآن اور سائنس پر کھی ہوئی کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں، پھر دوسرے مصنفوں کی اہم کتابوں کا ذکر کرتے ہیں۔

شیخ عبدالجید زندانی اور قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کی کتابیں

شیخ عبدالجید زندانی: یمن کے مشہور عالم داعی، علوم جدیدہ کے ماہر اور مجاہد ہیں۔ انہوں نے قرآن کے سائنسی اعجاز پر متعدد کتابیں لکھیں۔ ان کی کتابیں دو طرح کی ہیں: ایک وہ جو خاص اسی سے متعلق ہیں۔ دوسری وہ کتابیں جو ایمان و توحید وغیرہ موضوعات پر ہیں؛ لیکن ان میں سائنس کو پیش نظر رکھ کر قرآنی حقائق پیش کیے گئے ہیں۔

پہلی قسم کی کتابوں میں یہ کتابیں ہیں:

۱۔ **إِنَّهُ الْحَقُّ**۔ جو بہت مختصر، لیکن نہایت چشم کشا اور غالباً ان کی کتابوں میں سب سے مشہور کتاب ہے، اس کا انگریزی ہندی سمیت متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

اس میں آیت قرآنی ﴿سَنُرِيهِمُ ایشنا فِی الْأَفَاقِ وَفِی أَنفُسِهِمْ حَتَّیٰ
یَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾ (۱) کی روشنی میں کلام کیا گیا ہے۔ اور آیت ۶۵ سے کتاب کا نام لیا گیا ہے۔

۲- تأصيل الإعجاز العلمي في القرآن والسنة
 ۳- علم الأجنحة في القرآن والسنة، جس کا اردو ترجمہ ہمارے فاضل دوست
 ڈاکٹر عبد الحمید اطہر ندوی بھٹکلی نے ”علم جنین قرآن و حدیث کی روشنی میں“ کے نام سے کیا
 ہے (مکتبۃ الشاب العلییۃ، لکھنؤ، ۲۰۱۲ء)

علم جنین جس کو انگریزی میں ”Embryology“ کہتے ہیں، یعنی بچہ ماں کے پیٹ میں
 کس طرح وجود میں آتا ہے اور کن مراحل سے گزر کر موجودہ صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔
 قرآن نے اس کے جو حقائق پیش کیے ہیں، سائنس اس کے سامنے حیرت زدہ ہے۔

۴- آيات اللہ فی الآفاق۔ (مکتبۃ القرآن، القاھرۃ)

۵- يا أبناء الإسلام: دينكم دين الحق، وكل آية في القرآن إعجاز (مکتبۃ
 القرآن، القاھرۃ)۔

۶- الإعجاز العلمي

دوسری قسم کی کتابوں میں یہ کتابیں ہیں:

۱- الإيمان (اس کا اردو ترجمہ ہمارے برادر عزیز مولوی محمد سمعان خلیفہ ندوی
 بھٹکلی نے کیا ہے (ناشر: ادارہ احیاء علم و دعوت لکھنؤ، مکتبۃ الشاب لکھنؤ)۔

۲- التوحيد

۳- توحيد الخالق

۴- العلاج هو الإسلام

۵- الإسلام أو الضياع

شیخ زندانی کے ساتھ دوسرے سائنس دان، ڈاکٹر رس اور علماء بھی کام کرتے ہیں،
 جن کے نام بعض کتابوں میں چھپے ہوئے ہیں۔

شیخ کی اکثر کتابیں جامعۃ الإیمان صنعتاء، بیکن سے چھپی ہیں۔ پہلی قسم میں نمبر ۵-۲
 کو چھوڑ کر بقیہ سب کتابوں کا مجموعہ موسوعۃ العلامۃ الزندانی کے نام سے بتیرتیب دکتور علی

ابوالخیر، دارالخیر، دمشق نے شائع کیا ہے (الطبعة الأولى: ۱۳۲۷ھ/۲۰۰۶ء)۔

ڈاکٹر زغلول النجاشی اور قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کی کاوشیں

ڈاکٹر زغلول النجاشی، مصر کے بہت مشہور فاضل ہیں، قرآن و حدیث کے سائنسی اعجاز پر بہت کثرت سے اور بہت مدلل لکھنے والوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

قرآن کے سائنسی اعجاز پر وہ مصری روزنامہ ”الأهرام“ میں ۲۹ مارچ ۱۳۲۵ھ (۲۳ اپریل ۲۰۰۱ء) سے ہر ہفتے ایک مضمون لکھ رہے ہیں۔ اس طرح وہ اس سلسلے میں سینکڑوں مضامین لکھ چکے ہیں۔ ان کے یہ مضامین مختلف عنوانات کے تحت الگ الگ ناموں سے کتابی صورت میں شائع ہو رہے ہیں۔

اسی طرح حدیث کے سائنسی اعجاز پر الأهرام میں لکھے ہوئے مضامین پر مشتمل ان کی کتاب دو جلدیں میں شائع ہوئی ہے۔

قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کی بعض کتابیں یہ ہیں:

۱- السمااء فی القرآن الكريم (دارالمعرفة، بیروت - لبنان)

۲- الأرض فی القرآن الكريم (دارالمعرفة، بیروت - لبنان)

۳- الحیوان فی القرآن الكريم (دارالمعرفة، بیروت - لبنان)

۴- النبات فی القرآن الكريم، (مکتبۃ الشروق الدویلیة، القاهرۃ، الطبعة الأولى

(۱۳۲۵ھ/۲۰۰۳ء))

۵- الزلازل فی القرآن الكريم

۶- المفهوم العلمی للجبال فی القرآن الكريم

۷- حقائق علمیة فی القرآن الكريم

ڈاکٹر ہارون یحییٰ اور قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کی تحقیقات

ڈاکٹر ہارون یحییٰ اسلام اور سائنس کے درمیان تعلق کے حوالے سے ایک نہایت مشہور محقق ہیں۔ ان کا تعلق ترکی سے ہے، ”سائنس ریسرچ فاؤنڈیشن“ کے نام سے انہوں

نے ایک ادارہ قائم کیا ہے جو ایک مضبوط ادارہ ہے، یہ قرآن اور سائنس کے درمیان تطبیق اور اس کے علاوہ دور جدید میں اسلام کی صحیح تصور پیش کرنے کے لیے کام کرتا ہے، بالخصوص ڈارون پرستی کی تردید میں بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کر کے اس نے اپنی ایک الگ پہچان بنائی ہے۔ ڈارون کے نظریہ ارتقا کو انھوں نے اس طرح لچرا اور بے تکا ثابت کر دیا کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی اور کوئی جواب نہ بن پڑا، اب اس کی ہوا پوری طرح نکل چکی ہے، اس کی جگالی بے قوفی کے سوا کچھ نہیں!

قرآن اور سائنس ان کی مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱- معجزات قرآنی، اردو ترجمہ شیر محمد، فضلی سنز پبلی کیشنر، ٹمپل روڈ، اردو بازار کراچی،

طین چہارم ۲۰۰۶ء

۲- سلسلہ معجزات، مترجم: عبدالحالق ہمدرد، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

۳- قرآن رہنمائے سائنس، مترجم: محمد یحییٰ، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

۴- کائنات کی تخلیق، مترجم: علیم احمد، گلوبل سائنس ملٹی پبلی کیشنر، کراچی، طبع دوم

۱۳۲۲ھ/۲۰۰۳ء

۵- خلیہ ایک کائنات، مترجم: عبدالحالق ہمدرد، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

۶- انکشافات قرآن (اسرار قرآنی)، مترجم: محمد یحییٰ، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

۷- کائنات کے سر بستہ راز، مترجم: مہناز عطا چودھری، ختنیہ علم وادب،

اردو بازار، لاہور، ۷۰۰۸ء۔

۸- دلائل و برائین سے اللہ کی پہچان، مترجم: محمد نذیر احمد (حیدر آباد) ایجو کیشنل

پبلیشنگ ہاؤس، دہلی، اشاعت دوم ۲۰۱۰ء۔

ان کے علاوہ قرآنی موضوعات پر ان کی دسیوں کتابیں ہیں، وہ خالص سائنسی

موضوعات کو بھی قرآن کریم کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ ایک سوتھ (۷۰۱)

سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان کی کتابوں کا بیس سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ کیا جا چکا ہے جن

میں اردو، عربی، انگریزی، فرانسیسی، جرمن، اطالوی، روی، پرتگالی، انڈونیشی وغیرہ شامل ہیں۔ مولانا شہاب الدین ندوی اور قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کے تحقیقی کام مولانا شہاب الدین ندوی (متوفی: ۲۰۰۲ء) قرآن کے عصری سائنسی اعجاز کے حیرت انگیز محقق تھے۔ برصغیر میں وہ اس معاملے میں بالکل منفرد تھے، عالم اسلام میں بھی ان کی مثالیں کم سے کم تھیں۔ اس لیے عرب و جم سب نے ان کو سر ایسا اور ان کی تحقیقات و خدمات کو وقت کی ضرورت اور طبقت کا تقاضا قرار دیا۔ انھوں نے اپنی ساری صلاحیت قرآن اور سائنس کے درمیان تطبیق اور قرآن کے سائنسی اعجاز کو اجاگر کرنے میں صرف کی اور درجنوں کتابیں تصنیف فرمائیں۔

قرآن اور سائنس کے متعلق سے مولانا کی کتابیں حسب ذیل ہیں:

- ۱- چاند کی تسخیر قرآن کی نظر میں
- ۲- بیالوجی قرآن کی نظر میں
- ۳- قرآن حکیم اور علم نباتات
- ۴- تخلیق آدم اور نظریہ ارتقا
- ۵- قرآن مجید اور دنیا کے حیات
- ۶- اسلام اور عصر حاضر
- ۷- قرآن، سائنس اور مسلمان
- ۸- اسلام اور جدید سائنس
- ۹- جدید علم کلام
- ۱۰- قرآن اور نظام فطرت
- ۱۱- قرآن عظیم کا نیا مجھڑہ اور علماء کی ذمہ داریاں
- ۱۲- حیات ثانی کے عقیدے پر کلونگ کی شہادت
- ۱۳- ایکسویں صدی کا جہاد، قرآن عظیم کے ذریعہ
- ۱۴- اسلام اور جدید عالمی نظام
- ۱۵- سورج کی موت اور قیامت

- ۱۶- قرآن عظیم کا نظامِ دلائل اور ملتِ اسلامیہ کی نشأۃ ثانیۃ
- ۱۷- قرآن کا نظریہ علم سائنسی اکتشافات کی روشنی میں
- ۱۸- چاند اور قیامت
- ۱۹- قرآن کا فلسفہ کائنات اور اس کی ابدی سچائیاں
- ۲۰- عالمِ ربویت میں توحید شہودی کے جلوے
- ۲۱- ذاتِ باری تعالیٰ پر ایک نظر۔ قدیم و جدید نظریات کی روشنی میں
- ۲۲- تفسیر سورہ تکویر اور اس کے اسرار و عجائب
- ۲۳- قرآن اور سائنس میں کیا تعلق ہے؟
- عربی میں مندرجہ ذیل کتابیں ہیں، جن میں اکثر اردو کے ترجمے ہیں:
- ۱ - بین علم آدم و العلم الحديث
 - ۲ - الأدلة العلمية الحديثة على المعاد الجسدي
 - ۳ - التجليات الربانية في عالم الطبيعة
 - ۴ - الاستنساخ الجنيني لصدق المعاد الجسدي
 - ۵ - مشاهد الربوبية في دنيا النبات
 - ۶ - خلق آدم ونظرية التطور والإرتقاء
 - ۷ - القرآن الكريم وعلم الكلام الحديث
 - ۸ - نظرۃ على ذات الباری تعالیٰ في ضوء النظريات القديمة والحديثة
 - ۹ - موت الشمس ويوم القيامة
 - ۱۰ - جغرافية الأجرام السماوية وبعض مافيها من أسرار الربوبية
- ان موضوعات سے قریب قریب اردو اور عربی میں مولانا کی اور بھی کتابیں ہیں، نیز بعض کتابیں انگریزی میں بھی دستیاب ہیں۔
- مولانا کی ساری کتابیں ان کاپنے ادارے فرقانیہ کیڈی ٹرست بنگور سے شائع ہوئی ہیں۔

پانچویں فصل

قرآن کے سائنسی اعجاز پر درس رے مصنفین کی اہم کتابیں

اب یہاں ہم قرآن کے سائنسی اعجاز پر درس رے مصنفین کی بعض اہم کتابوں کا
تذکرہ کرتے ہیں۔ پہلے عربی پھر اردو
عربی کتابیں:

- ۱۔ آيات اللہ فی الإنسان، للدكتور محمد راتب النابلسي، (دار المکتبی، دمشق، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ / م ۲۰۰۴)
- ۲۔ آيات اللہ فی الأفاق، محمد راتب النابلسي، (دار المکتبی، دمشق، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ / م ۲۰۰۴)
- ۳۔ موسوعة الإعجاز العلمي في القرآن الكريم: القرآن والكون من الانفجار العظيم إلى الانسحاق العظيم، أسامة على الخضر، (المکتبة العصرية، صیدا - بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۷ھ / م ۲۰۰۶)
- ۴۔ آيات اللہ فی الجبال والصحاری والغابات والنبات والشمار والأزهار والألوان، د/ماهر أحمد الصوفي، (المکتبة العصرية، صیدا - بیروت، ۱۴۲۹ھ / م ۲۰۰۸)
- ۵۔ آيات اللہ المبصرة، دكتور توفيق علوان، (دار بلنسیة، الرياض، الطبعة الثالثة ۱۴۲۶ھ / م ۲۰۰۵)
- ۶۔ آيات اللہ فی النفس والروح والجسد، ماہر احمد الصوفی، (دار الرخوان)
- ۷۔ آيات اللہ فی السماء، ماہر احمد الصوفی
- ۸۔ آيات اللہ فی البحار، ماہر احمد الصوفی

- ٩- آيات طبيعية في القرآن، الدكتور كمال المسويل (مكتبة الفارابي، دمشق، الطبعة الثانية، ١٤٢٣ هـ / ٢٠٠٢ م)
- ١٠- القرآن والسكان، دكتور بحر الدين عوض، ومعه "نظارات في القرآن والسكان" الشيخ على خشان، (معهد البحث والدراسات الاجتماعية، دوحة - قطر)
- ١١- قراءة الكون في الذكر والفكر، بدر بن مرزوق العضياني، (الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٨ هـ / ٢٠٠٧ م)
- ١٢- أسرار الكون في القرآن، الدكتور داود سلمان السعدي، (دار الحرف العربي، بيروت - لبنان، الطبعة الثالثة ٢٠٠٧ م)
- ١٣- التساولات الكونية على ضوء العلم والقرآن، محمد يوسف الساعي، (دار المعرفة، دمشق، الطبعة الثانية ١٤١٥ هـ / ١٩٩٤ م)
- ١٤- إعجازات حديثة علمية ورقمية في القرآن، الدكتور رفيق أبو السعود، (دار المعرفة، دمشق، الطبعة الخامسة، ١٤١٨ هـ / ١٩٩٧ م)
- ١٥- أضواء علمية على آيات من الإعجاز، قاسم لاشين، (دائرة الثقافة والإعلام، الشارقة، الإمارات العربية المتحدة، الطبعة الأولى ٢٠٠٢ م)
- ١٦- الإعجاز العلمي للقرآن الكريم في قصة أهل الكهف والرقيم، دكتور مجدى إبراهيم السيد إسماعيل، (دار الإيمان، الإسكندرية، مصر)
- ١٧- موسوعة الإعجاز القرآني في العلوم والطب والفلك، دكتورة نادية طيار، (مكتبة الصفا، أبو ظبي - مكتبة اليمامة، دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٨ هـ / ٢٠٠٧ م)
- ١٨- موسوعة الإعجاز العلمي في القرآن الكريم والسنة المطهرة، يوسف الحاج أحمد، (مكتبة ابن حجر، دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٤ هـ / ٢٠٠٣ م)
- ١٩- الموسوعة الذهبية في إعجاز القرآن والسنة النبوية، دكتور أحمد مصطفى متولي، (دار ابن الجوزي، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦ هـ / ٢٠٠٥ م)

- ٢٠ - موسوعة الإعجاز العلمي في القرآن والسنة النبوية الشريفة،
دكتور عبد الرحيم مارديني، (دار المحبة، دمشق-دار آية، بيروت، الطبعة
الأولى ٢٠٠٦ هـ / ٢٠٠٧ م)
- ٢١ - موسوعة العلم الحديث في ميزان الكتاب والسنّة، دكتور عبد الله
عبد الرحيم العبادي (دار الثقافة، الدوحة، قطر، الطبعة الأولى ١٤٢٦ هـ / ٢٠٠٥ م)
- ٢٢ - روائع الإعجاز العلمي في القرآن والسنة النبوية، هيثم جمعة
هلال، (دار الكتاب العربي، بيروت-لبنان ١٤٣٢ هـ / ٢٠١١ م)
- ٢٣ - الإعجاز العلمي في أسرار القرآن الكريم والسنة النبوية، محمد حسني
يوسف، (دار الكتاب العربي، دمشق، لبنان، القاهرة، الطبعة الأولى ٢٠٠٦ م)
- ٢٤ - القرآن والعلم، أحمد محمود سليمان، (دار العودة، بيروت،
الطبعة الثانية، ١٩٧٨ م)
- ٢٥ - التفسير العلمي للأيات الكونية في القرآن، حنفي أحمد،
(دار المعارف، القاهرة)
- ٢٦ - القرآن وعلوم الأرض، محمد سمييع عافية، (الزهراء للإعلام
العربي، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٤ هـ / ١٩٩٤ م)
- ٢٧ - الإعجاز العلمي في القرآن الكريم - منهج المعاهد القرآنية،
محمد على شفيق الندوى، (رابطة العالم الإسلامي، الهيئة العالمية لتحفيظ
القرآن الكريم، إدارة البحث والبرامج، ١٤٣٢ هـ)
- ٢٨ - الإعجاز القرآني في ضوء الاكتشاف العلمي للحديث، مروان
وحيد شعبان تفتازى، (دار المعرفة، بيروت)
- ٢٩ - كشف الأسرار النورانية القرآنية، محمد بن أحمد الإسكندراني
- ٣٠ - مادل عليه القرآن مما يعارضه الهيئة الجديدة القويمة البرهان،
محمود شكري الالوسي.
- ٣١ - القرآن ينبوع العلم والعرفان، علي فكري.

قرآن کے سائنسی اعجاز سے بحث کرنے والی اردو کی چند کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱- قرآن پاک اور اجرام فلکیہ از احمد سین بھوائی پوری، (مدنی مکتبہ، ڈھاکہ، ضلع چمپارن، بہار ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) یہ غالباً اس موضوع پر اردو میں لکھی جانے والی اولین کتابوں میں ہے۔ اس سے پہلے اس موضوع پر اردو میں لکھی ہوئی کوئی مستقل کتاب نہیں نظر نہیں آئی۔

۲- بابل، قرآن اور سائنس، از موریس بوکا لکے۔ یہ اصلًا موریس بوکا لکے کی LA BIBLE (لا بابل لے کوران لے سائنس) کے نام سے فرانسیسی زبان میں لکھی ہوئی کتاب ہے۔ انگریزی اور عربی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔
یہ اس کا اردو ترجمہ ہے از شاء الحق صدیقی (تاج کمپنی دہلی ۱۹۹۲ء)

اس سے پہلے اس کا ایک ترجمہ: قرآن، بابل اور سائنس کے نام سے منہاج الدین یعنی نے بھی کیا تھا (مکتبۃ الحسنات دہلی، بار اول ۱۹۸۱ء، بار دوم ۱۹۸۷ء)

۳- قرآنی آیات اور سائنسی حقائق از ڈاکٹر ہاک نور باقی (ترکی) ترجمہ سید محمد فیروز شاہ۔ اصل کتاب کس زبان میں اور کس نام سے ہے، عرض مترجم میں کوئی صراحة نہیں۔ یہ اس موضوع پر بہت جامع کتاب ہے، پچاس قرآنی سائنسی حقائق پر اس میں گفتگو کی گئی ہے (اسلامک بک فاؤنڈیشن نئی دہلی بار اول ۱۹۹۳ء، بار دوم ۲۰۰۵ء، بار سوم ۲۰۰۲ء)

۴- اوپر کی دنیا از مولانا عبد الکریم پارکیہ، (بار اول ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء، نظر ثانی شدہ ایڈیشن ۱۳۱۵ھ/۱۹۹۳ء، ناشر: ضیاء پبلی کیشور، ندوہ روڈ، لکھنؤ)۔

۵- نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ از ڈاکٹر اقبال حسین فاروقی، (سدرا پبلیشرز لکھنؤ، بار سوم ۱۹۹۹ء) اپنے موضوع پر محققانہ کتاب ہے۔

۶- قرآن کریم میں علوم فلکیات اور فضا سے زمین کی تفییش۔ یہ اصل میں سید وقار احمد سینی کی انگریزی کتاب The Qur'an for Astronomy and earth Exploration from Space کا اردو ترجمہ ہے، مترجم: سید محمود الحسن ہاشمی، اس کا عربی ہندی اور تیلگو ترجمہ بھی ہو چکا ہے جس کے لیے ویب سائٹ www.waqarhusaini.com سے رجوع

کیا جائے۔ اردو ترجمہ کے ناشر خود مصنف ہیں۔ ملنے کا پتا:

Geniuine Publications: (2007)and media pvt. LtD Nizamuddin west New Delhi

- ۷۔ اسلام کی سچائی اور سائنس کے اعتراضات از آئی اے ابراہیم /حسن فارانی، (دارالسلام، ریاض ولہ ہو ویرہ، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء)
- ۸۔ قرآن اور سائنس (سینما مقالات) ترتیب عبدالعلی اور ظفر الاسلام، (ادارہ علوم اسلامیہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ) ۲۰۰۳ء)
- ۹۔ قرآن، مسلمان اور سائنس از ڈاکٹر محمد اسلام پرویز، (اسلامک فاؤنڈیشن برائے سائنس و ماحولیات، اشاعت اول ۲۰۰۲ء، اشاعت چہارم ۲۰۱۳ء)
- ۱۰۔ قرآن، سائنس اور تہذیب و تمدن، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، (دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی، ۱۹۹۹ء)
- ۱۱۔ سائنسی اکتشافات قرآن و حدیث کی روشنی میں، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری (ہندوستان میں ناشر: اریب پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۳ء)
- ۱۲۔ قرآن، سائنس اور شیکناوجی، انجینئر شفیع حیدر دانش صدیقی، (دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۳ء)
- ۱۳۔ قرآن اور معدنیات، انجینئر شفیع حیدر دانش صدیقی، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۵ء)
- ۱۴۔ قرآن کے جدید سائنسی اکتشافات، پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم، (اریب پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۰۵ء)
- ۱۵۔ قرآن کریم، سائنس اور کائنات، خالد سیف اللہ (علیگ)، (دیجیک پبلشرز، دہلی، ۲۰۰۶ء)
- ۱۶۔ قرآن عظیم کی آفاقیت اور اس کا جدید فلسفہ کائنات (خارجی زمینوں، وہاب آباد مخلوقات، انسان کی حقیقت اور خود اپنی اصلیت سے متعلق جدید اعجازی قرآنی بصائر)،

سعید الرحمن ندوی (بن مولانا شہاب الدین ندوی) (فرقانیہ اکیڈمی ٹرست، بنگلور، ۲۰۱۲ء)

کے قرآنی مجزے اذعیم احمد، اس میں بعض مضامین قرآن اور سائنس سے متعلق ہیں،
 (ناشر البلاغ پبلیکیشنز، جامعہ نگر، نئی دہلی، ۲۰۱۰ء)

۱۸- قرآن اور جدید سائنس: مشاہدات کی روشنی میں از محمد انس ندوی

۱۹- قرآن اور سائنس از ایم اے عظیم

باب هشتم

علوم القرآن اور اس کی اہم کتابیں

علوم القرآن کی تعریف

تفسیر کے لیے کچھ علوم کا جاننا ضروری ہوتا ہے، مثلاً اسبابِ نزول کا علم، ناخ منسوخ کا علم اور کچھ علوم ایسے ہوتے ہیں جن کا تعلق تو قرآن سے ہوتا ہے اور ان کی معلومات فائدے سے خالی نہیں ہوتی، مگر ان کا جاننا اتنا ضروری نہیں ہوتا مثلاً فضائل القرآن کا علم، خواصِ قرآن کا علم، جمعِ قرآن کا علم، ان سب علوم کے مجموعے کو اصطلاح میں علومِ القرآن کہتے ہیں۔

پہلی فصل

علوم القرآن کا آغاز اور ابتدائی کتابیں

ان علوم یا ان میں سے بہت سے علوم کا آغاز اسی وقت ہو گیا تھا جب تفسیر کا آغاز ہوا تھا؛ اس لیے قرآن کے الفاظ اور اس کے معانی جاننے کے ساتھ لوگ ان علوم کو بھی حاصل کرتے تھے۔ چون کہ عموماً اس زمانے میں زبانی علم حاصل کیا جاتا تھا، اس لیے اس نام سے کتابیں نہیں لکھی گئیں؛ البتہ ان بعض موضوعات پر کتابیں تابعین ہی کے زمانے میں لکھی جا چکی تھیں، مثلاً عطاء بن أبي رباح (متوفی ۱۱۴ھ) کی غریب القرآن کے سلطے میں اور قتاوہ بن دعامة سدوی (متوفی ۱۷۵ھ) کی ناسخ و منسوخ کے سلسلے میں اور میمون بن مہران (متوفی ۲۸۶ھ) کی اسباب نزول کے سلسلے میں کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔

تیسرا صدی ہجری میں الناسخ والمنسوخ فی القرآن، اسباب التزول، غریب القرآن، مبہمات القرآن اور فضائل القرآن جیسے علوم القرآن سے متعلق موضوعات پر دسیوں کتابیں لکھی گئیں۔

دوسری طرف اولین مفسرین بھی جنہوں نے اہتمام سے اور ایک فن کی خلیت سے تفسیر میں کتابیں لکھیں، وہ بھی علوم قرآن سے متعلق بعض چیزوں کا اپنی تفاسیر کے مقدموں میں تذکرہ کرتے رہے۔ اس کا آغاز امام المفسرین علامہ ابن جریر طبری (ت: ۳۱۰) نے کیا۔ چنان چہ انہوں نے قرآن کے حروف سبعہ، تفسیر بالرأی اور اسماء القرآن وغیرہ مباحث پر گفتگو کی ہے۔ ان کے بعد بعض مفسرین بھی ان کی روشن پر چلے۔ مثلاً ابن بسطام (ابو محمد حامد بن احمد بن جعفر بن بسطام المتوفی بعد ۲۲۵ھ) نے اپنی تفسیر "السمباني لنظم المعانی" میں مزید تفصیل ووضاحت سے علوم القرآن کی متعدد اہم ترین موضوعات پر لکھا (۱)۔

ان کے بعد بھی متعدد مفسرین نے یہ طرز باقی رکھا۔ یہاں تک تفییروں کے ان مقدمات سے علوم القرآن پر اچھی خاصی دو جلدیوں میں کتاب تیار ہو کر شائع ہو چکی ہے، جس کا نام ہے علوم القرآن من خلال مقدمات التفاسیر (الدكتور محمد صفا و شیخ ابراهیم حقی، مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۵م)

مگر جب علوم کی تدوین کا کام آگے بڑھا، اور قرآنی علوم میں بھی وسعت ہونے لگی تو ان جملہ فنون کو علوم القرآن کا نام دیا گیا اور یہ بظاہر تیسری صدی ہجری کی بات ہے۔

علوم القرآن کے نام سے اولین کتاب: الحاوی فی علوم القرآن

اس لیے کہ پہلی کتاب جس میں علوم القرآن کا لفظ استعمال ہوا ہے، وہ ابوالقاسم محمد بن حبیب النیسا پوری (المتوفی ۲۲۵ھ) کی کتاب "التنبیه علی فضل علوم القرآن" ہے (۱) اگرچہ اس میں علوم القرآن کا لفظ استعمال ہوا ہے، مگر کتاب کے نام سے معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس میں علوم القرآن کے موضوعات سے بحث کی ہو، بلکہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے علوم القرآن کی ضرورت و اہمیت بیان کی ہے، ہاں البتہ محمد بن خلف بن المرزبان (المتوفی ۳۰۹ھ) کی کتاب "الحاوی فی علوم القرآن" ہے، جیسا کہ ابن الندیم نے ذکر کیا ہے (۲)۔ یہ غالباً اس موضوع کی اولین مبسوط کتاب ہے۔

فنون الأفنان فی عجائب علوم القرآن

پھر چھوٹی صدی ہجری میں علوم القرآن میں متعدد کتابیں لکھی گئیں، مگر ان میں سے کوئی کتاب محفوظ نہیں رہ سکی۔ غالباً علامہ ابن الجوزی (ابو الفرج عبد الرحمن بن علی القرشی الشیعی البغدادی المتوفی ۷۵۹ھ) کی کتاب "فنون الأفنان فی عجائب علوم القرآن" سب سے قدیم کتاب ہے، جو اس موضوع پر شائع ہوئی ہے۔ پہلی دفعہ احمد الشرقاوی اور اقبال المرکاشی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی، (الدارالبيضاء، المغرب، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)۔

(۱) دیکھیے راقان البرهان فی علوم القرآن، مقدمہ ص: ۳۶-۳۵ (۲) کشف الظنون ۱/۲۸۹

(۲) الفہرست، ص: ۱۷۱

پھر عبدالفتاح عاشر کی تحقیق کے ساتھ "عجائب علوم القرآن" کے نام سے شائع ہوئی (المجمع العلمي العراقي ۱۴۰۸ھ) پھر اسی سال مشہور عالم ڈاکٹر نور الدین عتر کے بھائی ڈاکٹر حسن ضياء الدین عتر (استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی۔ (دار البشائر الإسلامية، بیروت - لبنان، ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۷م)، ایک ایڈیشن صلاح بن فتحی حلیل کی تحقیق کے ساتھ مؤسسة الكتب الثقافية نے شائع کیا (۱۳۲۲ھ/۲۰۰۱ء)

دوسرا فصل

علوم القرآن کی چند جامع کتابیں

پھر یہ کام آگے بڑھتا رہا اور علوم القرآن پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ ہم یہاں چند اہم اور جامع کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

البرهان فی علوم القرآن

سب سے پہلی جامع کتاب علامہ بدر الدین زکشی (محمد بن عبد اللہ الزركشی الشافعی المتبوفی ۹۲۷ھ) کی "البرهان فی علوم القرآن" ہے، جو محمد ابو الفضل ابراہیم کی تحقیق کے ساتھ چار جلدیوں میں شائع ہوئی (۱) اور اس سے اچھا اور زیادہ تحقیقی ایڈیشن دکتور ذکری محمد ابو سریع کی تحقیق کے ساتھ چار جلدیوں میں شائع ہوا (۲)۔

الإتقان فی علوم القرآن

پھر امام سیوطی (جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی المتبوفی ۹۱۱ھ) کی کتاب "الإتقان فی علوم القرآن" نے سب کتابوں کو پیچھے چھوڑا، اور اس موضوع کی سب مفصل اور جامع ترین کتاب قرار پائی (۳)۔

اس کتاب میں قرآنی علوم سے متعلق معلومات کی کثرت اور مضمایں کے تنوع کی

(۱) جس کا پہلا ایڈیشن دارالحیاء الکتب العربیہ عسی البابی الجلبي و شرکاء نے ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء میں شائع کیا، پھر دارالعرفت بیروت لبنان نے اس کا عکسی ایڈیشن شائع کیا (۱۳۹۱ھ)۔ پھر دارالفنون سے انہی کی تحقیق کا ایڈیشن چھپا

(۲) دارالحصارة، الریاض، الطبعۃ الاولی ۱۳۲۷ھ / ۲۰۰۶ء

(۳) اس کتاب کے دسیوں ایڈیشن محقق اور غیر محقق شائع ہو چکے ہیں اور کتاب ہر جگہ ملتی ہے۔ جملة الازہر میں کلیہ اصول الدین کے تحت متعدد باحثین (اسکالر) نے اس کے مختلف موضوعات پر ذکری کثیرت کی ذکری حاصل کی، اس کا ایک اچھا ایڈیشن فواز احمد زمرلی کی تحقیق کے ساتھ دارالکتاب العربی بیروت۔ لبنان سے شائع ہوا ہے (۱۳۲۶ھ / ۲۰۰۵ء)

بجهة سے اس کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، متعدد علماء نے اس کی افادیت کو عام کرنے کے لیے اس کے اختصار و تلخیص اور تہذیب و تنقیح کی ضرورت محسوس کی، چنانچہ متعدد کتابیں اس طرح کی لکھی گئیں، کم سے کم اس طرح کی چار کتابیں ہمارے علم میں ہیں:

المحترم الإتقان في علوم القرآن، اختيار: عام محمد بحيري (المتوفى: ١٤٠٨هـ / ١٩٨٨م) مراجعة: عبد الوهاب حمودة، الهيئة المصرية العامة للكتاب، مصر ١٩٦٠م -

- ٢- زبارة الإتقان في علوم القرآن، للشيخ محمد بن علوی المالکی الحسني (المتوفى ١٤٢٥هـ) دار الشروق، جدة، الطبعة الثالثة ١٤٠٦هـ / ١٩٨٦م۔ اس میں انہوں نے ضروری اضافوں کے ساتھ اتقان کی تلخیص کی ہے۔
- ٣- فتح المنان بتسهيل الإتقان، تہذیب و اختیار: الدكتور مقتدى حسن الأزهري (المتوفى: ١٤٣٠هـ / ٢٠٠٩م) الجامعة السلفية بنارس۔

- مختصر الإتقان في علوم القرآن، اختصار وتعليق: الدكتور صلاح الدين أرقه دان، در النفائس، بيروت ١٩٨٥م ، الطبعة الثانية ١٩٨٧م .

تماہم الإتقان میں بعض ایسی کمزور اور غیر حقیقی باتیں درآئی ہیں، جن کے سہارے مستشرقین اور اغدادے اسلام نے کتاب اللہ اور دین اسلام کو نشانہ بنا کر اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ضرورت تھی کہ ایسے مقامات سے طلبہ اور اہل علم کو متنبہ کیا جاتا، تاکہ وہ کسی طرح کے شک و شبہے میں پڑنے سے محفوظ رہیں۔

چنانچہ یہاں کام مشہور اور محقق عالم شیخ عبد اللہ الغماری (عبد اللہ بن محمد الصدیق الغماری الحسنی المتوفی ١٣٢٣هـ) نے انہام دیا اور انہوں نے "الإحسان في تعقب الإتقان" کے نام سے کتاب لکھی، جس کے مائل پر تحریر فرمایا: "کل من عنده كتاب الإتقان للسيوطى يجب عليه أن يقتني هذا الكتاب" ، یہ کتاب دارالأنصار قاهرہ سے شائع ہوئی ہے۔

ڈاکٹر حازم سعید حیدر نے ”علوم القرآن بین الإتقان والبرهان – دراسة وموازنة“ کے عنوان سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تحقیق کر کے ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی۔ جو اسی نام سے کتابی صورت میں شائع ہو چکی ہے۔

الزيادة والإحسان في علوم القرآن

سیوطی کی کتاب چول کر بہت جامع تھی، اس لیے دوسراں تک اس پر اضافہ نہیں کیا جاسکا، یہاں تک ابن عقیلہ (جمال الدین محمد بن احمد بن سعید المعرف با بن عقیلہ المکی الحنفی المتوفی: ۱۵۰ھ) نے ”الزيادة والإحسان في علوم القرآن“ کے نام سے کتاب لکھی اور اچھا خاص اضافہ کیا۔ سیوطی نے اپنی کتاب میں اسی انواع کا ذکر کیا تھا، بعض انواع کو ایک دوسرے میں شامل کرتے ہوئے، ابن عقیلہ نے ڈیڑھ سو سے زیادہ انواع کا ذکر کیا، اگرچہ ان کی بنیاد سیوطی ہی کی کتاب ہے، سیوطی کی بیان کردہ بعض انواع سے اور انواع الگ کر کے انہوں نے مستقل نوع کی حیثیت سے ذکر کیا ہے، تاہم کچھ انواع کا اضافہ بھی ہے۔ اس کتاب کے مختلف حصوں پر ریاض میں پانچ اسکالروں نے تحقیق کر کے ماجستیر (ایم-ائے) کی ڈگری حاصل کی، اس تحقیق کے ساتھ یہ کتاب شارجہ سے دس جلدیوں میں شائع ہوئی (۱۳۲۷ھ/۲۰۰۲ء)۔

اس کتاب کے ایک محقق اور تحقیق کے نگران ڈاکٹر مصطفیٰ مسلم نے ساتھ سے زیادہ صفحات میں کتاب کا تعارف کرتے ہوئے اس کی جملہ خصوصیات ذکر کی ہیں اور ساتھ ساتھ اس کے بعض قابل تقدیم پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر فضل حسن عباس نے اس کا خلاصہ کرتے ہوئے مزید بعض کمزور اور قابل اعتراض پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے (۱)۔

(۱) دیکھیے ان کی کتاب إتقان البرهان في علوم القرآن ۱۳۲۳-۵۱

تیسرا فصل

عصر حاضر میں لکھی ہوئی علوم القرآن کی اہم کتابیں

عصر حاضر میں متعدد علماء نے اس علم کی طرف خصوصی توجہ کی اور اس پر کتابیں لکھیں، جنہیں اہم کتابوں کا ہم یہاں تذکرہ کرتے ہیں:

التبیان لبعض المباحث المتعلقة بالقرآن

علوم قرآن کے سلسلے میں عصر حاضر میں لکھی ہوئی یہ ایک مشہور اور اچھی کتاب ہے۔ اس کے مصنف شیخ طاہر جزاً (متوفی: ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) اپنے عہد کے بہت ممتاز علماء میں تھے۔ ان کی مختلف موضوعات پر کتابیں ہیں۔ اس کتاب کا پورا نام ”التبیان لبعض المباحث المتعلقة بالقرآن علی طریقۃ الاتقان“ ہے، جس کو شیخ عبدالفتاح ابوغفرة کی تحقیق کے ساتھ دارالبیشائر للإسلامیۃ بیروت نے شائع کیا ہے۔ (الطبعة الثالثة ۱۴۱۲ھ)

مناهل العرفان فی علوم القرآن

عصر حاضر میں لکھی ہوئی اولین کتابوں میں شیخ محمد عبد العظیم الزرقانی (متوفی: ۱۳۶۷ھ/۱۹۳۸ء) کی کتاب ”مناهل العرفان فی علوم القرآن“ اپنے اسلوب اور جامعیت کی وجہ سے ممتاز ہے، اس میں انہوں نے وشنوں کی طرف سے ابھارے جانے والے بہت سے شبہات کا جواب بھی دیا ہے۔ اس کتاب کو بڑی پزیرائی حاصل ہوئی اور آج تک لوگ اس سے مستقل فائدہ اٹھا رہے ہیں (۱)۔

البيان فی مباحث من علوم القرآن

(۱) اس کے دیہوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ متعدد اہل علم نے اس کی تحقیق کی طرف بھی توجہ کی۔ ایک تحقیقی ایڈیشن احمد بن علی کی تحقیق کے ساتھ دارالحدیث القاہرۃ سے شائع ہوا ہے۔ (۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء)

شیخ عبدالوهاب عبدالجید غزالی کی کتاب "البیان فی مباحث من علوم القرآن" پہنچی اس موضوع کی اہم کتابوں میں ہے۔

مباحث فی علوم القرآن - صحیح صالح

پھر ڈاکٹر شیخ صحیح صالح (متوفی: ۱۴۲۰ھ/۱۹۸۶ء) نے "مباحث فی علوم القرآن" لکھی، جس نے بالخصوص شام اور افریقہ کے علاقوں میں بڑی شہرت حاصل کی۔ اس میں انہوں نے مستشرقین کے بہت سے شہادات اور اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ اس کا اسلوب علمی، ادبی اور فکری ہے، اونچی سطح کے طلباء اور اہل علم اس سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں (۱)۔

مباحث فی علوم القرآن - مناع القبطان

اس کے بعد شیخ مناع القبطان (متوفی: ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء) نے "مباحث فی علوم القرآن" ہی کے نام سے ایک عمرہ کتاب لکھی، جس میں انہوں نے علوم القرآن کے اکثر اہم موضوعات کو نہایت آسان زبان اور عام فہم اسلوب میں پیش کیا ہے، جس کو متوسط طلباء پاسانی سمجھ سکتے ہیں۔ چنان چہ اس کتاب کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی۔ مختلف مدارس میں داخل نصاب کی گئی۔ اس کے چالیس سے زیادہ ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ مؤسسة الرسالہ بیروت لبنان سے یہ کتاب شائع ہوتی ہے۔

إتقان البرهان في علوم القرآن

اس عرصے میں اور بھی کتابیں لکھی گئیں۔ سب کا تذکرہ یہاں نہیں کیا جاسکتا، نہ ہمارا مقصود ہے۔ اخیر میں قرآنیات کے مشہور عالم ڈاکٹر فضل حسن عباس (متوفی: ۱۴۲۰ھ/۲۰۱۱ء) نے "إتقان البرهان في علوم القرآن" کے نام سے دو جلدیں میں نہایت و قیع کتاب لکھی، جس میں انہوں نے البرهان اور الاتقان کے ضروری مباحث عصر حاضر کے تقاضوں اور اعتراضات کو سامنے رکھتے ہوئے پیش کیے ہیں (۲)۔

(۱) اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۸ء میں آیا تھا۔ پھر مصنف نے ۱۹۶۵ء میں اس کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن شائع کیا۔ پھر اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ اب یہ کتاب دارالعلم للملاتین بیروت۔ لبنان سے شائع ہوتی ہے۔

(۲) دارالعقائیس، الاردن، الطبعة الثانية، ۱۴۳۰ھ/۲۰۱۰ء

چوتھی فصل

اردو میں علوم القرآن کی چند اہم کتابیں

اردو میں علوم القرآن پر خاصی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ ہم یہاں چند اہم کتابوں کا

تذکرہ کرتے ہیں:

۱- سب سے پہلی کتاب اردو میں اس موضوع پر مولانا عبدالحق حقانی (متوفی ۱۹۱۶ء) کی *البيان في علوم القرآن* ہے۔ یہ کتاب انہوں نے دراصل اپنی تفسیر (تفسیر حقانی) کے مقدمے کے طور پر لکھی تھی، یہ خاصی ضخیم کتاب ہے اور علوم قرآن کے موضوعات پر صحیط اور جامع ہے، مرسید نے قرآن اور تفسیر کے تعلق سے جو نظریات پیش کیے تھے، ان کو سامنے رکھ کر مولانا نے یہ کتاب لکھی اور ان کے خیالات اور مزاعومات کی بھرپور تروید کی۔ علامہ انور شاہ کشمیری جیسے وسیع انتظراً اور یگانہ روزگار عالم نے اس کی تعریف میں جو بات کہی ہے اس کے بعد کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، فرماتے ہیں: مقدمے میں جناب مفسر حرمون نے علوم قرآنیہ اور حقائق فرقانیہ اور مدارک ایجاز و فصاحت و بلاغت اور طبقاتِ نظم و عبارت و عقائد اسلامیہ اور انواعِ دلائل اور رؤا ادیان پاٹلہ اور علوم بزرخ و حشر و قیامت، تخلیل و ترکیب کے ساتھ صحیط اور حاوی بحث کی ہے جس کی نظریاً اگرچہ ممکن ہے، مگر واقع نہیں (۱)۔

۲- علوم القرآن، از مولانا سید شمس الحق افغانی (متوفی ۱۹۸۳ھ/۱۹۰۳ء) مولانا اپنے عہد کے بہت مشہور اور کبار علماء میں تھے، تفسیر ان کا خاص موضوع تھا، وہ ابتداءً دارالعلوم دیوبند میں شیخ الشفیر تھے، پھر جامعہ اسلامیہ بھاولپور (پاکستان) کے شیخ الشفیر اور واکس چانسلر رہے، یہ اپنے موضوع پر ایک وقیع کتاب ہے (۱)۔

(۱) از تقریظ کتاب، دارالاشاعت تفسیر حقانی، دہلی، ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء

۳۔ منازل العرفان فی علوم القرآن، از مولانا محمد مالک کاندھلوی (متوفی ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء) آپ مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے صاحبزادے تھے اور تفسیر و حدیث کی جامعیت میں اپنے والد کے نقش ثانی۔ ان کی یہ کتاب علوم القرآن پر ۸۵۲ صفحات پر مشتمل بظاہر اردو میں سب سے خوبی کتاب ہے (۲)۔

۴۔ علوم القرآن، از مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا عبد حاضر کے مشہور ترین علماء میں سے ہیں جو کسی تعارف کے میانچے نہیں، ان کی یہ کتاب بھی اردو میں اس موضوع کی سب سے مشہور اور کثیر الاشاعت کتاب ہے۔ عصر حاضر میں مغربی انکار کے زیر اثر جو سوالات پیدا ہوئے ہیں، ان کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کتاب مرتب کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے بہت مفید ہے۔
ہندوستان میں کتب خانہ نیمیہ دیوبند سے شائع ہوئی ہے (طبع اول ۱۴۲۳ھ)
نیز دوسرے مکتبوں نے بھی اس کوشائی کیا ہے۔

اس موضوع پر ڈاکٹر صحیح صالح کی وقیع کتاب ”مباحثہ فی علوم القرآن“ کا اردو ترجمہ بھی علوم القرآن کے نام سے شائع ہو چکا ہے، لقلم مولانا غلام احمد حریری (وفات: ۱۹۹۰ء)
نیز ڈاکٹر حسن الدین احمد کی کتاب ”احسن البیان فی علوم القرآن“ (طبع اول ۱۹۸۹ء و طبع دوم ترمیم و اضافہ ۱۹۹۶ء، حیدر آباد) اور مولانا سید مسعود احمد ہاشمی کی کتاب علوم القرآن و اصول التفسیر بھی لاکٹ استفادہ ہے (۳)۔

اسی طرح ڈاکٹر محمود احمد غازی کی کتاب ”محاضرات قرآنی“ کا مطالعہ بھی مفید ہونگا۔ اگرچہ اس میں بعض تاریخی تسامحتی ہیں، غالباً کتابی صورت میں اشاعت کے وقت نظر ثانی نہیں کی گئی (۲)۔

(۱) ناشر: مکتبۃ الحسن اردو بازار، لاہور ناشر: ناشران قرآن لیٹریشن، اردو بازار، لاہور

(۲) اضافہ شدہ ایڈیشن ۱۴۲۷ھ/۲۰۱۳ء، ادارہ دعوة الحق احیاء العلوم شیعوگہ، کراں نک، طبع اول بنام قرآنی علوم ہندوستان میں اریب ہبلکیشمزنی دہلی نے اس کا عکسی ایڈیشن شائع کیا ہے (۲۰۰۵ء)

باب ششم

اصول الفسیر اور اس کی اہم کتابیں

پہلی فصل

علوم القرآن اور اصول التفسیر

بعض اہل علم اصول التفسیر کو علوم القرآن کا مرادف سمجھتے ہیں۔ یعنی جن علوم کے
بیان کو علوم القرآن کہا جاتا ہے، انہی کو اصول التفسیر بھی کہتے ہیں، جیسا کہ مناع القطان کا
ذیوال ہے^(۱)۔

لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے، علوم القرآن کے تحت وہ تمام مباحث آجاتے ہیں، جن
کا قرآن کریم سے کسی طرح کا تعلق ہو، خواہ وہ فہم قرآن کے لیے ضروری ہوں یا نہ ہوں۔
الہ تقان کی فہرست سے اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

اصول التفسیر کی تعریف

اصول تفسیر درحقیقت علوم القرآن کا ایک حصہ ہے، اس میں صرف وہی مباحث
آتے ہیں، جن کا تعلق براہ راست فہم قرآن سے ہو، یعنی وہ اصول اور قواعد جن کا جاننا اور جن
کو پیش نظر رکھنا قرآن فہمی اور اس کی صحیح تفسیر کے لیے ضروری ہے اور ان کا لحاظ رکھنے بغیر
گمراہی کے دروازے کھلتے ہیں اور اخراجات بال و پرناکلتے ہیں۔ اسی طرح اس کے تحت ان
شرط و آداب کا ذکر بھی کیا جاتا ہے جن سے آرستہ ہونا مفسر کے لیے ضروری ہے۔

اصول و قواعد کا فرق

اصول التفسیر کی طرح قواعد التفسیر کے نام سے بھی کچھ لوگوں نے کتابیں لکھیں۔
اس کے تحت درحقیقت ان قاعدوں اور ضابطوں کا بیان ہونا چاہیے، جو ان اصول کی روشنی

(۱) مثلاً دیکھیے ان کی کتاب مباحث فی علوم القرآن، ص: ۱۶

میں اخذ کیے گئے ہوں۔ جیسے قواعد الفقه یا القواعد الفقہیۃ کے تحت فتحی ضابطہ بیان کیے جاتے ہیں۔ ایسے ہی قواعد الشفیر کے تحت تفسیر کے ضابطے بیان ہونے چاہیے۔ مگر علوم القرآن پر لکھنے والے بعض مصنفوں نے بھی اپنی کتاب کو قواعد الشفیر کے نام سے موسوم کیا ہے، اور اصول الشفیر پر لکھنے والے بعض مصنفوں نے بھی اپنی کتابوں کے ناموں میں قواعد کا لفظ استعمال کیا ہے!

دوسرا فصل

اصول تفسیر کے مباحث

اصول تفسیر کے تحت درج ذیل مباحث سے بحث ہوئی چاہیے:

۱۔ علم تفسیر کی اہمیت اور اس کی ضرورت۔

۲۔ نصوص قرآنی کی قطعی دلالت اور اس کی جیت (۱)۔

۳۔ تفسیر کے مصادر اور مآخذ کا بیان۔ یہ ایک طویل بحث ہے، اس کے تحت تفسیر مائنور کی ضرورت، آثار صحابہ اور اقوال تابعین کی اہمیت و حیثیت، تفاسیر سلف میں اختلاف کی حقیقت، تفسیر بالرأی کے حدود، عربی زبان اور اس کی باریکیوں اور اسالیب سے واقفیت کی ضرورت اور اس کی تفصیل۔ اسی طرح تفسیر کے مصادر سے متعلق جو بحثیں ہوں گی، ان کا بیان ہونا چاہیے۔

۴۔ خطاب قرآن اور اس کے اسالیب بیان سے متعلق بحث۔ اس کے تحت عام و خاص، مطلق و مقید اور منطق و مفہوم کا مختصر بیان۔

۵۔ اسباب نزول کی حیثیت اور اس کی ضروری حد کا بیان اور اس سلسلے میں صحابہ و تابعین کی تجیہرات کی وضاحت۔

۶۔ نارنج و منسونخ کا بیان، نفحی القرآن کا مطلب اور اس کی تفصیل و متعلقات، اور سلف و خلف کے درمیان اس کے مفہوم کا فرق اور اس کی توضیح۔

۷۔ محکم و متشابہ کا بیان۔

(۱) اس بحث کا اصل تعلق اصول فقه سے ہے۔ یہاں بھی مختصر اس کا بیان ضروری ہے

۸-نظم قرآن اور قرآن کریم کی سورتوں اور آیتوں کے درمیان ربط و ترتیب کی اہمیت کا بیان۔

۹-تکرار اور اس کے اسرار و حکم کا بیان۔

۱۰-اعجاز قرآن کا بیان۔

۱۱-ان قرأتوں سے واقفیت کی ضرورت کا بیان جن سے مفہوم کی تعینیں ہوتی ہو اور انحراف سے بچا جاسکتا ہو۔

۱۲-مفسرین کے منائج کا فرق، اس کے اسباب، اور ان کی ضرورت کا بیان۔

۱۳-مفسر کے لیے ضروری آداب کا بیان۔

یہ وہ بحثیں ہیں جن کا جاننا تفسیر کے لیے ضروری ہے۔ اس سے ملتے جلتے اور بھی کچھ ضروری مضامین اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ غور و فکر سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اصول تفسیر کے اصلًا یہی موضوعات ہیں، قرآن کریم کے فہم و تفہیم کے لیے جن سے واقفیت ضروری ہے۔ اور دوسرے مباحث یہاں جو بیان ہوتے ہیں، ان کا تعلق درحقیقت علوم القرآن سے ہے، اصول التفسیر سے نہیں، واللہ اعلم۔

تیسرا فصل

اصول تفسیر کی چند کتابوں میں

اب کوئی ضروری نہیں کہ اصول تفسیر پر لکھنے والوں نے ان تمام موضوعات کو اپنی کتابوں میں بیان کیا ہو، بلکہ ان کتابوں میں علوم القرآن سے متعلق دوسرے مضامین بھی آجاتے ہیں۔ اور یہ بعض ضروری مباحثہ رہ جاتے ہیں۔

ان باتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم ذیل میں ان کتابوں کا ذکر کرتے ہیں، جو اصول التفسیر یا قواعد التفسیر کے ناموں سے موسوم ہیں:

(الف) وہ کتابوں جو اصول التفسیر کے نام سے ہیں:

۱- *الإكسير في أصول التفسير*، للشيخ سليمان بن عبد القوي الطوفي البغدادي (المتوفى: ٦٧١ھـ) مكتبة الآداب، مصر، ١٩٧٧ م.

اس کتاب میں انہوں نے تفسیر و تاویل کے درمیان فرق بیان کرنے کے بعد ان علوم کا تذکرہ کیا ہے، جن کی ایک مفسر کے لیے ضرورت ہے مثلاً: نحو، صرف، لغۃ، قراءات، اصول، فقہ، تاریخ، طب، حساب، نجوم وغیرہ.... پھر علم بیان اور علم معانی پر تفصیل سے گفتگو کی ہے (۱)۔ اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں تفسیر کے اصول کا کوئی خاص بیان نہیں ہوا ہے۔

۲- *مقدمة في أصول التفسير*، لشیخ الإسلام ابن تیمیة (أحمد بن عبد الحليم الحراني المتوفى: ٧٢٨ھـ)

یہ ایک مختصر کتاب ہے، مگر اس میں اصول تفسیر کے تعلق سے بہت کام کی باتیں ہیں۔ شروع میں لکھتے ہیں: مجھ سے بعض دوستوں نے تقاضا کیا کہ کچھ ایسی کلی اصولی باتیں بیان

(۱) دیکھیے التیسیر فی أصول التفسیر، ص: ۱۹

کروں جن سے قرآن کے فہم اور تفسیر سے واقفیت میں مدد ملے۔
کتاب کا یہ نام علامہ ابن تیمیہ کا رکھا ہوا نہیں ہے، بلکہ ۱۳۵۵ھ میں پہلی دفعہ اس کو
 دمشق کے مفتی الحنا بن شیخ جبیل الشطی نے شائع کیا، تو یہ نام رکھا۔

اس کے متعدد ایڈیشن تکلیف کے ہیں اور ایک سے زائد شریحیں بھی لکھی جا چکی ہیں، نیز
اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے، بقلم خالد بن ابو القاسم النصاری، (علوی پریس، بھوپال، ۱۹۵۱ء)۔

۳- الفوز الكبير فی أصول التفسير، از شاہ ولی اللہ دہلوی (احمد بن

عبد الرحیم المتوفی: ۱۱۱ھ)

یہ اصول تفسیر میں ایک بے نظیر کتاب ہے۔ شاہ صاحب مقدمہ کتاب میں لکھتے ہیں:
عنایت خداوندی سے امید ہے کہ طالب علموں کو ان قواعد کے فہم سے مطالب قرآن کی ایسی
کشادہ راہ مل جائے گی کہ اگر تفاسیر کے مطالعے یا مفسرین (اگرچہ ان کی تعداد بھی آج تک بہت
کم ہے) نے رجوع کرنے میں ایک عمر بھی گزاریں، تب بھی ان کو یہ فوائد اس ربط و ضبط
کے ساتھ حاصل نہیں ہو سکتے۔

حضرت مولانا علی میاں صاحب کے بقول: ”جو اپنے موضوع پر (ہمارے علم میں
پورے اسلامی کتب خانے ہیں) منفرد کتاب ہے۔ بعض بعض اصول جو شاہ صاحب نے
اپنے ذوق و وجد ان اور فہم قرآن کی بنابر لکھ دیے ہیں، دوسری کتابوں کے سینکڑوں صفحات
کے مطالعے سے نہیں حاصل ہو سکتے“ (۱)۔

اصل کتاب فارسی میں ہے جس کے پہلے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، کچھ
غرضے قبل اس کا تحقیق شدہ اور خوبصورت ایڈیشن مکتبۃ الکوثر کراچی نے شائع کیا ہے، پہنچ
و تحقیق عبد اللطیف ناروی (سنة اشاعت رمضان ۱۳۲۹ھ)

عربی میں اس کے متعدد ترجمے ہو چکے ہیں: پہلا ترجمہ علامہ محمد منیر الدمشقی (متوفی
۱۹۲۸ء) کے نام سے شائع ہوا ہے، (مطبوعہ قیومی پریس کانپور وغیرہ) مگر ان کے حالات

(۱) تاریخ دعوت و عزیمت جلد چشم، ص: ۱۵۰

میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا، اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ فارسی سے بھی واقف تھے! اس لیے قرین قیاس بھی ہے کہ کسی ہندوستانی عالم نے ترجمہ کر کے ان کی طرف منسوب کیا ہے، جیسا کہ حضرت مولانا علی میاں صاحب فرمایا کرتے تھے (۱)۔

یہی ترجمہ المکتبۃ السلفیۃ لاہور سے ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا ہے، مگر اس میں مترجم کی حیثیت سے کسی کا نام نہیں، اسی طرح بعض دوسرے مطابع نے بھی مترجم کے نام کی صراحة کے بغیر شائع کیا ہے، بلکہ صرف یہ لکھا ہے: "أصل هذا الكتاب بالفارسية، ونقله إلى العربية بعض العلماء رحمه الله قبل سنة ۱۲۹۵هـ إلا بحث المقطوعات فإنه ترجمة العلامة السيد الشيخ محمد اعزاز على الديوبندی" اور یہی ترجمہ شیخ منیر مشقی کے نام کی صراحة کے ساتھ مع ترجمہ بحث المقطوعات از مولانا اعزاز علی، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند وغیرہ نے بھی شائع کیا تھا۔

مولانا سید سلمان حسینی ندوی (رئیس قسم الدعوة والا علماء وأستاذ الشفیر والحدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) نے الفوز الکبیر کا جدید عصری اسلوب میں ترجمہ کر کے ذیلی عنوانین قائم کیے ہیں (مطبوعہ مکتبۃ ندوۃ العلماء دارالسنة لکھنؤ)۔

ایک ترجمہ مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) کا بھی دیوبند و کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

اور ایک ترجمہ مولانا انور بدختانی (استاذ حدیث جماعتہ العلوم الإسلامية بنوری ٹاؤن کراچی) نے کروا کے ذیلی عنوانین کے ساتھ بیت العلم کراچی سے شائع کیا ہے (۱۴۳۶ھ/۱۹۰۴ء) اردو میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے جو مولانا شید احمد صاحب انصاری نے کیا ہے، یہ ترجمہ پہلی دفعہ مطبعہ احمدی علی گڑھ سے ۱۹۱۲ء میں شائع ہوا تھا، پھر مکتبۃ برہان دہلی سے اس کے ایک سے زائد ایڈیشن شائع ہوئے۔

متعدد حضرات نے اس کی شرحیں بھی لکھی ہیں، جن کے تذکرے کی بیہاں چند اس

(۱) دیلہی مقدمہ الفوز الکبیر (عربی ترجمہ از مولانا سید سلمان حسینی ندوی)

ضرورت نہیں۔

۲- الحصمام فی أصول تفسیر القرآن، از مولانا عبد العزیز پرہاروی (المتوفی ۱۳۴۹ھ/۱۸۲۲ء) یہ کتاب عربی میں ہے۔ اس کا کچھ حصہ مولانا ہی کی کتاب نعم السوجیز (جو علم بیان و بدیع پر ہے) کے حاشیے پر مکتبہ سلفیہ، قدیر آباد ملتان سے شائع ہوا تھا۔

۵- مکاتبات الخالق فی أصول التفسیر و علوم القرآن، مولانا محمد عثمان (۱)۔

۶- التكمیل فی أصول التأویل، مولانا حمید الدین فراہی (المتوفی: ۱۳۴۹ھ)

یہ کتاب رسائل الإمام الفراہی فی علوم القرآن (المجموعۃ الأولى) میں شامل ہے، (ص: ۲۰۳-۲۷۹) ناشر: الدارۃ الحمیدیۃ، مدرسة الإصلاح، سراۓِ پیر، عظیم گڑھ، الطبعۃ الثانية ۱۳۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

دکتور محمد اقبال احمد فرحتاں نے اصول التفسیر عند العلامة الفراہی کے نام سے مجلہ جامعۃ الشارقة للعلوم الشرعیة و الإنسانیة میں ایک مفصل مضمون کھا ہے (المجلد: ۲، العدد: ۲، ربيع الثانی ۱۴۲۶ھ/۰۵-۰۰ م)۔

۷- مقلّمات فی أصول التفسیر، للشيخ حسن البنا الشهید (المتوفی: ۱۳۶۸ھ)

۸- التحریر فی أصول التفسیر، مولانا محمد مالک کاندھلوی (المتوفی ۱۳۰۹ھ) (کراچی یونیورسٹی اور حیدر آباد سندھ کے ایم۔ اے اسلامیات اور ایم۔ اے عربی کے نصاب میں شامل ہے)، قرآن محل، کراچی۔

۹- فصول فی أصول التفسیر ، لدکتور مساعد بن سلیمان بن ناصر الطیار، دار ابن الجوزی، الدمام، الریاض، الطبعۃ الأولى ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳م، والطبعۃ الثالثة ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹م.

۱۰- أصول فی التفسیر ، للشيخ محمد بن صالح العثیمین (المتوفی ۱۴۲۱ھ-۱۴۲۵ھ)، دار ابن القیم، السعوڈیۃ، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۹ھ، و مکتبۃ المسنّاوی، القاہرۃ، الطبعۃ الرابعة ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲م.

(۱) مولانا عبد الحکیم شری کے ماہ نامہ رسالہ دلگذار کے شمارہ مارچ ۱۹۱۵ء میں اس پر یو یو شائع ہوا تھا

- ١١- بحوث في أصول التفسير، للدكتور محمد بن لطفى الصباغ، المكتب الإسلامي، بيروت - لبنان. الطبعة الأولى، ١٤٠٨ هـ / ١٩٨٨ م.
- اس میں انہوں نے مختلف مفسرین کے مقدمات، علامہ ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ وغیرہ کی کتابوں کی تلخیص کی ہے۔ اصولوں کی ترتیب پر نہیں، بلکہ ہر مصنف کی بات الگ الگ ذکر کی ہے۔
- ١٢- أصول التفسير وقواعده، للدكتور خالد بن عبد الرحمن العك، دار النفائس، بيروت. الطبعة الثانية، ١٤٠٦ هـ.
- ١٣- دراسات في أصول التفسير، للدكتور محسن عبد الحميد، مكتبة وهبة، القاهرة ٢٠٠٥ م.
- ١٤- تفسير المchorآن العظيم: أصوله وضوابطه، للدكتور على بن سليمان العبيد، مكتبة التوبة، الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ.
- ١٥- بحوث في أصول التفسير ومتاهجه، للدكتور فهد بن عبد الرحمن بن سليمان الرومي، مكتبة التوبة، الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٣ هـ / ، الطبعة الثامنة ١٤٢٨ هـ / ٢٠٠٧ م.
- ١٦- علم التفسير أصوله وقواعده، للدكتور خليل الكبيسي - مكتبة الصحابة، الشارقة، الإمارات، الطبعة الأولى ١٤٢٧ هـ / ٢٠٠٧ م.
- ١٧- التنوير بأصول التفسير، للدكتور عبد السلام مقبل المجيدى، اليمن، ١٤٢٩ هـ / ٢٠٠٨ م.
- ١٨- معالم في أصول التفسير، للدكتور ناصر بن محمد بن عثمان المنعى، دار الصميمى، الرياض (١٤٣٢ هـ / ١١ م).
- ١٩- علم أصول التفسير محاولة في البناء، للدكتور مولاي عمر بن حماد، دار السلام.
- ٢٠- التحرير في أصول التفسير ، للدكتور مساعد بن سليمان بن ناصر الطيار، مركز الدراسات والمعلومات القرآنية بمعهد الإمام الشاطبي، جدة، الطبعة الأولى ١٤٣٥ هـ / ٢٠١٤ م.

۲۱- التيسير في أصول التفسير، للدكتور عماد علي عبدالسميع حسين، دار الإيمان، الإسكندرية.

۲۲- مبادئ في أصول التفسير، للدكتور محمد أكرم الندوى، دار الرشيد، لكهنو، الطبعة الأولى ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳م.

۲۳- الموجز في أصول التفسير، ازمولانا محمد فرمان ندوى، جامعة أم المؤمنين عاصمة للبنات، رائى بريلى الطبعة الأولى ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء او دروساً اضافية شدہ ایڈیشن ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۵ء۔

(ب) وہ کتابیں جو قواعد کے نام سے ہیں:

۱- قواعد التفسير، لشيخ فخر الدين بن الخطيب أبي عبدالله محمد بن أبي القاسم المعروف بابن تيمية الحرانى (المتوفى: ۶۲۱ھ)۔

حاجی خلیفہ نے قواعد التفسیر لابن تیمیہ کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے (۱) مگر طاش کبری زادہ نے تفاسیر کے تحت قواعد لابن تیمیہ کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب قواعد تفسیر میں نہیں، بلکہ مستقل تفسیر ہے اور انہوں نے مصنف کے نام و نسب کی پوری صراحت کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے ابن تیمیہ سے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ مراد نہیں ہے، بلکہ وہ ہیں جن کا اور ذکر ہوا (۲)۔

۲- المنہج القویم فی قواعد تعلق بالقرآن الكريم، للشيخ شمس الدین ابن الصائغ: محمد بن عبد الرحمن الحنفي (المتوفى: ۷۷۷ھ)۔

صاحب کشف الظنون نے اسی طرح ذکر کیا ہے، مزید کچھ معلومات فراہم نہیں کی (۳)

۳- التيسير في قواعد علم التفسير، للشيخ محمد بن سليمان الكافیحي (المتوفى: ۸۷۹ھ)

نام سے لگتا ہے کہ قواعد التفسیر پر یہ کتاب ہوگی۔ لیکن ایسا نہیں ہے، علوم قرآن کے عام موضوعات سے انہوں نے گفتگو کی ہے۔ یہ کتاب ناصر بن محمد بن مرویدی کی تحقیق کے

(۱) کشف الظنون ۲/ ۱۳۵۸ (۲) مفاتیح السعادة ۲/ ۱۰۲ (۳) کشف الظنون ۲/ ۱۸۸۳

ساتھ شائع ہوئی ہے (۱)۔

۳- القواعد الحسان لتفسیر القرآن، للشيخ عبد الرحمن بن ناصر السعدي (المتوفى: ۱۳۷۶ھـ) دار ابن الجوزي، الدمام، السعودية، الطبعة الاولى ۱۴۱۳ھـ، نیز دار البصیرة، الاسكندرية، مصر.

اس کتاب میں باقاعدہ فنی طور پر کچھ قواعد بیان کیے گئے ہیں۔

۵- قلائد الجمان - قواعد وأصول تفسير القرآن، يـہ کتاب تین كتابیوں: امام ابن تیمیہ (متوفی: ۷۲۸ھـ) کی مقدمہ فی أصول التفسیر، شیخ جمال الدین القاسی (متوفی: ۱۳۳۲ھـ) کی تفسیر محسن التأویل کے مقدمے اور شیخ عبد الرحمن السعدي (متوفی: ۱۳۷۶ھـ) کی القواعد الحسان کا مجموعہ ہے، جمع و ترتیب محمد بن ریاض الاحمد، المکتبۃ العصریہ، صیدا، بیروت، الطبعة الاولی ۱۳۲۹ھـ / ۲۰۰۸ء

۶- قواعد التدبر الأمثل لكتاب الله عزوجل ، للشيخ عبد الرحمن جبنكة المیدانی (المتوفی: ۱۴۲۵ھـ / ۲۰۰۴م) دارالقلم، دمشق، الطبعة الثانية ۱۴۰۹ھـ

۷- قواعد وفوائد لفقہ کتاب الله تعالیٰ، للشيخ عبد الله محمد الجوعی، دارالوطن، الرياض، الطبعة الاولی ۱۴۱۴ھـ

۸- قواعد التفسیر، للشيخ خالد بن عثمان السبت، دار ابن عفان، القاهرة - دار ابن القیم، الرياض، (الطبعة الثانية ۱۴۲۹ھـ / ۲۰۰۸م)

یہ کتاب دو جلدیوں میں ہے۔ اور فنی لحاظ سے مکمل اور جامع اور نہایت مفید کتاب ہے، انہوں نے قاعدہ بیان کر کے وضاحت کی ہے، پھر مثالوں کے ساتھ تقطیق و کرسیحہایا ہے۔

(ج) کچھ کتابیں ایسی ہیں، جو اصول یا قواعد کے نام کے بغیر دوسرے ناموں سے ہیں؛ مگر ان میں اصول تفسیر سے متعلق کچھ مباحثت ہیں۔ ایسی چند کتابیں ذیل میں ہیں:

۱- المدخل لعلم تفسیر کتاب الله تعالیٰ: للشيخ احمد بن محمد بن احمد السمرقندی المعروف بالحدادی تحقيق صفوان عدنان داؤدی، دار

(۱) دارالقلم دمشق، الطبعة الاولی ۱۳۱۰ھـ

القلم دمشق، الطبعة الأولى ١٤٠٨ هـ.

٢- مدخل الدراسات القرآنية، للدكتور السائع على حسین، جمعية الدعوة الإسلامية العالمية، ليبيا، الطبعة الأولى ٢٠٠٠ م، الطبعة الثانية ٢٠٠٣ م.

٣- المدخل إلى الدراسات القرآنية، للشيخ أبي الحسن على الحسني السندي، يهودا صل ان کی کتاب "مطالعہ قرآن کے اصول و مبادی" کا ترجمہ ہے بقلم مولانا سید سلمان حسینی ندوی، انجمن الاسلامی العلمی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

٤- كيف فهم القرآن، للشيخ محمد بن جمیل زینو، الطبعة الخامسة، دار ابن حزمیة، الرياض.

(د) اردو میں فہم قرآن اور تفسیر کے مبادی و اصول پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

١- اکسیر فی اصول التفسیر، نواب صدیق حسن خاں (المتوفی: ٧١٣٥ھ)، نظامی پرنس کانپور، ١٢٩٠ھ (یہ کتاب فارسی میں ہے)

٢- تحریر فی اصول التفسیر، سر سید احمد خاں (المتوفی: ١٨٩٨ء) مطبع مفید عام آگرہ ١٨٩٦ء، جدید عکسی ایڈیشن: خدا بخش اور نیٹل پلیک لائبریری پٹنہ، ١٩٩٥ء۔

یہ کتاب عام اصول تفسیر میں نہیں ہے، بلکہ سر سید کی تفسیر پر جواہر کالات کیے گئے اور اس سلسلے میں نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خاں کی طرف سے سر سید احمد خاں کی خدمت میں جو دو خطوط لکھے گئے، یہ اس کے جواب میں ہے، جس میں سر سید نے اپنے اصول بیان کیے ہیں۔ اگر نام میں اصول التفسیر نہ ہوتا تو ہم اس کا یہاں تذکرہ ہی نہ کرتے۔

٣- تفسیر قرآن کے اصول، علامہ حمید الدین فراہی (متوفی: ١٩٣٠ء) ترتیب و ترجمہ: خالد مسعود، (قرآن و سنت اکیڈمی، نئی دہلی، طبع اول ٢٠٠٣ء) مرتقب نے مقدمہ نظام القرآن اور رسائل الامام الفراہی کے مطالب کو مربوط تصنیف کی طرح اردو میں مرتب کیا ہے۔

٤- فہم قرآن، مولانا سعید احمد ابراہم باوی (متوفی: ١٩٨٥ء) ندوۃ المصنفین، جامع

مسجد دہلی، طبع اول ۱۹۳۱ء، طبع ثالث ۱۹۶۱ء۔

۵- مطالعہ قرآن، مولانا محمد حنفی ندوی (متوفی: ۱۹۸۷ء) ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۲۰۰۹ء۔

۶- مطالعہ قرآن کے اصول و مبادی، مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی (متوفی: ۱۹۹۹ء) مکتبہ اسلام گوئن روڈ، لکھنؤ، تیسرا ایڈیشن ۱۳۲۲ھ/۲۰۰۱ء

۷- مبادی تدبیر قرآن، مولانا امین حسن اصلاحی (متوفی: ۱۹۹۷ء) البلاغ پبلی کیشنر، نئی دہلی

۸- اصول فہم قرآن، مولانا امین حسن اصلاحی (متوفی: ۱۹۹۷ء)، ترتیب عبداللہ غلام احمد۔ یہ کتاب دراصل ۱۹۸۰ء میں ادارہ تدبیر قرآن و حدیث (لاہور) میں مطالعہ قرآن کے اصول پر دیے گئے تکھروں کا مجموعہ ہے۔ (قرآن و سنت اکیڈمی نئی دہلی، ۲۰۰۹ء)

۹- علم تفسیر چند بینیادی مسائل، امام حسن البنا شہید (متوفی: ۱۹۳۹ء) ترجمہ محمد رضی الاسلام ندوی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، اشاعت اول ۲۰۰۳ء۔

۱۰- الاکسیر فی قواعد الشفیر، مولانا محمد رضوان الدین معروفی، مکتبہ نعیمیہ، طبع اول ۱۳۳۱ھ/۲۰۱۰ء۔ اس کتاب کی بنیاد خالد السبت کی "قواعد الشفیر" ہے، تھوڑے سے اضافے کے ساتھ، جیسا کہ معروفی صاحب نے مقدمے میں وضاحت کی ہے۔

۱۱- تدبیر قرآن کے اصول اور سائل (تدبر اور تدبیر کی منحاجیات) ڈاکٹر طجہ جابر العلوانی، ترجمہ: ڈاکٹر عبد اللہ فہد فلاحی، انسٹی ٹیوٹ آف آجیکیٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی، پہلا ایڈیشن ۲۰۱۲ء

۱۲- قرآن سے استفادہ کس طرح کیا جائے، افادات مولانا محمد عارف سنجلی ندوی (متوفی: ۲۰۰۶ء)

اس عنوان پر کی ہوئی مولانا کی ایک تقریر یا محاضرہ، مرتب، عبد القادر بن عبد الصمد ندوی، (صدق فاؤنڈیشن، لکھنؤ، ۲۰۰۷ء)

۱۳- درس قرآن کی تیاری، محمد عمر اسلم اصلاحی، (البلاغ پبلی کیشنز جامعہ نگر، نئی دہلی) (اشاعت: ۲۰۱۳ء)

باب دهم

مفسر کے آداب و شرائط

پہلی فصل

مفسر کے لیے لازمی شرائط

مفسر کے لیے لازمی شرطوں پر بہت سے علماء نے لکھا ہے۔ سیوطی نے بعض علماء کے حوالے سے مفسر کے لیے پندرہ علوم سے واقفیت ضروری قرار دی ہے (۱)۔ بعد کے علماء نے انھی باتوں کو اپنے طور پر پھیلا کر یا سمیٹ کر بیان کیا ہے۔ ان میں سے متعدد باتیں اس کتاب کے شروع کے مباحث میں گزر چکی ہیں، تاہم ان باتوں کو ہم یہاں مرتب طور پر اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

۱- عقیدہ صحیح ہو، اس لیے کہ اگر عقیدہ درست نہیں ہوگا تو اپنے عقیدے کے مطابق غلط تاویل کرے گا اور نصوص کے ساتھ کھلوڑ کرے گا۔ اس کے لیے نبی کریم ﷺ اور صحابہ و تابعین کے احوال سے واقفیت ضروری ہے کہ وہی اس کے لیے اس سلسلے میں اسوہ ہیں، اور ساتھ ساتھ باطل فرقے جن غلط عقائد کو اختیار کر کے گراہ ہوئے اس کا علم بھی ضروری ہے۔

۲- نفسانی اغراض سے مامون ہو، باطل افکار اور غلط نظریات سے پاک ہو، ورنہ آیات کو ان پر منطبق کرنے کی کوشش کرے گا، بالفاظ دیگر: قرآن پر غور کرنے یا تفسیر بیان کرنے سے پہلے خارجی اثرات سے خالی الذہن ہونا ضروری ہے۔

۳- اصول تفسیر کا اسے پورا علم ہو (۲)۔

۴- حدیث کا پورا علم رکھتا ہو، اس لیے کہ حدیث ہی دراصل قرآن کی شارح ہے،

(۱) دیکھیے الاقان، ص: ۸۶۳-۸۶۷

(۲) اصول تفسیر کے مباحث کے تحت جو باتیں پیچھے گزر چکی ہیں، یہاں اس پر ایک نظر ڈالی جائے

اس سے استغنا اور بے پرواہی غلط سمت پڑاں دے گی اور گمراہی کا دروازہ کھل جائے گا۔
۵۔ اصول فقہ سے واقفیت ہو، اس لیے کہ اس کے بغیر استنباطِ احکام کی کیفیات کا

جاننا ممکن نہیں۔

۶۔ عربی زبان اور اس کے متعلقات سے پورا واقف ہو، یعنی مفرد الفاظ کے معانی کے ساتھ نحو و صرف، اشتقاق اور بلاغت (علم المعانی، علم البیان، علم البدایع) کا علم رکھتا ہو۔ اس لیے کہ تفسیر کے لیے عربی زبان سے واقفیت بنیاد ہے، اس کے بغیر ایک قدم آگے نہیں بڑھا جاسکتا۔

۷۔ فہم و بصیرت کا حصہ و افراس کو عطا ہوا ہو، اس کے بغیر اختلاف کی صورت میں ترجیح و تطبیق اور عام حالات میں استخراج معانی ممکن نہیں۔

دوسری فصل

مفسر کے آداب

- جس طرح مذکورہ شرائط ضروری ہیں، اسی طرح کچھ آداب بھی ہیں، جن سے آراستہ ہونا چاہیے؛ تاکہ وہ اس علم میں آگے بڑھے اور اس کو اس کے فوائد حاصل ہوں:
- ۱- تفسیر کا درس دینے اور تفسیر لکھنے میں وہ مخلص ہو، یعنی صرف اللہ کی رضا مقصود ہو، کوئی دنیاوی غرض: مال و دولت، عزت و وجاهت، شہرت اور ناموری پیش نظر نہ ہو۔
 - ۲- دین و شریعت اور بالفاظ دیگر: قرآنی احکام و اخلاق و صفات پر اس کا پورا عمل ہو، صرف لسانی نہ ہو اور زبانی جمع خرچ سے کام نہ لے، بلکہ کردار کا نامزدی بن کر دوسروں کے لیے بھی نمونہ عمل بنے۔
 - ۳- ظاہری ہیئت اور لباس علماء اور صالحین کا اختیار کرے اور چال ڈھال میں علماء کا وقار ملحوظ رکھے۔
 - ۴- توضیح کو اپنا شعار بنائے، کوئی بات پیش کرنے میں متکبرانہ انداز نہ ہو، اس سے لوگوں پر بھی الٹا اثر پڑے گا۔ اور خود وہ شخص بھی علم الہی سے محروم ہو جائے گا۔ اسی میں یہ بات بھی ہے کہ خوانخواہ درس کے درپے نہ ہو، بلکہ جو اس سے زیادہ درس دینے کا حق دار ہے اس کو آگے بڑھائے۔
 - ۵- کسی کی بات نقل کرنے میں امانت کا پورا خیال رکھے۔
 - ۶- خودداری اور عزت نفس سے سرفراز ہو، اہل دنیا اور اصحاب ثروت کے سامنے اپنے کو ذلیل نہ کرے، چھپھوری باتوں سے دور رہے اور اس کی کسی حرکت سے خودداری مجروح نہ ہو۔

- ۷۔ اپنی ہربات سے اظہارِ حق، بلکہ اعلانِ حق مقصود ہو، کسی کی چاپلوسی نہ کرے، نہ کسی کے دباؤ میں کوئی بات بولئے نہ لکھے۔
- ۸۔ پوری تیاری کے ساتھ درس دے یا لکھے، تاکہ حتی الامکان غلطیوں سے محفوظ رہے۔
- ۹۔ بات پیش کرنے کا انداز موثر ہو، اور زبان بھی مہذب استعمال کرے، ناشائستہ الفاظ زبان پر نہ لائے۔
- ۱۰۔ آیات کو موجودہ حالات و واقعات پر منطبق کر کے درس و عبرت کا سامان بھیم پہنچانے کی کوشش کرے (۱)۔

(۱) دیکھیے مناعقطان کی مباحثہ فی علوم القرآن، ص: ۳۳۱-۳۳۲، اور دکتور فہد بن عبدالرحمن الرومی کی دراسات فی علوم القرآن الکریم، ص: ۱۸۲-۱۸۳

تیسرا فصل

قرآن سے استفادے کے موانع

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندویؒ نے اس عنوان کے تحت قرآن مجید سے استفادے کے موانع خود قرآن کریم سے اخذ کر کے بیان کیے ہیں، ہم ان آیات کا ذکر کر کے بغیر مولانا ہی کے الفاظ میں اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:

۱۔ تکبر

انبیاء کرام کی تعلیم کے برکات و نتائج اور ان کی پیروی کی سعادت سے محرومی کا بڑا سبب اکثر تکبر، جھوٹی عزت نفس اور خودداری کا جاہلی جذبہ ہوتا ہے، کبھی یہ انکار اور اسکبار براہ راست قبول حق سے ہوتا ہے، کیوں کہ اس کی وجہ سے اپنے جاہ و اقتدار سے دست بردار ہونا پڑتا ہے، جاہلی عادات و رسوم چھوڑنے پڑتے ہیں، بہت سے فوائد سے ہاتھ اٹھانا پڑتا ہے، آزادی اور خودسری کی زندگی کے بجائے پابندی اور قانون کی زندگی گزارنی پڑتی ہے، بہت سے لوگوں پر یہ انقلابی حال بہت شاق گزرتا ہے اور ان کا تکبر قرآن کے انکار پر ان کو آمادہ کرتا ہے۔

۲۔ مجادلہ

قرآن مجید کے بارے میں بغیر کسی روشنی کے بحث و مباحثہ کرنا، اس کو اپنی لستانی اور لفاظی سے مغلوب کرنے کی کوشش کرنا، اس کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنا قرآن کی ہدایت سے محروم رکھتا ہے اور سینئے کے چھپے ہوئے تکبر کا پتا دیتا ہے۔

۳۔ انکار آخوند اور دنیا پرستی

عقائد کفر میں سے آخرت کا انکار قرآن سے متاثر ہونے اور اس سے فائدہ اٹھانے

سے بہت مانع ہوتا ہے، اس لیے کہ قرآن کی ترغیب و تحریب اور وعظ و اصلاح کی ایک اہم بنیاد آخوت ہے، وہ آخوت سے ڈرتاتا ہے، آخوت کے ثواب کی امید دلاتا ہے اور اس اہم سفر کے تمام ضروری معلومات، اور اس کی پیش آنے والی منزلوں کی صحیح اطلاع، اور ضروری ہدایات دیتا ہے، اس لیے جو لوگ آخوت کے متوقع ہیں، وہ قرآن مجید سے کسی حال میں مستغنى نہیں ہو سکتے۔

چوہی فصل

قرآن مجید سے استفادے کے شرائط و مoidات

حضرت مولانا علی میاں صاحب نے اسی طرح خود قرآن مجید سے مستنبط کر کے وہ صفات بیان کی ہیں، جو قرآن کے فہم و استفادے کے لیے معاون ہیں:

۱- طلب

قرآن سے منفعت ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس کی طلب پیدا ہو، جس کو سرے سے اس کی طلب نہیں، اس کے لیے قرآن کیا موثر ہو سکتا ہے؟ اللہ کی سنت یہی ہے کہ وہ طلب پر دیتا ہے اور طلب کی اس کے یہاں بڑی قیمت ہے، موجودہ حالت پر بے اطمینانی اور عدم فناught، اصلاح حال کی کوشش اور راستے کی تلاش اس کے یہاں سعادت کا پہلا قدم ہے۔

۲- استماع و اتباع

قرآن بہر حال ایک صحیفہ اور ایک تعلیم ہے، اس سے منفعت ہونے کا پہلا ذریعہ یہی ہے کہ اس کو غور سے سینے، جو سرے سے کان لگا کر سنتا ہی نہیں، اس کے بعد کے مرحل کیا طے کرے گا؟

لیکن صرف غور سے سن لینا کافی نہیں، جو حصہ عمل کے قابل ہو، اس پر عمل کرنا ضروری ہے، علم بلا عمل ایک دماغی تیش ہے، اس لیے قرآن کریم نے استماع کے بعد اتباع کا ذکر کیا ہے: ﴿فَبَشِّرُ عِبَادِ، الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَبَعُونَ أَحْسَنَهُ﴾ (۱)

۳- خوف

قرآن کی بنیاد خدا کے خیال اور اس کے خوف پر ہے، جس کا دل بالکل خدا کے خوف سے خالی ہے، اور جس کے لیے خدا کے نام میں کوئی اثر اور کشش نہیں، اس میں درحقیقت دین کا مادہ نہیں، اور وہ گویا کہ دین کے حلستے سے محروم ہے، اور جب کسی کا کوئی حالتہ کم

ہوتاں کے محسوسات کا وہ کسی طرح جس اور ادراک نہیں کر سکتا، قرآن نے اپنے کوان کے لیے مفید بتایا ہے جن کے دل پر خدا کے نام کا اثر ہوتا ہے، اور ان کے خاکستر میں کوئی دبی ہوئی چنگاری موجود ہے، باقی جن کے دل کی انگیٹھیاں بالکل سرد ہو چکی ہیں، وہ قرآن ٹھنڈے دل سے سنتے ہیں، اور ان میں کوئی گرمی نہیں پیدا ہوتی۔

۳- ایمان بالغیب

دین کا ایک بہت بڑا اور اہم حصہ وہ ہے جو انسان کے حواسِ خمسہ اور اس کی عقل کے حدود سے باہر ہے۔ یہ دین کے وہ بہت سے حقائق ہیں، جن کا ادراک وہ اپنے حواسِ ظاہری سے نہیں کر سکتا، وہ چیزیں دیکھی جاسکتی ہیں نہ چھوٹی جاسکتی ہیں، نہ سونگھی جاسکتی ہیں اور نہ پچھلی جاسکتی ہیں، اور نہ ان میں عقل کا مامدے سکتی ہے، اس لیے کہ عقل کا کام صرف یہ ہے کہ وہ محسوسات اور معلومات، اور تجربات کے ذریعے غیر محسوس اور غیر معلوم چیزوں کا علم حاصل کرے، جن چیزوں کا علم حواس اور تجربات کے ذریعے سے ممکن نہ ہو، اس کے مقابلی تک حاصل نہ ہوں، اور وہاں قیاس کی بنیاد سرے سے موجود نہ ہو، وہاں عقل کیا کام مددے سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ کے صفات، وحی، فرشتے، آخرت، جنت اور دوزخ یہ سب وہ چیزیں ہیں، جو خلافِ عقل نہیں، لیکن ورانے عقل ضرور ہیں، یہ سب غیب میں شامل ہیں، جس کے لیے انبیاء علیہ مم السلام پر اعتماد کرنا، اور جو کچھ وہ بتائیں اس کو قبول کرنا یہی ایمان بالغیب ہے، جو لوگ اپنے یقین اور اعتقاد کے لیے مادیات اور محسوسات کے پابند ہیں، اور جو چیز ان کے عقل و قیاس میں نہ آئے ان کا انکار کر دیتے ہیں، وہ حقیقت میں دین سے ناواقف ہیں، ان کے لیے دین کی سرحد میں داخل ہونا ہی مشکل ہے، وہ قرآن سے منفعت نہیں ہو سکتے، اور ان کے لیے قرآن مجید میں قدم قدم پر مشکلات ہیں، مگر جو لوگ حواس پرست نہیں ہیں، اور ممکنات کے دائرے کو وسیع سمجھتے ہیں، موجودات اور محسوسات میں محصور نہیں سمجھتے، دین کی حقیقت سے آشنا ہیں، صحیح اور قطعی علم کا سرچشمہ ان کے لیے صرف وحی الہی ہے، اور ان کو انبیاء علیہ مم السلام کی اطلاع اور تعلیم پر کلی اعتماد ہے، ان کے لیے کوئی مشکل مشکل نہیں،

وہیں پورا ان کے لیے ایک مفہوم حقیقت، اور قرآن ان کے لیے سراپا ہدایت ہے۔

۵- تدبیر

قرآن سے فائدہ اٹھانے کے لیے تدبیر بھی شرط ہے، قرآن نے جا بجا تدبیر کی ترغیب دی ہے، اور مؤمنین کی تعریف کی ہے، جو قرآن مجید کو سوچ سمجھ کر پڑھتے ہیں، اور اس پر اندھے بہرے ہو کر نہیں گرتے۔

۶- مجاہدہ

قرآن کے فہم اور تدبیر میں اور اس پر عمل کرنے میں (کسی درجے کا) مجاہدہ اور مشقت بھی ضروری اور مفید ہے، قرآن ان انسانی کتابوں میں سے نہیں ہے، جن کے مضامین کا احاطہ اور ان کے مصنفوں کا مقصد آدمی محض اپنی ذہانت یا علم کی بنابر معلوم کر لیتا ہے، اللہ کا منشا معلوم کرنے کے لیے اللہ کی رضا اور اعانت کی ضرورت ہے، جب انسان اس کے لیے تکلیف اٹھاتا ہے، طہارتِ اخلاق، اور تزکیہ نفس سے کام لیتا ہے، تو اللہ کی رحمت بھی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اور اللہ اپنی کتاب کے لیے اس کا سینہ کھول دیتا ہے، اور اس کو فہم عطا کرتا ہے، قرآن چوں کہ نہایت لطیف چیز ہے، اس لیے جس قدر انسان کی بادی کثافت کم ہوتی ہے، اسی قدر قرآن سے مناسبت پیدا ہوتی ہے، اور قرآن کا جمال بے نقاب نظر آتا ہے۔

۷- ادب و عظمت

قرآن مجید سے استفادہ، اس سے ہدایت و فیض حاصل کرنے، اور روح و قلب کو اس سے جلا و غزادی نے کے سلسلے میں اس حقیقت کا ملحوظ رہنا بھی ضروری اور مفید ہے کہ وہ محض معلومات کا کوئی دفتر، یا اضوابط و قوانین کا کوئی مجموعہ نہیں ہے، جس کو کسی طرح بھی پڑھ لیا جائے، اور اس کے مضامین و مندرجات سے آگاہی حاصل کر لی جائے، وہ اس احکم الحکمین اور سلطان السلطین کا کلام ہے، جو جمال و کمال اور عطا و نوال کی تمام صفتیں سے متصف ہے۔

اور جس نے اپنے کلام کے متعلق خود فرمایا ہے:

﴿لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاسِئًا مُّتَضَلِّلًا عَامِنْ خَشْيَةً اللَّهِ وَتَلَكَ الْأَمْثَالُ نَصْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (۱)

یعنی اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے، اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں، تاکہ وہ فکر کریں۔

اس کا قدر تی اور طبعی نتیجہ ہے کہ جن لوگوں کو اس سے مناسبت اور اس کلام کے نازل کرنے والے کے مقام سے کچھ بھی واقفیت ہوتی ہے، اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے، اس سلسلے میں دو چیزوں کا مطالعہ اور اہتمام مفید ہے:

ایک یہ کہ احادیث صحیحہ کے مجموعوں میں ان حدیثوں کا اہتمام سے مطالعہ کیا جائے، جو قرآن مجید کی فضیلت میں وارد ہوتی ہیں۔

دوسرے سیر و تراجم کی کتابوں میں صحابہ اور تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہاء و محدثین، علماء ربانیین اور اولیائے عارفین کے ان واقعات و حالات کا پڑھنا چشم کشا، شوق انگیز اور روح پرور ثابت ہوگا، جن میں ان کے قرآن مجید کے ساتھ عشق و شغف، اس کے ادب و تعظیم کی کیفیت، تلاوت کے وقت ان پر اثرات و کیفیات کو بیان کیا گیا ہے (۲)۔

آخری بات کے لیے مولانا نے چار کتابوں کا ذکر کیا ہے:

۱- محمد بن نصر المروزی (ت: ۲۹۳ھ) کی کتاب قیام اللیل

۲- ابن الجوزی (ت: ۵۵۶ھ) کی صفة الصفوۃ

۳- امام غزالی (ت: ۵۰۵ھ) کی إحياء العلوم

۴- ابو نعیم اصفہانی (ت: ۲۳۰ھ) کی حلیۃ الأولیاء

(۱) الحشر: ۲۱

(۲) ان دونوں فصلوں کے لیے دیکھیے مطالعہ قرآن کے اصول و مبادی، ص: ۱۳۹-۱۷۵

باب یازدهم

مطالعہ قرآن کے سلسلے میں چند مشورے

قرآن مجید سے مناسبت و استفادے کے لیے ایک مشورہ

قرآن مجید زندگی کے تمام مسائل میں رہنمای کتاب ہے، اس لیے بار بار اس میں غور و تدبر کی ترغیب دی گئی ہے، تاکہ انسان اللہ کی رہنمائی میں تمام مسائل حل کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب ہو۔

مفسرین نے تفسیر قرآن کے سلسلے میں جو کوششیں کیں سرانکھوں پر، لیکن اللہ کی طرف متوجہ ہو کر براہ راست قرآن مجید پر غور و تدبر سے جو حقائق کھلتے ہیں اور جو اسرار منکشف ہوتے ہیں اس کا کوئی بدل نہیں؛ اس لیے جو لوگ عربی زبان سے واقفیت رکھتے ہیں (متوسط اور مشتہی طلبہ علوم دینیہ بھی) انھیں توجہ کے ساتھ کثرت سے تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیے، اور اخلاص کے ساتھ براہ راست قرآن کریم پر غور و تدبر کی عادت ڈالنی چاہیے، لیکن ڈرتے رہیں اور اللہ سے ہدایت کی توفیق کی دعا کرتے رہیں اور انحراف و تحریف اور زبانی و ضلال سے پناہ مانگتے رہیں، کوئی نئی بات سمجھ میں آئے یا کوئی نکتہ منکشف ہو تو اللہ کا شکر ادا کریں، تکبیر اور خود پسندی اور خود رائی سے دور رہیں اور مفسرین کی عظمت میں کمی نہ آنے دیں۔

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندویؒ نے ”ایک تجربہ ایک مشورہ“ عنوان کے تحت اپنی کتاب ”مطالعہ قرآن کے اصول و مبادی“ کے اخیر میں جو لکھا ہے، یہاں اس کو ذکر کرنا بہت مناسب ہے، فرماتے ہیں:

قرآن مجید سے ذاتی اور قوی تعلق، ربط و مناسبت اور اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ اور اس کے ذریعے سے ترقی اور قریب الہی حاصل کرنے کے سلسلے میں ایک تجربہ اور مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے کلام اللہ سے براہ راست اشتغال اور مسترن قرآن

مجید کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی جائے، اس سے لذت و ذوق حاصل کیا جائے، اور اس کے معانی و مضمایں میں تدبر سے کام لیا جائے، اگر بقدر ضرورت عربی زبان کی استعداد اور اس کے سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوئی ہے تو براہ راست، ورنہ کسی معتبر ترجمے اور مختصر حاشیہ کے ذریعے، حتی الامکان انسانی تفہیم و تشریح کی مدد پر انحصار اور تفسیروں کی بار بار مراجعت کے بغیر قرآن مجید کی تلاوت، اس کے سمجھنے اور اس کا لطف لینے کی کوشش کی جائے اور ایک عرصے تک اسی پر اکتفا کیا جائے، اور اس توفیق خداوندی اور اعانتِ الٰہی سے جو کچھ میر آئے اس پر ہزار زبان سے شکر کیا جائے کہ ۶

کہ انچہ ساقی ماریخت عین الطاف است

اس میں سوائے اضطراری موقعوں کے کہ کسی لفظ کی تحقیق، کسی شبہ کے ازالے اور کسی سبب نزول کی واقعیت کے بغیر کام نہ چلتا ہو، کتب تفسیر (عربی و اردو) کی تفصیلی بحثوں، مفسرین و مصنفوں کی دیقانی سنجیوں اور نکتہ آفرینیوں سے پرہیز کیا جائے کہ بعض اوقات قرآن مجید کے چشمہ صاف پر انسانی عقول و علوم کا ایسا ہی سایہ پڑ جاتا ہے جیسا کہ کسی صاف شفاف چشمے پر کنارے کے درختوں کے گھنے سایہ کا، اور پھر اس میں وہ لطافت و اصیلیت اور کلامِ الٰہی کی حلاوت و لذت باقی نہیں رہتی جو اس کی اصل جان ہے، بلکہ بعض اوقات یہ تجربہ ہے کہ پڑھنے والا کسی لاائق و ذہین انسان کی تفہیم سے (جس سے وہ پہلے سے متاثر تھا) اس سے کچھ زیادہ ہی متاثر ہو جاتا ہے جتنا کہ اصل کلام سے اس کو متاثر ہونا چاہیے، اور اس کے ذہن کے کسی روزن سے یہ بات اس کے شعور میں داخل ہو جاتی ہے کہ اس کلام کی عظمت و جلال اور اس کا حسن و جمال شاید اس تفہیم کے بغیر سامنے نہ آتا اور کم سے کم یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ انسان کلامِ الٰہی کو اس کے کسی خاص مفسر یا شارح یا ترجمان کی عنینک ہی سے دیکھنے کا عادی بن جاتا ہے (۱)۔

(۱) یہ بات قرآن مجید کے اوسط درجے کے تلاوت و مطالعہ کرنے والوں کے لیے ہے۔ علماء کبار، اساتذہ و مدرسین، تصنیفی کام کرنے والوں اور کلامی و فلسفیانہ مسائل پر لکھنے اور بحث کرنے والوں کا معاملہ اس سے مختلف ہے، ان کو بعض اوقات درجنوں، میں یوں کتب تفسیر، کتب لغت و خواہ اور عارفین و محققین کی تصنیفات کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ (منہ)

یہ مضمون کچھ ایسا نازک تھا کہ اس بارے میں بڑا تر درہا کہ یہ بات لکھی جائے، اور وہ قلم کی گرفت میں آئے گی یا نہیں؟ اور اس سے کسی غلط فہمی کے پیدا ہونے کا اندر یشہ تو نہیں ہے کہ اس کتاب کی تصنیف کے دوران اتفاقاً مولانا عبدالباری صاحب ندوی مرحوم (سابق استاد فلسفہ جدید تفسیر قرآن جامعہ عثمانیہ حیدر آباد) کے مضمون ”میری محسن کتابیں“ پر نظر پڑی۔ مولانا کو قرآن مجید کا خاص ذوق اور اس کا فہم عطا ہوا تھا اور مصنف کو اس باب میں ان سے استفادے کا موقع ملا ہے، یہ دیکھ کر بڑاطمینان ہوا کہ انہوں نے یہی بات زیادہ خوبی کے ساتھ اپنے خاص انداز میں کی ہے، اس اقتباس پر مضمون کو ختم کیا جاتا ہے:

”کہنے کی بات نہیں، لیکن آپ سے کہہ دینے کا جی چاہتا ہے، کہ میرا تو یہ حال ہو گیا ہے کہ لغت اور زبان کے اعتبار سے معانی سمجھ لینے کے بعد، یا اگر کوئی واقعہ طلب شی ہو، تو واقعہ کو سمجھ لینے کے بعد، جہاں اور جس مقدار میں، اس کلام اللہ کے ساتھ تفسیر وغیرہ کی صورت میں کلام الناس کو شریک کیا، اسی قدر (ہمیشہ نہیں، لیکن زیادہ تر) ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ جو روشنی ملی تھی اس کی جگہ پھر تاریکی چھانے لگی، بس ﴿وَمَا يَنْطِلُقُ عَنِ الْهَوَى﴾ (۱) میں اپنا پرایا جتنا ”ہوائی“ علم مل جاتا ہے، شاید اتنا ہی خالص وحی کے علم کا جواب بن کر اس کے ذہن میں کروک دیتا ہے؛ اس لیے میرے نزدیک تو مفسر کے علم و تقویٰ کو معلوم کیے بغیر ہر تفسیر کو پڑھنے لگنا بہت خطرناک ہے، الا آں کہ کسی کا علم و تقویٰ خود کافی محافظہ ہو، اور آج کل تو ہر شخص مفسر ہے اور ہر اخبار و رسائلہ اس کی تفسیر شائع کرنے کے لیے کھلا ہوا ہے۔

ایک بات اور سمجھ میں آتی ہے کہ لوگ پورا قرآن سمجھنے سمجھانے کی فکر میں لگ جاتے ہیں، یقیناً سارا قرآن ساری انسانیت کی ہدایت کے لیے ہے، لیکن ہر انسان کے لیے سارا قرآن اسی طرح نہیں، جس طرح کہ ارض کا سارا رزق ساری انسانیت کے لیے ہے، لیکن ہر انسان کے لیے نہیں، اگر ہر آدمی ﴿خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ (۲) کے تحت سارے آدمیوں کا کیا، دوچار کا حصہ بھی ہوس میں آ کر کھا جائے تو اکثر صورتوں میں بدہضمی

اور بعض میں ہلاکت یقینی ہے:

قسم حق است روزی خواہ نے

ہر یکے را سوئے دیگر راہ نے

جس طرح ہر جسمانی غذا کا، ہر مزاج و ماحول کے انسان کے لیے موافق آنا ضرور
نہیں، وہی حال روحانی غذا کا بھی ہے، بلکہ ارواح کے الوان و اقتضاءات، اجسام سے بہت
زیادہ کثیر و متفاوت معلوم ہوتے ہیں، ایک شخص دوسرے کا حصہ کیسے پاسکتا ہے؟“ (۱)۔

مطالعہ تفسیر کے سلسلے میں چند مشورے

گزشتہ صفحات میں مختلف خصوصیات کی حامل متعدد عربی و اردو تفاسیر کا ہم نے تعارف
کرایا ہے، مطالعہ قرآن سے تعلق رکھنے والوں کو اپنے ذوق اور ضرورت کو سامنے رکھ کر ان
سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنا چاہیے، بلکہ ان سے فائدہ اٹھانے کے ہر موقع کو تفہیمت سمجھنا
چاہیے؛ تاہم اتنی تفسیریں پڑھنے کا نہ کسی کے پاس وقت ہے نہ ہر تفسیر ہر مرحلے اور ہر موقع کے
لیے مفید اور مناسب ہوتی ہے، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا مطالعہ کرنے
والے کی سطح اور ضرورت اور تفسیروں کی خصوصیت و انفرادیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے
محمد و مطالعے اور تجربے کی روشنی میں کچھ مشورے پیش کریں، شاید کسی کو فائدہ ہو۔

طلبہ کے لیے مشورہ

۱- مبتدی طلبہ کے لیے جنہوں نے تفسیر کا درس لینا شروع کیا ہو، عربی میں تفسیر الجلالین،
تفسیر النسفی اور صفوۃ التفاسیر اور اردو میں تفسیر عثمانی (۲) اور مولانا اصلاح الدین یوسف کے حواشی جو
 سعودی حکومت کی طرف سے شائع ہوئے ہیں، جس میں مولانا محمد جونا گرھی (المتوفی: ۱۹۲۵ء)

(۱) مطالعہ قرآن کے اصول و مبادی، ص: ۱۹۶-۱۹۷، اور مولانا عبد الباری صاحب کے اقتباس کے لیے دیکھیے
 مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں، ص: ۳۹-۵۰ جدید ایڈیشن۔

(۲) اختصار اور جامعیت کے پیش نظر اس کا مشورہ دیا گیا، ورنہ اس میں گہرے علمی نکات بھی ہیں، جو شاید ان طلبہ کی
 سطح سے بلند ہوں!

کی طرف منسوب ترجمہ شامل کیا گیا ہے (احکام و مسائل میں اپنے استاذ سے رجوع کریں۔ ویسے مبتدی طلبہ کو احکام کی سورتیں پڑھائی بھی نہیں جاتیں)۔

۲- متوسط طلبہ کے لیے عربی میں تفسیر ابن کثیر، تفسیر الخازن، تفسیر القرطبی اور تفسیر المنیر، اور اردو میں تفسیر ماجدی۔

۳- اور مشتمل طلبہ کے لیے وہی کتابیں مفید ہیں جو متوسط طلبہ کے لیے ہیں؛ مگر جن کی استعداد عالی ہے اور تفسیر میں کمال اور اختصاص پیدا کرنا چاہتے ہیں تو عربی میں تفسیر الطبری، تفسیر کبیر رازی، تفسیر روح المعانی اور سید قطب کی فی ظلال القرآن، اور اردو میں تفسیر بیان القرآن اور تذہب القرآن (احتیاط کے ساتھ، جس کی طرف ہم نے تذہب القرآن کے تعارف کے ضمن میں اشارہ کیا ہے)۔

درسین کے لیے مشورہ

(الف) درسین اپنی تیاری ان کتابوں کے ذریعے کر سکتے ہیں جن کا مشورہ متوسط اور مشتمل طلبہ کو دیا گیا ہے۔ وہ مشتمل کتابوں سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

(ب) ساتھ ساتھ قرآن کے سائنسی اعجاز پر جو کتابیں کبھی گئی ہیں، ان کو بھی اپنے مطالعے میں رکھیں۔

(ج) علوم القرآن اور اصول تفسیر پر دو چاراً ہم کتابوں کا مطالعہ ہو، علوم القرآن میں کم سے کم مولانا محمد تقی عثمانی کی علوم القرآن اور اصول تفسیر میں کم سے کم شاہ ولی اللہ کی الفوز الکبیر کا تازہ مطالعہ ضرور کریں۔

(د) قرآن اور متعلقات قرآن پر کوئی بھی کتاب نظر آئے تو اس سے واقفیت حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

عمومی درس قرآن دینے والوں کے لیے مشورہ عموم کے مجمع میں درس قرآن دینے والے تفسیر ابن کثیر (اپنے فائدے کے لیے

زیادہ، عوام کے لیے کم، اس لیے کم سے کم یہ پوری تفسیر ما ثر نظر سے گزر جائے؛ تاکہ بہکنے کے امکانات کم سے کم ہوں) معارف القرآن (مفتی محمد شفیق) تفسیر ماجدی اور تفہیم القرآن سے بہتر طور پر تیاری کر سکتے ہیں۔ عوام کی ضرورت اور ان کی سلطھ کے لحاظ سے بات کرنے میں ان تفسیروں سے اچھی مدد ملے گی۔ تفسیر مواہب الرحمن بہت تفصیل سے سلف کی تشریحات اور دروس و بصائر کا بہت پکھہ سامان فراہم کر دے گی، اس کو غنیمت سمجھنا چاہیے، نیز قرآن کے سائنسی اعجاز پر لکھی ہوئی کتابوں سے بھی فائدہ اٹھائیں۔

عوام کے لیے مشورہ

عوام اردو میں مختصر طور پر واضح طریقے سے قرآن سمجھنا چاہتے ہیں، تو مولانا سید بلال حسینی ندوی کی آسان معانی قرآن، مولانا حasan نعمانی ندوی کی کتاب توضیحی ترجمہ قرآن مجید اور مولانا محمد تقی عثمانی کی توضیح القرآن مفید ہوگی۔ اور صرف رواں اور توضیحی ترجمہ چاہتے ہیں تو مولانا سید سلمان حسینی ندوی کی ”آخری وحی“ سب سے مفید ہوگی۔ اور ذرا تفصیل سے چاہتے ہوں تو تفسیر عثمانی پڑھے لکھے لوگوں کے لیے مفید ہے۔ اور مفصل طور پر چاہتے ہوں تو معارف القرآن، اور تفسیر ماجدی (ماجدی پڑھے لکھے لوگوں کے لیے زیادہ مفید ہے)

انگریزی میں تفصیل چاہتے ہوں، تو مولانا دریابادی کی انگریزی تفسیر اور مختصر چاہتے ہوں، تو اسی کا اختصار The Glorious Quran کے نام سے چھپا ہے۔ یہ مفصل تفسیر اور اختصار دونوں مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

وَمَا عَلِمْنَا نَبْلَاغٌ

اعتزاز والتماس

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آدمی جو بھی لکھتا ہے اپنے علم و واقفیت اور اپنے ذاتی تاثر و احساس کی بنیاد لکھتا ہے۔ بسا اوقات آدمی کسی ایسی کتاب کو بڑی اہمیت دیتا ہے جس کی وہ اہمیت نہیں ہوتی، یا کسی ایک بات کی وجہ سے کسی کتاب پر ایسی تقید کرتا ہے جس سے وہ بلند ہوتی ہے، یا کسی موضوع کی کتابوں کا تعارف کرتے ہوئے بعض اہم ترین کتابیں چھوٹ جاتی ہیں، یا کتاب کے عنوان اور موضوع سے متعلق اہم باتیں رہ جاتی ہیں، ہماری اس کتاب میں بھی یہ ساری باتیں ہو سکتی ہیں، لہذا اگر کسی کو اس طرح کی کوئی بات محسوس ہو تو مصنفوں کو معذور سمجھنا چاہیے، مگر ساتھ ساتھ وہ اہل علم سے التماس کرتا ہے کہ اپنی آراء سے ضرور مستفید فرمائیں، اور اس کتاب کے اگلے ایڈیشن کو مزید بہتر بنانے کے لیے اپنے قیمتی مشوروں سے در لغنا نہ کریں۔

فیصل احمد ندوی

مدرس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۳۳۷ھ / جمادی الاولی

۹ / مارچ ۲۰۱۶ء

فہرست مصادر و مراجع

کتاب میں بیسیوں کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے، اکثر کتابوں کا تعارف ذاتی واقفیت کی بنیاد پر ہے۔ تو دراصل ان ساری کتابوں کو فہرست مراجع میں شامل ہونا چاہیے۔ مگر اس طرح یہ فہرست بہت طویل ہو جاتی، اس لیے اس فہرست میں صرف انھی کتابوں کو شامل کیا گیا ہے جن کے حوالے سے کوئی بات لکھی گئی ہو اور جن کا حواشی میں تذکرہ کیا گیا ہو۔

۱- آخری وحی (اردو ترجمانی کے جدید قابل میں) مولانا سید سلمان حسینی ندوی، مکتبۃ الشاب العلییہ، لکھنؤ، ۲۰۱۲ء۔

۲- إتحاف السادة المتبقين بشرح إحياء علوم الدين، محمد مرتضى الزبيدي (ت: ۱۲۰۵هـ) دار الفكر بيروت، لبنان

۳- الإتقان في علوم القرآن، جلال الدين عبدالرحمن بن أبي بكر السيوطي (ت: ۹۱۱هـ)، تحقيق فواز أحمد زمرلي، دار الكتاب العربي، بيروت، ۱۴۲۶هـ / ۰۵ م ۲۰۱۴

۴- إتقان البرهان في علوم القرآن، د/فضل حسن عباس، دار النفائس، الأردن، الطبعة الثانية ۱۴۳۰هـ / ۱۰ م ۲۰۱۰

۵- الإحسان في تعقب الإتقان، عبدالله محمد الصديق الغماري (ت: ۱۴۱۳هـ) دار الأنصار، القاهرة۔

۶- استدراکات على تاريخ التراث العربي، د/حكمت بشير ياسين، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ۱۴۲۲هـ

۷- اختلاف امثیل اور صراط مستقیم، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، تاج پبلیشنگز، ہاؤس دیوبند/ دارالکتاب پیڈیوبند، ۱۹۹۰ء

۸- الإكيليل في استنباط التنزيل، جلال الدين السيوطي (ت: ۹۱۱هـ)، تحقيق: سيف الدين عبد القادر الكاتب، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،

الطبعة الاولى ١٤٠١ هـ / ١٩٨١ م

٩- امام شافعی کا علمی مقام، فیصل احمدندی، ادارہ احیائے علم و دعوت لکھنؤ۔ مکتبۃ الشاب العلیمیہ لکھنؤ، باراول ۲۰۱۵ء

١٠- البرهان فی علوم القرآن، بدرالدین محمد بن عبد الله الزركشی (ت: ٧٩٤ھ) تحقیق دا زکی محمد أبو سریع، دارالحضارۃ، الریاض، الطبعة الأولى ١٤٢٧ھ / ٢٠٠٦ م

١١- البلوغة فی تاريخ أئمة اللغة، مجدالدین محمدبن یعقوب الفیروزآبادی (ت: ٨١٧ھ) تحقیق برکات یوسف هبود، المکتبۃ العصریة، صیدا۔ بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ / ٢٠٠١ م

١٢- بالقرآن أسلم هولاء، عبدالعزیز سید ہاشم الغزوی، دارالقلم دمشق، الدار الشامیة، بیروت، الطبعة الاولی ١٤٢٢ھ / ٢٠٠١ م

١٣- البيان فی علوم القرآن، مولانا عبدالحق حقانی (ت ١٣٣٥ھ / ١٩١٦ء) دارالاشاعت تفسیر حقانی، دہلی، ١٣٥٥ھ / ١٩٣٢ء

١٤- تاريخ بغداد، احمدبن على ابو بکر الخطیب البغدادی (ت: ٤٦٣ھ) دار الكتب العلمیة، بیروت

١٥- تاريخ التراث العربی، د/ فؤاد سزکین، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، الریاض، ١٤١١ھ / ١٩٩١ م

١٦- تاريخ دعوت وعزیمت، جلد چھم، مولانا سید ابو الحسن علی حسین ندوی (ت: ١٩٩٩ء) مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، لکھنؤ

١٧- التبیان فی أقسام القرآن، ابن القیم: شمس الدین محمد بن أبي بکر بن أیوب الزرعی الدمشقی (ت: ٧٥١ھ) دارالمعرفة، بیروت، لبنان

١٨- التذکار فی أفضل الأذکار، القرطبی: أبو عبدالله محمد بن أحمد بن فرح القرطبی الأندلسی (م ٦٧١) تحقیق عبدالقادر الأرناؤوط، مکتبۃ ذارالبيان، دمشق، الطبعة الثانية ١٣٩٩ھ / ١٩٧٩ م

- ١٩- تذكرة الحفاظ، الذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي
 (م ٧٤٨هـ) تحقيق: عبد الرحمن بن يحيى المعلمى، مكتبة ابن تيمية، طبعة
 مصورة عن طبعة دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد
- ٢٠- تذكرة المفسرين، مولانا قاضى محمد زايد الحسيني (ت: ١٩٩٧م) دار الارشاد،
 اسلام، پاکستان، بارسوم ١٤٢٥هـ
- ٢١- تذكرة مفسرين هند، محمد عارف عظمى عمرى، دار المصنفين عظيم گڑھ، ١٩٩٥ء
- ٢٢- ترجمان القرآن (جلد سوم) مولانا ابو الكلام آزاد، مرتبة مولانا محمد عبد،
 اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور ١٩٨٦ء
- ٢٣- تعريف الأحياء بفضائل الإحياء، محمد عبد القادر بن شيخ بن
 عبد الله العيدروس (م ٣٨١٠هـ) (ملحق بالجزء الخامس من كتاب إحياء
 العلوم) تحقيق سيد عمران، دار الحديث، القاهرة، ٢٠٠٤/٤٢٥ م
- ٢٤- تفسير ابن عباس المسمى صحيفۃ علی بن أبي طلحہ، عن ابن
 عباس فی تفسیر القرآن، راشد عبد المنعم الرجال، مؤسسة الكتب الثقافية
 بيروت، لبنان، الطبعة الاولى ١٤١١هـ / ١٩٩١م
- ٢٥- تفسير التابعين، عرض و دراسه مقارنة، د/ محمد بن عبد الله بن على
 الخضيري، دار الوطن، الرياض، الطبعة الاولى ١٤٢٠هـ / ١٩٩٩م
- ٢٦- تفسير حقاني (فتح المنان في تفسير القرآن) مولانا عبد الحق حقاني دہلوی (م ١٤٣٥هـ)
 دار الاشاعت تفسير حقاني، حقاني منزل، دہلی
- ٢٧- تفسير الطبرى، أبو جعفر محمد بن جرير الطبرى (م ١٤١٠هـ) تحقيق
 د/ عبد الله بن عبد المحسن التركى، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى
 ١٤٢٤هـ / ٢٠٠٣م
- ٢٨- تفسير القرآن (تفسير ماجدی) مولانا عبد الماجد دریابادی، مجلس تحقیقات
 و نشریات اسلام، ندوة العلماء لکھنؤ، بارسوم ١٤٣٢هـ / ٢٠١١ء (ترجمہ و اضافہ شدہ ایڈیشن)
- ٢٩- تفسیر القرآن بالقرآن - تأصیل و تقویم، د/ محسن بن حامد

- المطيري، دار التدمرية، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢ هـ / ٢٠١١ م
- ٣٠- التفسير الكبير، فخر الدين محمد بن عمر الرازي (م ٦٠ هـ)
دار الكتب العلمية بيروت، لبنان، الطبعة الأولى ١٤٢١ هـ / ٢٠٠٠ م
- ٣١- تفسير ماجدی، (القرآن الحكيم مع ترجمة وتفصیر) مولانا عبد الماجد ریابادی، تاج
کمپنی، لاہور
- ٣٢- التفسير والمفسرون، د/ محمد حسين الذهبي، تعلیق
أحمد الزغبی، دار الأرقام، بيروت، لبنان
- ٣٣- التفسير والمفسرون في العصر الحديث، عبدالقادر محمد صالح،
دار المعرفة، بيروت - لبنان الطبعة الأولى ١٤٢٤ هـ / ٢٠٠٣ م
- ٣٤- تفہیم القرآن، مولانا سید ابوالا علی مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرنی
وہی ۲۰۰۳ء
- ٣٥- تفہیم القرآن سمجھنے کی کوشش، مولانا عبد القدوس روی، صحیب برادرس آگرہ،
۱۹۸۳ھ / ۱۹۰۵ء
- ٣٦- تنوير المقباس، من تفسير ابن عباس، مجد الدين محمد بن
يعقوب الفيروزآبادی (م ٨١٧ هـ) دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان
- ٣٧- التوضیح لشرح الجامع الصحيح، ابن الملقن، أبو حفص عمر بن
علي الأندلسی المصری (م ٤٨٠ هـ)
- ٣٨- توضیح ترجمة قرآن مجید، حسان نعمانی ندوی، الفرقان بک ڈپ، نظیر آباد لکھنؤ،
۱۴۰۷ء
- ٣٩- التيسیر فی أصول التفسیر، عصّاد علی عبد السميع حسين، دار
الإیمان، الإسكندرية
- ٤٠- ماه نامہ "الحسن" حضرت تھانوی نمبر، جامعہ اشرفیہ لاہور، رجب شعبان ۱۴۱۹ھ
/ نومبر ۱۹۹۸ء

- ٣١- حلية الأولياء، أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (م ٤٣٠ هـ)، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبعة الرابعة، ١٤٠٥ هـ
- ٣٢- دراسات في علوم القرآن الكريم، د/ فهد بن عبد الرحمن بن سليمان الرومي، الرياض، الطبعة الخامسة عشرة، ١٤٢٨ هـ / م ٢٠٠٧
- ٣٣- الدر المنشور في التفسير بالتأثر، السيوطي: جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر (م ٩١ هـ) تحقيق د/ عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار عالم الكتب، الرياض، ١٤٣٤ هـ / م ٢٠١٣
- ٣٤- روح المعانى في تفسير القرآن والسبع المثانى: شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسى (م ١٢٧٠ هـ) دار إحياء التراث العربي، بيروت
- ٣٥- ماه نامہ "الرشید" لاہور (ترجمان جامعہ رشیدیہ ساہبیوال) دار العلوم دیوبند نمبر مرتبہ عبد الرشید ارشد، جلد: ۳، شمارہ: ۲-۳، صفر- ربیع الاول ۱۴۹۶ھ/ فروری- مارچ ۱۹۷۶ء
- ٣٦- مختصری کی تفسیر الکشافی، ایک تخلیقی جائزہ، پروفیسر فضل الرحمن، دینیات فیکٹی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۱۹۸۲ء
- ٣٧- سنن ابن ماجہ، محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی (م ٢٧٣ هـ) دار السلام، الرياض
- ٣٨- سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث السجستاني (م ٢٧٥ هـ) دار السلام، الرياض
- ٣٩- سنن الترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورة الترمذی (م ٢٧٩ هـ)، دار السلام، الرياض
- ٤٠- سنن الدارقطنی، علی بن عمر الدارقطنی (م ٣٨٥ هـ)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان ١٤١٣ هـ / م ١٩٩٣
- ٤١- سنن الدارمی: عبدالله بن عبد الرحمن الدارمی (م ٢٥٥ هـ) المکتبة العصریة، بيروت، لبنان، الطبعة الاولی ١٤٢٦ هـ / م ٢٠٠٦
- ٤٢- السنن الكبرى، أحمد بن شعيب النسائي (م ٣٠٣ هـ) تحقيق

- د/عبدالغفار سليمان البندارى و سيد كسروى حسن، دار الكتب العلمية،
بيروت-لبنان الطبعة الأولى ١٤١١هـ/١٩٩١م
- ٥٣-سنن النسائي (الصححتى) أحمد بن شعيب النسائي (م ٣٠٣هـ)
دار السلام، الرياض
- ٥٤-سير أعلام النبلاء، الذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي
(م ٧٤٨هـ) مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان
- ٥٥-شرح السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود الفراء البغوى (م
٦٥١هـ) تحقيق شعيب الأرناؤوط، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة الأولى
١٤٠٣هـ
- ٥٦-شعب الإيمان، البيهقي: أحمد بن الحسين البيهقي (م ٤٥٨هـ)
تحقيق د/عبدالعلى عبدالحميد حامد، مكتبة الرشد ناشرون، الرياض، الطبعة
الثانية ١٤٢٥هـ/٢٠٠م
- ٥٧-صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، على ابن بلبان الفارسي (م ٧٣٩هـ)
تحقيق شعيب الأرناؤوط، مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٨هـ/١٩٩٧م
- ٥٨-صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري (م ٢٥٦هـ)
دار السلام، الرياض
- ٥٩-صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري
(م ٢٦١هـ) دار السلام، الرياض
- ٦٠-طبقات ابن سعد (كتاب الطبقات الكبير) محمد بن سعد بن منيع
الزهري (م ٢٣٠هـ) تحقيق د/علي محمد عمر، مكتبة الخانجي، القاهرة،
الطبعة الأولى ١٤٢١هـ/٢٠٠١م
- ٦١-طبقات الشافعية الكبرى، السبكي: تاج الدين عبد الوهاب بن علي
السبكي (م ٧٧١هـ) تحقيق محمود محمد الطناحي وعبد الفتاح محمد الحلول،
دار إحياء الكتب العربية، القاهرة

- ٢٢ - طبقات المفسرين، الداودى: شمس الدين محمد بن على بن أحمد الداودى (م ٩٤٥ - هـ ٥٩٥) تعلیق عبدالسلام عبدالمعین، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الاولى ١٤٢٢ هـ
- ٢٣ - العجائب فى بيان الأسباب، ابن حجر: أحمد بن على بن حجر العسقلانى (م ٨٥٢ - هـ ٤٨٥) تحقيق د/عبدالحكيم الأنيس، دار ابن الجوزى، الدمام، الطبعة الاولى ١٤١٨ هـ / ١٩٩٧ م
- ٢٤ - علوم إسلامية اور هندوستاني علماء، محمد سالم قدواى، اداره علوم إسلامية، على گرگه مسلم یونیورسٹی، على گرگه، ۱۹۹۱ء
- ٢٥ - علوم القرآن، مولانا محمد تقى عثمانى، مكتبة نعيمية، ديو بند، ١٣٢٣ هـ / ١٩٩٣ء
- ٢٦ - عمدة القارى بشرح صحيح البخارى، بدرالدين محمود بن أحمد العينى (م ٨٥٥ - هـ ٥٨٥) دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الاولى ١٤٢١ هـ / ٢٠٠١ م
- ٢٧ - غرائب القرآن ورغائب الفرقان المعروف بتفسير النيسابورى ، محمد بن الحسن القمى النيسابورى (م بعد ٧٣٠ - هـ ١٢٨٠) طبعة ١٢٨٠ هـ
- ٢٨ - فتح البارى بشرح صحيح البخارى، ابن حجر العسقلانى (م ٨٥٢ - هـ ٤٨٥) تحقيق أبووقتية نظر محمد الفارياپى، دار طيبة، الرياض، الطبعة الاولى ١٤٢٧ هـ / ٢٠٠٦ م
- ٢٩ - فتاوى ابن الصلاح، تقى الدين أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن الشهيرزورى (م ٦٤٣ - هـ ٢٦٤) تحقيق د/موفق عبدالله عبد القادر، مكتبة العلوم والحكم - عالم الكتب، بيروت، الطبعة الاولى ١٤٠٧ هـ
- ٣٠ - فضائل القرآن، أبو عبيد القاسم بن سلام (ت: ٢٤٢ - هـ ٤٦٢) تحقيق وهبى سليمان غاوچى، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الاولى ١٤٢٦ هـ / ٢٠٠٥ م
- ٣١ - فضائل القرآن، ابن كثير، إسماعيل بن عمر الدمشقى (م ٧٧٤ - هـ ٤٧٧)

- ٦- تحقيق د/محمد ابراهيم البنا، دار القبلة، جدة- مؤسسة علوم القرآن، بيروت،
 الطبعة الاولى ١٤٠٨ هـ / ١٩٨٨ م
 ٧- ماه نامه فكر ونظر، اسلام آباد، جلد ٢، شماره ٣-٣
- ٨- الفهرست، ابن النديم: محمد بن إسحاق النديم (م ٢٨٥ هـ) يا
 ٩- تحقيق الدكتورة ناهد عباس عثمان، دار قصرى بن الفجاءة، الدوحة،
 قطر، الطبعة الاولى ١٩٨٥ م
- ١٠- فهرست ابن خير الإشبيلي، أبو بكر محمد بن خير الأموي (م ٥٧٥ هـ)
 تعليق محمد فواد منصور، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة
 الاولى ١٤١٩ هـ / ١٩٩٨ م
- ١١- الفوز الكبير في أصول التفسير، ولی الله: أحمد بن عبد الرحيم
 التدهلوي، (م ١١٧٦ هـ) تعريب سلمان الحسيني الندوی، دار السنة، لكتھنؤ،
 الطبعة الثالثة ١٤١٣ هـ / ١٩٩٣ م
- ١٢- فيض القدير شرح الجامع الصغير، محمد عبد الرؤوف المناوى
 (م ١٠٣١ هـ) دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الرابعة، ٢٠٠٩ م
- ١٣- قاموس القرآن، مولانا زين العابدين سجاد ميرٹھی، ذکریا بک ڈپو، دیوبند
- ١٤- قرآن حکیم کے اردو ترجم، ڈاکٹر صالح شرف الدین، شرف الدین الکتبی
 واؤلاوہ، سکھی، ۱۳۰۲ھ / ١٩٨٣ء
- ١٥- كشف الظنوں عن أسماء الكتب والفنون، حاجی خلیفہ:
 محبطفی بن عبد الله القسطنطینی الرومی (م ٦٧٠ هـ) دار الكتب العلمية،
 بيروت - لبنان ١٤١٣ هـ / ١٩٩٢ م
- ١٦- لغات القرآن، مولانا عبد الشید نعمانی، دار الإشاعت، اردو بازار، کراچی
- ١٧- لغات القرآن، مولانا عبد الكریم پارکیھ، ایجوکیشنل پبلیشورس، دہلی،
 ۱۹۷۸ء

- ٨٢- لسان القرآن، مولانا محمد حنفي ندوی، علم و عرفان پبلشرز، اردو بازار، لاہور ۱۹۹۸ء
- ٨٣- مجموعۃ الفتاوی: ابن تیمیۃ: احمد بن عبدالحليم ابن تیمیۃ الحرانی (م ۷۲۸ھ) تحقیق عامر الجزار وأنور الباز، مکتبۃ العبیکان، الریاض، الطبعة الاولی ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸م
- ٨٤- مختصر قیام اللیل، محمد بن نصر المروزی (م ۲۹۴ھ) اختصار احمد بن عبدالقدار المقریزی (م ۸۴۵ھ) تعلیق محمد حسن محمد حسن اسماعیل، دارالکتب العلمیة، بیروت - لبنان الطبعة الاولی ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴م
- ٨٥- المدخل الوجیز إلی دراسة الإعجاز فی الكتاب العزیز، د/ محمود احمد غازی، اعتسائے و تحریریج محمد رحمة الله حافظ الندوی، دارالبشاائر الإسلامية، الطبعة الاولی ۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰م
- ٨٦- المزہر فی علوم اللسغة و أنواعها، جلال الدین السیوطی (م ۹۱۱ھ) تعلیق فواد علی منصور، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، الطبعة الاولی ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸م
- ٨٧- المستدرک علی الصحيحین، الحاکم: أبو عبدالله محمد بن عبدالله بن البیع النیسابوری (۴۰۵ھ) دارالمعرفة، بیروت، (مصورۃ عن طبعة حیدرآباد)
- ٨٨- مسند أبي یعلی: احمد بن علی بن المثنی الموصلى (م ۳۰۷ھ) تحقیق مصطفی عبدالقدار عطا، دارالکتب العلمیة، الطبعة الاولی ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸م
- ٨٩- مسند أَحْمَدَ، أَحْمَدُ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ الشَّيْبَانِي (م ۲۴۱ھ) الطبعة المیمنیة، مصر
- ٩٠- مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں، ترتیب جدید و حواشی فیصل احمدندوی، ادارہ احیاء علم و دعوت لکھنؤ، ۱۳۲۵ھ / ۲۰۰۲ء
- ٩١- مشکل القرآن - اسبابه وأنواعه وطرق دفعه، عبدالله بن حمد

- المنصور، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة الاولى ١٤٢٦ هـ.
- ٩٣- المصنف، ابن أبي شيبة: أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسى الكوفى (م ٢٣٥ هـ) تحقيق محمد عوامة، دار القبلة، جدة - مؤسسة علوم القرآن، دمشق، الطبعة الاولى ١٤٢٧ هـ / ٢٠٠٦ م
- ٩٤- ماه نامه معارف، أعظم كرثه، جلد: ٢١، شماره: ٢، فروردی ١٩٣٨ هـ
- ٩٥- معارف القرآن، مولانا نافقى محمد شفيع عثمانى ديويندى، جسم بک ڈپ، اردو بازار، جامع مسجد دہلی
- ٩٦- معارف القرآن، مولانا محمد اورليس كاندھلوى، مكتبة المعارف، دار العلوم الحسينية، شہدا پور، سندھ، پاکستان، طبع دوم ١٣٤٢ هـ
- ٩٧- معترك الأقران في إعجاز القرآن، السيوطي (م ٩١١ هـ) تحقيق على محمد البجاوي، دار الفكر العربي
- ٩٨- مباحث في علوم القرآن، مناع القطان، موسسة الرسالة، بيروت، لبنان، الطبعة الثانية والعشرون، ١٤١٠ هـ / ١٩٩٠ م
- ٩٩- متعلقات ترجمان القرآن، ازپروفیسر وہاب قیصر مولانا آزاد میوریل اکٹڈیمی، لکھنؤ ١٤٠٥ هـ
- ١٠٠- محاضرات قرآنی، ڈاکٹر محمود احمد عازی، اریب پیلی کیشنز، نئی دہلی ٢٠٠٥ء
- ١٠١- معجم الأدباء، ياقوت بن عبد الله الحموي (م ٦٢٦ هـ) دار الفكر، بيروت ١٤٠٠ هـ / ١٩٨٠ م
- ١٠٢- المعجم الكبير، سليمان بن أحمد الطبراني (م ٣٦٠ هـ) تحقيق حمدى عبد المجيد السلفى، دار إحياء التراث العربى، بيروت - لبنان ١٤٢٢ هـ / ٢٠٠٢ م
- ١٠٣- مفتاح السعادة ومصباح السعادة في موضوعات العلوم، أحمد بن مصطفى الشهير بطاش كبرى زاده (م ٩٦٨) دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الثانية ١٤٢٢ هـ / ٢٠٠٢ م

- ١٠٣- مقدمة في أصول التفسير، ابن تيمية (م ٥٧٢٨) دار المؤيد،
الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣ هـ / ٢٠٠٢ م.
- ١٠٤- مواهب الرحمن، مولانا سيد أمير على ملحى آبادى، مطبع نول كشور لكتخون طبع دوسم ١٩٣١ء
- ١٠٥- الناسخ والمنسوخ، أبو عبيد: القاسم بن سلام الهروى (م ٢٢٦هـ.) تحقيق محمد بن صالح المديفر، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الثانية
١٤١٨هـ / ١٩٩٧ م
- ١٠٦- الناسخ والمنسوخ، أبو جعفر النحاس: أحمد بن محمد بن إسماعيل المرادي (م ٢٣٨هـ) تحقيق د/ محمد عبد السلام محمد، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ
- ١٠٧- نواسخ القرآن، ابن الجوزى، أبو الفرج عبد الرحمن بن على التيسى القرشي البغدادى (م ٩٧٥هـ) تحقيق محمد أشرف على الملبارى،
الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة الأولى ٤٠٤هـ / ١٩٨٤ م
- ١٠٨- نفحات الأنس من حضرات القدس، عبد الرحمن الجامى (م ٨٩٨هـ) تحقيق محمد أديب الحادر، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى
١٤٢٤هـ / ٢٠٠٣ م
- ١٠٩- نقاشات الأنس (فارس) عبد الرحمن جاچى، مطبع نول كشور لكتخون ١٣٣٣هـ / ١٩٠٥ء
- ١١٠- نقوش زندگى، خود نوشت مولانا مجیب اللہ ندوی، مولانا مجیب اللہ ریسرچ
ائنسٹی ٹیوٹ ٢٠١٢ء
- ١١١- وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، ابن خلكان: شمس الدين أحمد بن محمد بن أبي بكر بن خلكان (م ٦٨١هـ) تحقيق د/ احسان عباس، دار صادر، بيروت
- ١١٢- يتيمية البيان في شيء من علوم القرآن، محمد يوسف البتوري،
مجلس الدعوة والتحقيق الإسلامي، كراتشي، باكستان ١٣٩٦هـ / ١٩٧٦ م
- ١١٣- هندوستاني مفسرین اور ان کی عربی تفہیمیں، محمد سالم قدوالی، مکتبہ جامعہ لمیڈیڈ،
نئی دہلی، ۲۰۱۱ء